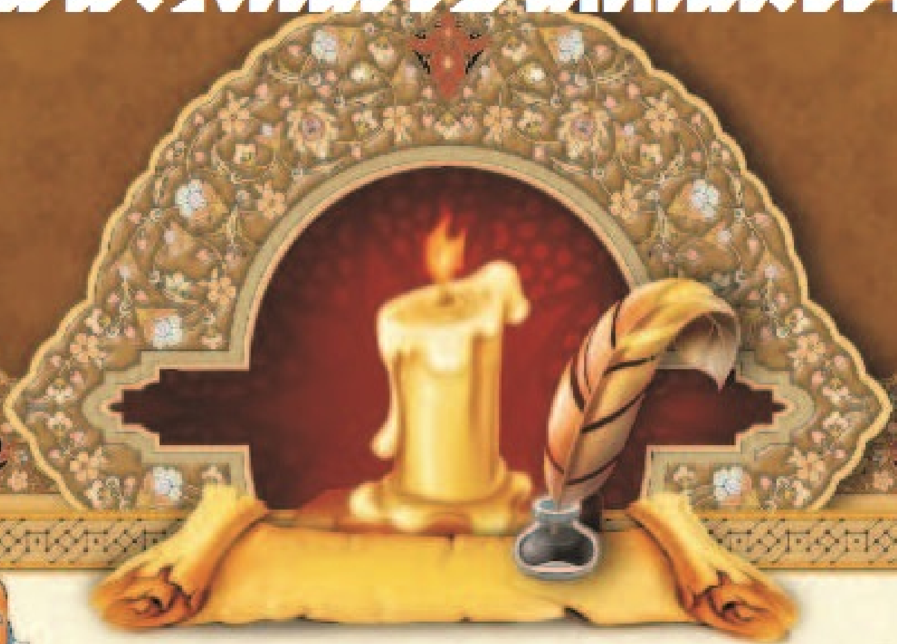


مسند عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ

تالیف: الامام الزاہد عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی: 181ھ)





ترجمہ، تخریج و شرح: یاسر عرفات

نظر ثانی: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

23

مسند عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ

تالیف الامام الزاہد عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی:181ھ)

ترجمہ، تخریج وشرح
یاسر عرفات

نظر ثانی
حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی
الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور
فون: 042-37357587

فہرست مضامین

- عرضِ ناشر 11
- تقریظ 13
- امام الزہد والورع عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی 20
- المسند 36
- حسد اور کینے سے پاک دل والے کے لیے جنت کی خوشخبری 36
- غیبت کی مذمت 38
- تیمارداری کی عظمت 40
- اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت 42
- جس کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کریں، اس کو آگاہ بھی کریں 43
- پڑوسی سے حسن سلوک 47
- اخلاص اور اس کا ثمر 47
- غیر ضروری سوالات کی ممانعت 49
- گناہ اور اس کی سزا 53
- احساس اور اسلام 55
- قطع رحمی کی سنگینی 56
- راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی فضیلت 58
- ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا 59
- بغیر تحقیق بات بیان کرنے کی مذمت 61

- دھوکا دہی کی مذمت 62
- کسی کی نقل نہ اتاریں 63
- نیا لباس پہننے کی دعا اور پرانا لباس صدقہ کرنے کی فضیلت 64
- دین پسندوں کے لیے خوش خبری 66
- ناراض نہ ہوں 69
- تلاوت قرآن اور تدبر قرآن 70
- اہل علم کی موت اور جہلا کی سرداری 72
- قول و عمل کا تضاد 74
- گناہ اور نیکی کی حقیقت 75
- حقیقی مومن اور مسلم کون؟ 76
- ایمان کی حلاوت 78
- حسن رُخِ زیبا صلی اللہ علیہ وسلم 79
- بغیر طمع کے حصولِ زر 85
- ملاقات اور اہتمامِ ملاقات 86
- اویس قرنی رحمہ اللہ کی شان و عظمت 88
- رحمت الٰہی کی وسعت 92
- فتویٰ بازی میں احتیاط 93
- وضو کی فضیلت 95
- نماز کی فضیلت 96
- اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھیں 97
- روزِ جزا کا پہلا سوال 98
- معجزۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 99
- توحید پر فوت ہونے والے کی فضیلت 101

- ذکر الٰہی 107
- زبان کی حفاظت 111
- کھجور کا تنا اور محبت رسول ﷺ 113
- درود پاک کی فضیلت 116
- خشوع وخضوع سے نماز پڑھیں 119
- دوران نماز کنکریوں سے نہ کھیلیں 121
- قراءتِ نبوی ﷺ 123
- کتنی راتوں میں قرآن مکمل کریں؟ 125
- قابلِ رشک 127
- پچھلی رات میں قبولیت کی گھڑی 129
- مسواک کا بیان 132
- باوضو ہو کر سونے کی فضیلت 133
- نفل نماز کے متعلق ایک مسئلے کی وضاحت 134
- عشاء کے بعد والی رکعتوں کا بیان 135
- گھر سے نکلنے سے قبل دو رکعتیں پڑھنا 138
- تحیۃ المسجد کا بیان 138
- نفلی نماز کی فضیلت 140
- نمازِ چاشت کی فضیلت 141
- دعا ہی عبادت ہے 143
- تحیۃ المسجد اختصار کے ساتھ پڑھیں 146
- نماز باجماعت کی اہمیت 147
- جھوٹ کی سنگینی 148
- جنت کے آٹھ دروازوں کا بیان 149

- عمل چاہے قلیل ہو لیکن دوام ہو 151
- لمبی زندگی کے ساتھ اچھا عمل بھی 153
- عمل صالح اور بلندیِ درجات 154
- عرشِ الٰہی کا سایہ پانے والے سات خوش نصیب 155
- ظالم کا ہاتھ روک لیں ورنہ...... 156
- طلبِ علم کی فضیلت 158
- روز دار کے پاس جب کھایا جائے 161
- نعمتِ الٰہی کی قدر کیسے پہچانیں؟ 162
- معاشرے میں خیر و بھلائی کو رواج دیں 164
- نماز عصر میں تاخیر کی سنگینی 165
- نکاحِ زینب رضی اللہ عنہا 166
- قیامت کا بیان 168
- دنیا جانے ہی والی ہے 169
- قیامت کی ہولناکیاں 171
- روزہ اور قرآن سفارش کریں گے 175
- قیامت کا پہلا فیصلہ 175
- کافر کا اخروی انجام 177
- آسان حساب کا مطلب 178
- کلمۂ توحید کی عظمت 179
- شفاعتِ کبریٰ 180
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی فضیلت 188
- امتِ محمدیہ اور آگ کی پرستش 191
- بغیر حساب و کتاب جنت میں جانے والے 192

- رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوں 193
- سب سے افضل نعمت 195
- اہل جنت کی صفات 197
- جہنم کی وسعت و گہرائی 208
- جہنمیوں کی سزائیں 210
- قصاص کا بیان 217
- دیت کا بیان 218
- انگلی کی دیت 219
- کھیت میں کسی کی بکریاں چر جائیں تو؟ 220
- جنین کی دیت 221
- حملہ آور کی کوئی دیت نہیں 222
- شرابی کی حد 223
- چوری کی حد 224
- چوری پر ہاتھ کب کٹے گا؟ 227
- زنا کی حد 233
- مریض کی حد 240
- لونڈی کی حد 240
- رسول اللہ ﷺ کا نسب 242
- وراثت کے احکام 244
- مسلم اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے 244
- وصیت سے قبل قرض ادا کیا جائے 245
- ''ولاء'' کی وراثت 246
- خاوند کی دیت میں سے بیوی کی وراثت 248

- نذر اور کفارے کے مسائل و احکام 249
- قسم کے مسنون الفاظ 251
- جس نے بیت المقدس جا کر نماز پڑھنے کی نذر مانی 253
- نذر تقدیر کو ردّ نہیں کر سکتی 254
- معصیت کی نذر 255
- اعتکاف کی نذر 256
- جو نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گیا 258
- مشیت الٰہی اور بندے کی مشیت 258
- گھوڑے کی حلت 260
- ہر کچلیوں والا درند حرام ہے 266
- خرگوش حلال ہے 268
- کوّا حرام ہے 269
- ساہنہ حلال ہے 270
- چمڑہ رنگ کر استعمال کر سکتے ہیں 272
- شراب، مردار اور خنزیر کے گوشت کی تجارت حرام ہے 273
- آگ سے چہرہ داغنا حرام ہے 274
- چیونٹی وغیرہ کو بلاوجہ مارنے کی ممانعت 276
- اولاد کے درمیان تحائف میں برابری 277
- تحفہ دے کر واپس لینا 279
- باپ اپنا تحفہ واپس لے سکتا ہے 281
- عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان 281
- بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ کرے 284
- وقف کا بیان 286

- غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت ... 287
- مشترکہ غلام کی آزادی کا مسئلہ ... 288
- بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ... 291
- عزل کا بیان ... 292
- شبہے سے نسب کا انکار ممکن نہیں ... 293
- پہلے خویش پھر درویش ... 295
- ولاء کی تجارت اور ہبہ ... 296
- ولاء آزاد کرنے والے کا ہے ... 297
- رشتے دار پر کوئی ملکیت نہیں ... 298
- تین آدمیوں کی مدد اللہ کرتا ہے ... 299
- فتویٰ اور حدیث بیان کرنے میں احتیاط ... 300
- حفظِ حدیث ... 302
- کتابتِ حدیث ... 303
- سنت قرآن کی تفسیر ہے ... 305
- حق گوئی ... 306
- فتنوں کا بیان ... 307
- صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت ... 312
- بغاوت جائز نہیں ہے ... 313
- جب فتنے گھیر لیں ... 316
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مؤقف ... 317
- فتنوں سے کیسے بچیں؟ ... 319
- اہل بدعت جامِ کوثر سے محروم ... 321
- مشاجرات میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مؤقف ... 322

- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا مؤقف 323
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف 323
- سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مؤقف 325
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور محبت عمر رضی اللہ عنہ 325
- سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کا مؤقف 326
- فتنہ صرف مسلمان کا قتل ہے 327
- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مؤقف 329
- ایمان، مومن کی متاعِ گراں مایہ 333
- سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مؤقف 334
- قتل مسلم کی سنگینی 335
- حکمران کی اطاعت صرف نیکی میں ہے 336
- ظالم حکمران کے لیے وعید 338
- حکمرانی باعثِ حسرت وندامت 340
- آگ وہ قاتل جو ہمیشہ زندہ رہے گی 341
- مخلوق پر شفقت کا بیان 341
- حکمران اور دوراز دان 343



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد اللّٰہ الذی علّم الإنسان مالم یعلم ، وکتب التقادیر بالقلم ، له الفضل والکرم ، والإحسان والنعم ، والصلوة والسلام علی رسوله الأکرم الأفضل ، وعلی آله وأصحابه هم أولوا العزم والعلم۔ أما بعد!

ہماری اساسِ دین کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے، جس کی تبلیغ و دعوت ہم پر فرض ہے اور فہم اسلام میں سلف کے فہم و تعامل کی پابندی کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾ (الکھف : 110)

''پس جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

تابعی جلیل فضیل بن عیاض نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد اخلاص وللّٰہیت اور اتباع سنت ہے، یعنی کسی بھی عمل کی عند اللہ قبولیت کی دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے اور دوسری یہ کہ وہ عمل سنتِ محمدیہ کے مطابق ہو، اس کو موصوف نے ''اَخْلَصَهٗ وَاَصْوَبَهٗ'' کی تعبیر سے واضح کیا ہے۔

کتب حدیث کی اشاعت کا مقصد یہی ہے کہ ان کتب کے ذریعے توحید وسنت کی شاہراہ پر چلنا عام مسلمانوں کے لیے آسان ہوجائے گا، صرف سچی طلب، صالح نیت اور عزم وحوصلے کی ضرورت ہے۔

یہ حدیث کی عظیم کتاب مسند عبداللہ بن مبارک ہے، جسے تحقیق وترجمہ، شرح اور تخریج کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کر کے قارئین کے پیش خدمت کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ہی یہ موقع فراہم ہوسکا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے جھڑے ہوئے وہ موتی ہیں جنہیں صاحب السیف والقلم، امام الزہد والورع عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (118ھ - 181ھ) نے پوری جگر کاوی، دماغ سوزی اور پتہ ماری سے مسند کی صورت میں جمع فرمایا۔

''مسند عبداللہ بن مبارک'' کا زیرِ نظر نسخہ دراصل ڈاکٹر مصطفیٰ عثمان محمد کے پی ایچ ڈی کے رسالے کا ایک جز ہے جس کا مناقشہ 31 دسمبر 1979ء میں ازہر یونیورسٹی کے کلیہ اصول الدین کے تحت ہوا تھا۔ نیز اسی مناقشے میں مسند کے ساتھ امام ابن مبارک کی کتاب ''البر والصلة'' بھی شامل تحقیق تھی۔ بعد ازاں ان دونوں کتابوں کو (1411ھ - 1991ء) میں دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان کے تعاون سے طبع کر دیا گیا۔

ڈاکٹر مصطفیٰ عثمان محمد نے ''مسند عبداللہ بن مبارک'' کی تحقیق میں مکتبہ ظاہریہ کے مخطوط پر اعتماد کیا ہے جو کہ تین اجزا پر مشتمل ہے۔ جناب یاسر عرفات صاحب نے ''مسند'' کے ترجمے کو سلیس اور عام فہم پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور

احادیث مبارکہ کی شرح میں محدثین کرام، شارحین حدیث اور اہل علم کے وضاحتی بیانات سے مدد لی ہے۔ نیز قارئین کی سہولت کے لیے احادیث کے شروع میں مناسب عناوین آویزاں کردیے گئے ہیں۔ اور ابتدا میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر ایک تفصیلی شذرہ قلم بند کردیا ہے، جس سے ان کے زہد وورع اور حدیث کے لیے وقیع خدمات کا علم ہوتا ہے اور اس میدان میں ان کی جلالت شان اور قدر ومنزلت کا پتہ چلتا ہے۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کا ذکر نہ کروں کہ جن کی توجہ اور نگرانی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، ان کی مرافقت اور مصاحبت میرے لیے باعثِ خیر ہے۔

ہم عصر حاضر کی عظیم شخصیت فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کررہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہی ہیں اور ساتھ میں علمی واصلاحی تقریظ تحریر کرکے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللہ أمثاله فی العالم.

ممبران ادارہ جناب ابو یحیٰی محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، انتصار، عبدالوحید، زاہد حسین چیپا، محمد مشتاق، ماسٹر الطاف، عندلیب اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا مبارک کام جاری وساری ہے۔

جناب انکل ابومؤمن منصور احمد حفظہ اللہ (اسلامی اکادمی)، اور ان کے دست وبازو محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے۔ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ مَنْ لَّا يَشْكُرِ اللّٰهَ .

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب نے دیدہ زیب وجاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ بطریق احسن سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کام کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

اللہ کے حضور سربسجود ہوکر دعاگو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کردے، ادارہ کو تاروزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جاسکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، أما بعد!

دین اسلام اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین ہے، اور یہی دین قیامت تک کے لیے برحق ہے جس کو بطورِ دین اختیار کرنے کا حکم ہے۔

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة: 3)

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔''

دین اسلام کی معرفت، اس کے احکامات کی پہچان کا ذریعہ وحی الٰہی ہے۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ پر کتاب و سنت کی شکل میں نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾ (النجم: 3، 4)

''اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ﴾ (النسآء: 113)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و حکمت کو نازل فرمایا، اور آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا فضل ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔''

کتاب و سنت کے فہم اور تعلیم و تعلّم کو شریعت میں بڑا مقام حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ﴾ (التوبة: 122)

''پس ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ يُرِدْ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ))

(سنن ترمذی، حدیث: 2645، وقال: حسن صحيحٌ)

''اللہ تعالیٰ جس شخص سے خیر کا ارادہ فرمالے اس کو دین کا فہم عطا فرما دیتا ہے۔''

یعنی دین کا علم حاصل کرنے والے لوگوں کو ممتاز مقام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (المجادلة: 11)

''اللہ ان لوگوں کو درجات میں بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ .))

(صحيح مسلم ، حديث : 817)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے کچھ لوگوں کو سر بلندی دیتا ہے، اور اسی کے ذریعے سے کچھ دوسروں کو نیچا کر دیتا ہے۔''

اہل علم کی قدر افزائی فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توحید کی گواہی کو اپنی اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ جمع کر کے بیان کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ﴾ (آل عمران: 18)

''اللہ نے گواہی دی کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی (یہی گواہی دی)، اس حال میں کہ وہ انصاف پر قائم ہیں۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت متعدد دعائیں کیں، ان میں سے ایک دعا اہل مکہ، بلکہ پوری انسانیت کے معلم، داعی، رسول اور پیغمبر کی بعثت کی تھی۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾﴾ (البقرة: 129)

''اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو سب سے غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جن اوصاف سے متصف رسول کی بعثت کی دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے انہی اوصاف حمیدہ اور ذمہ داریوں کے ساتھ آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا، ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرة: 151)

''جس طرح ہم نے ایک رسول تمہیں سے بھیجا، جو تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے، اور تمہیں پاک کرتا ہے، اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ .)) (صحيح مسلم، حديث: 403)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اسی طرح سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے۔''

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ)) (صحيح بخاری، حديث: 1162)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے تھے۔''

رسولِ رحمت ﷺ معلّم انسانیت اور معلم کتاب وسنت بنا کر مبعوث کیے گئے۔ آپ اللہ کے آخری، سچے رسول ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کی حقانیت وصداقت، دلائل و براہین سے واضح ہو چکی لہٰذا کتاب و سنت کے حق ہونے میں مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ وحی پر ایمان لانا اور اس کی اتباع کرنا ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی ہی کامل حق ہے جو اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝﴾ (محمد: 2)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ اس نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔''

اگر نزولِ قرآن کریم کے ساتھ لوگوں کے لیے ان کی عملی زندگی میں کوئی اُسوۂ ونمونہ نہ ہوتا تو وہ ہمیشہ گمراہی، ضلالت اور تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے۔ قرآن کے مقصود کو حاصل نہ کر سکتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ومقدسہ کو مسلمانوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسوۂ کامل ٹھہرا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾

(الاحزاب: 21)

''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال، افعال، تقریرات اور احوال میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں جن کی عبادت وریاضت، نشست وبرخاست، بود وباش، سونا جاگنا، چلنا پھرنا غرضیکہ زندگی کا ہر ہر لمحہ مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ انفرادی واجتماعی زندگی کے کسی بھی معاملہ میں اس سے گریز کرنا جائز نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو سمجھتے تھے کہ دنیا وآخرت کی عزت وسلامتی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اور رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا اتباع رسول ہے۔ اسی لیے وہ فرامین نبوی پر ہر حال میں عمل پیرا ہوتے اور حدیث وروایت کے حاصل کرنے میں کسی قسم کی مشقت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بیان کیا، یہ شرف پانے کے لیے وہ کس قدر مشقت سے گزرے خود سے اپنے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:

((وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ، مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ.)) (صحيح بخاری، حديث: 7324)

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا، اور گزرنے والا میری گردن پر یہ سمجھ کر پاؤں رکھ کر گزر جاتا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف بھوک کی شدت کی وجہ سے میری یہ حالت ہوتی تھی۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ؟ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَّةِ، أَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ: إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ، فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ.)) (صحيح بخاری، حديث: 2047)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین و انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح کیوں حدیث نہیں بیان کرتے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار کی خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور میں اپنا پیٹ بھرنے کے بعد برابر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا، اس لیے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی حاضر رہتا، اور میں (وہ باتیں آپ سے سن کر) یاد کر لیتا جسے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقعہ نہیں ملتا تھا یا) وہ بھول جایا کرتے تھے۔ اسی طرح میرے بھائی انصار اپنے اموال (کھیتوں اور باغوں) میں مشغول رہتے۔ لیکن میں صفہ میں مقیم مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا۔ جب یہ حضرات انصار بھولتے تو میں اسے یاد رکھتا۔ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے اور اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک اپنی یہ گفتگو نہ پوری کر لوں، پھر (جب میری گفتگو پوری ہو جائے تو) اس کپڑے کو سمیٹ لے تو وہ میری باتوں کو (اپنے دل و دماغ میں ہمیشہ) یاد رکھے گا۔'' چنانچہ میں نے اپنا کمبل اپنے سامنے پھیلا دیا۔ پھر جب رسول کریم ﷺ نے اپنا مقالہ مبارک ختم فرمایا، تو میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا، اور اس کے بعد پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے صرف ایک حدیث رسول ﷺ سننے کی خاطر

اونٹ خریدا، زادِ راہ لیا اور ایک مہینہ کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد شام پہنچے اور ان سے قصاص سے متعلق حدیث سنی۔ (مستدرك حاكم: 475/2)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آئمہ محدثین نے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ونسبت کو نبھانے کا حق ادا کیا۔ فرامین مصطفیٰ اکٹھے کیے۔ انہیں کتابی شکل دی اور دینِ اسلام کی صحیح شکل امتِ مرحومہ کے سپرد کر دی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ جماعتِ اہل حدیث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے: "لو لا هذه العصابة لا ندرس الإسلام" "یعنی اگر یہ جماعت نہ ہوتی تو اسلام مٹ چکا ہوتا۔"

امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ بہت بڑے محدث ہیں۔ آپ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ: "میں قرطبہ (اندلس) سے امام احمد رحمہ اللہ کی طرف حدیث سیکھنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ بغداد کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ فتنۂ خلق قرآن کی پاداش میں امام صاحب اپنے گھر میں نظر بند ہیں۔ کسی کو آپ سے ملنے کی اجازت نہیں۔ میں بڑا مغموم ہوا، بڑی مشکل سے آپ کے مکان تک پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر آپ باہر آئے، اسی وقت کسی جاسوس نے دیکھ لیا۔ جس کا آپ پر اثر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ میں بہت دور سے آپ کی خدمت میں حدیث پڑھنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری خدمت اور تمھیں پڑھانے سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں، مگر کیا کروں، کہ مجھ پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک تجویز ہے۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں اپنے مطلب کو پاسکتا ہوں۔ فرمایا، بتاؤ! میں نے عرض کیا کہ بغداد میں نیا داخل ہوا ہوں، اور کوئی شہر کا باشندہ مجھے نہیں پہچانتا۔ میں روزانہ فقیرانہ بھیس میں آپ کے دروازے پر بھیک مانگنے کی صدا لگایا کروں گا، اور آپ مجھے خیرات دینے کے بہانے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا دیا کرنا، آپ کی مہربانی ہوگی۔ آپ نے منظور فرمایا اور ساتھ شرط یہ لگائی کہ کسی کو خبر نہ دوں۔ چنانچہ میں روزانہ فقیرانہ بھیس میں سر پر پٹی باندھ کر ہاتھ میں چھڑی، کاسہ اور ناد پکڑے بھکاری بن کر صدا لگاتا...... ((اَلْأَجْرُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ)) "اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔" آپ میری آواز سن کر آتے، اور وہیں دروازے پر ایک حدیث سنا دیتے، چھ ماہ اس طرح سلسلہ جاری رہا۔" (مختصر طبقات الحنابلة، ص: 79-81، سير أعلام النبلاء: 293/13)

اللہ رب العزت ہمیں ان نفوسِ قدسیہ کے راستے پر چلنے کی توفیق نصیب کرے، ہمیں اسلام والی زندگی اور ایمان والی موت دے اور اس دین کو آگے پہنچانے کی، نشر کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

کیونکہ علم حدیث کی نشر واشاعت بڑی فضیلت کا حامل عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ .))

(سنن ابن ماجة، كتاب السنة، رقم : 242)

''بے شک مومن کی وفات کے بعد اسے جو نیک عمل پہنچتے ہیں، ان میں سے علم کی تعلیم دینا اور اس کی نشر واشاعت کرنا بھی ہے۔''

زیر نظر کتاب ''مسند عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ'' انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے سلسلہ خدمۃ الحدیث النبوی ﷺ کی ایک کڑی ہے، جو کہ عظیم محدث الامام الحافظ عبداللہ بن مبارک (متوفی 181ھ) کی تالیف لطیف ہے۔ اس میں 289 روایات ہیں۔ جن کو امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بصورتِ مسند جمع کیا ہے۔

مسند کا یہ سلیس ترجمہ اور علمی تشریحات وتعلیقات ایک گراں قدر عمل ہے۔ ہم طلبۃ العلم اور عوام الناس کے لیے یہ بات ایک خوشخبری سے کم نہیں کہ اس نہج پر کام کرنے کے لیے بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی نے دیگر بہت سی کتب حدیث کا انتخاب فرما رکھا ہے، جو عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر ہمارے ہاتھوں میں ہوں گی اور ہر خاص وعام کے افادے کا ذریعہ بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ ادارہ انصار السنۃ پبلی کیشنز کو توحید وسنت کی اشاعت کے لیے مینارِ نور بنادے اور اسے قائم و دائم رکھے، نیز ان بابرکت جہود و مساعی کو قبول فرمائے اور انھیں ادارہ کے ان کے لیے اور جملہ معاونین و مساہمین کے لیے توشۂ آخرت بنادے اور اس مبارک عملی ذخیرے کو قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ بنادے اور اللہ تعالیٰ کے عباد و بلاد کی منفعت کا ذریعہ بھی۔ والتوفيق بيد الله تعالىٰ.

وصلى الله على نبينا محمد وبارك وسلم

كتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

ستمبر 2020ء



امام الزہد والورع عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب:

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک بن واضح حنظلی، ترکی، مروزی، خوارزمی۔

ولادت:

آپ رحمہ اللہ 118ھ میں، مرو میں پیدا ہوئے، اسی وجہ سے مروزی کہلائے۔ عباس بن مصعب ''تاریخ مرو'' میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی والدہ خوارزم کی رہنے والی تھیں (اسی لیے خوارزمی کہلائے) اور آپ کے والد ترکی تھے اور ھمذان کے ایک تاجر کے غلام تھے جو بنی حنظلہ سے تھا۔ اس لیے آپ (ترکی اور حنظلی نسبت بھی رکھتے ہیں)۔ (سیر أعلام النبلاء: 8/ 381)

طلب علم:

آپ نے بیس سال کی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور حرمین، شام، مصر، عراق، جزیرہ اور خراسان وغیرہ ممالک کے سفر کیے۔ (سیر أعلام النبلاء: 8/ 379، 381)

اساتذہ وشیوخ:

آپ نے وقت کے کبار علماء اور اساطین علم کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا، جن میں مشہور محدثین کرام درج ذیل ہیں: سلیمان التیمی، عاصم الاحول، حمید الطّویل، ہشام بن عروہ، جریری، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، خالد حذاء، یحییٰ بن سعید انصاری، موسیٰ بن عقبہ، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ، ابن جریج، امام شعبہ، امام مالک، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ اور حیوہ بن شریح مصری وغیرہ۔

حکایت:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے استاد جن سے آپ ملے، وہ ربیع بن انس خراسانی رحمہ اللہ ہیں۔ (وہ اس وقت قید میں تھے)۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے حیلہ جوئی کی اور کسی طرح جیل تک پہنچ گئے اور ان سے تقریباً چالیس احادیث کا سماع کیا۔ (سیر أعلام النبلاء: 8/ 379)

اس کے بعد آپ نے باقی تابعین عظام سے احادیث حاصل کیں اور بہت زیادہ سفر کیے، چکر کاٹے اور تا وفات طلب علم میں لگے ہی رہے۔ (تذكرة الحفاظ : 1/ 275)

حلقۂ تلامذہ:

امام عبداللہ بن مبارک سے حدیث لینے والوں میں آپ سے کم عمر تشنگان علم تو تھے ہی، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کے شیوخ کی ایک تعداد نے بھی آپ سے حدیث لی ہے۔ (سير أعلام النبلاء : 8/ 380)
جیسا کہ امام ثوری، معمر وغیرہ ہیں، اس طرح آپ کے بہت سے اقران اور ہم پلہ لوگوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، ابن وھب، بقیہ اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ بھی، نیز آپ کے شاگردان میں امام ابو بکر بن ابی شیبہ، ان کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ، علی بن حجر، احمد بن منیع، یحییٰ بن آدم، ابوسلمہ منقری اور ابراہیم بن محشر وغیرہ اتنے لوگ ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے۔ (سير أعلام النبلاء : 8/ 380)

مقام ومرتبہ:

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اپنے دور کے سب سے عظیم اور ممتاز محدث، امام اور مرجع خلائق شمار ہوتے تھے۔

(1):...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ثقة ثبت فقيه عالم جواد مجاهد، جمعت فيه خصال الخير"

(التقريب مع التحرير : 2/ 260، رقم الترجمه : 3570)

"آپ ثقہ، ثبت، فقیہ، عالم، سخی، مجاہد تھے اور خیر و بھلائی کی خصلتیں آپ میں جمع کر دی گئی تھیں۔"

(2):...... امام ابو اسامہ کہتے ہیں:

"ابن المبارك فى المحدثين مثل أمير المؤمنين فى الناس"

(سير أعلام النبلاء : 8/ 384)

"عبداللہ بن مبارک محدثین میں، لوگوں میں امیر المؤمنین کی مثل تھے۔"

(3):...... اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں: روئے زمین پر ابن مبارک رحمہ اللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا اور میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی کی کوئی خصلت پیدا کی ہو، مگر اسے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ میں ضرور رکھا۔

(سير أعلام النبلاء : 8/ 384)

(4):...... عباس بن مصعب رحمہ اللہ کہتے ہیں: عبداللہ (بن مبارک رحمہ اللہ) نے حدیث، فقہ، عربیت، لوگوں

کے ایام (تاریخ) شجاعت و بسالت، سخاوت، تجارت اور فراق کے وقت محبت جیسے اوصاف کو جمع کیا۔

(سير أعلام النبلاء :8/ 383)

(5):......امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جب میں دقیق مسائل تلاش کرتا اور انہیں ابن مبارک رحمہ اللہ کی کتابوں میں نہ پاتا تو مایوس ہو جاتا۔'' (سير أعلام النبلاء :8/ 383)

(6):......امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''چار آدمیوں جیسا میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا، ثوری سے بڑھ کر حافظ حدیث، شعبہ سے زیادہ زاہدانہ طرز زیست والا، مالک سے بڑھ کر عقل مند اور ابن مبارک سے زیادہ امت کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا۔'' (سير أعلام النبلاء :8/ 388)

(7):......ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''ابن مبارک رحمہ اللہ تمام مسلمانوں کے امام ہیں۔''

(تاریخ بغداد : 10/ 163)

(8):......عمار بن حسن رحمہ اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اذا سار عبد اللّٰه من مرو ليلة
فقد سار منها نورها وجمالها
اذا ذكر الأحبار فى كل بلدة
فهم أنجم فيها وأنت هلالها

(سير أعلام النبلاء :8/ 391)

''جب عبداللہ ''مرو'' سے ایک رات چلے جاتے ہیں تو اس ''مرو'' کا اجالا اور رعنائیاں بھی ساتھ چلی جاتی ہیں، جب ہر شہر میں علماء کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ ستارے ہوتے ہیں اور آپ ان میں چاند ہوتے ہیں۔''

(9):......امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی موجودگی میں ایک شخص نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حافظ حدیث نہ تھے۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرمانے لگے: ''عبداللہ رحمہ اللہ بڑے سمجھ دار، پختہ علم والے، ثقہ اور صحیح حدیث کو جاننے والے تھے۔ ان کی وہ کتابیں جن سے وہ احادیث بیان کیا کرتے تھے، بیس ہزار یا اکیس ہزار تھیں۔''

(تاریخ بغداد : 10/ 164)

(10):......اسود بن سالم کہتے ہیں: "كان ابن المبارك اماما يُقتدٰى به ، كان من أثبت

الناس فی السُّنَّة ، اذا رأیت رجلا یغمز ابن المبارك فاتهمه علی الاسلام" (تاریخ بغداد : 10/ 167) ''عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ومقتدیٰ تھے، لوگوں میں سب سے زیادہ سنت پر کاربند اور ثابت قدم رہنے والے تھے، جب تو ایسے آدمی کو دیکھے جو ابن مبارک کی تنقیص کرتا ہے تو اس کو اسلام پر متہم سمجھو (اس کا اسلام مشکوک ہے۔)''

(11):......امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے چار ہزار شیوخ اور اساتذہ سے علم حاصل کیا اور ایک ہزار سے روایت کی، عباس بن مصعب کہتے ہیں کہ میں نے ان کے اساتذہ کی تتبع اور جستجو کی تو مجھے ان کے آٹھ سو شیوخ مل گئے۔ (سیر أعلام النبلاء :8/ 397)

(12):......حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس (ابن مبارک کے آزاد کردہ غلام) کہتے ہیں کہ فضل بن موسیٰ اور مخلد بن حسین (جیسے محدثین کی) جماعت جمع ہوئی اور کہنے لگے کہ آؤ، خیر و بھلائی کی خوبیاں جو ابن مبارک رحمہ اللہ میں پائی جاتی ہیں، انہیں شمار کرتے ہیں، تو وہ کہنے لگے، علم، فقاہت، ادب، نحو، لغت، زہد، فصاحت، شعر، قیام اللیل، عبادت، حج، غزوہ، شجاعت، شہسواری، قوت، لایعنی چیزوں میں ترک گفتگو، انصاف اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کم اختلاف۔ (سیر أعلام النبلاء :8/ 397، شرح صحیح مسلم : 1/ 12)

مستجاب الدعوات:

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نیک، صالح اور ایسی برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے کہ جن کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں قبول ومنظور ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ ابو وھب کا بیان ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ ایک نابینا شخص کے پاس سے گزرے۔ اس نے کہا کہ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں کہ میری نظر لوٹا دے۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اس کی بصارت لوٹا دی گئی اور میں دیکھ رہا تھا۔ (سیر أعلام النبلاء :8/ 395)

سند کی اہمیت:

(1):......مسیّب بن واضح کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو سنا، ان سے ایک آدمی نے پوچھا کہ وہ کس سے حدیث لے؟ تو انہوں نے فرمایا: کبھی آدمی ثقہ آدمی سے ملتا ہے اور وہ غیر ثقہ سے بیان کر رہا ہوتا ہے اور کبھی غیر ثقہ سے ملتا ہے اور وہ ثقہ سے بیان کر رہا ہوتا ہے، لیکن ہونا یہ چاہیے کہ ثقہ، ثقہ سے روایت کرے۔

(سیر أعلام النبلاء :8/ 404)

(2):......عبدان بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"الإسناد من الدين، ولو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء))

(صحيح مسلم مع الشرح : 1/ 12)

''سند دین میں سے ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہہ دیتا۔''

(3):......عباس بن رزمہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (بن مبارک) رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"بيننا وبين القوم القوائم يعني الإسناد" (صحيح مسلم مع الشرح : 1/ 12)

''ہمارے اور قوم کے درمیان سند ہے۔''

(4):...... ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ بے شک نیکی کے بعد نیکی میں سے ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لیے نماز پڑھے، اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لیے روزہ رکھے (اس کے بارے کیا خیال ہے؟) تو ابن مبارک نے فرمایا: اے ابواسحاق! یہ کس (راوی) سے ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شہاب بن خراش سے ہے، تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ حجاج بن دینار سے، انہوں نے کہا کہ وہ بھی ثقہ ہے وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابواسحاق! حجاج بن دینار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کئی صحرا ہیں، جن میں سواریوں کی گردنیں کٹ جائیں اور لیکن صدقے میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ (صحيح مسلم مع الشرح : 1/ 12)

کیوں کہ حجاج بن دینار تبع تابعی ہیں۔ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کم از کم دو واسطے ضرور ہیں، ایک تابعی کا اور دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا۔ یعنی اس سند کا بہت زیادہ انقطاع ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ لہٰذا نماز اور روزے میں نیابت نہیں ہے اور یہ کہ فرض روزہ ہو اور میت کی طرف سے اس کا ولی قضا دے۔ البتہ صدقہ میت کی طرف سے دیا جا سکتا ہے۔ (شرح صحيح مسلم : 1/ 12)

(5):......علی بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ لوگوں کے مجمع میں کہہ رہے تھے عمرو بن ثابت کی حدیث کو چھوڑ دو کیوں کہ وہ سلف (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو گالی دیا کرتا تھا۔ (صحيح مسلم مع الشرح : 1/ 12) یعنی وہ بدعتی راوی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دشنام طرازی کرنے والا، یا غالی رافضی ہوگا یا خارجی۔ دونوں بدعتی ہیں۔

(6):...... پوچھا کہ کس راوی سے حدیث لیں؟ فرمایا: جس نے اللہ کے لیے علم حاصل کیا اور اس کی سند

کے معاملے میں سب سے سخت ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ : 1/ 277)

جہاد فی سبیل اللہ:

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں ابن مبارک اور معتمر بن سلیمان کے ساتھ ''طرطوس'' کے مقام پر تھا کہ لوگ چلائے، دشمن کی فوج، چنانچہ ابن مبارک رحمہ اللہ اور لوگ اس طرف نکل پڑے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہو گئے تو ایک آدمی نکلا اور دعوت مبارزت دی، اس کے مقابلے کے لیے ایک مسلمان آگے بڑھا، وہ رومی اس پر چڑھ دوڑا اور اسے قتل کر دیا، یہاں تک کہ اس نے چھ مسلمانوں کو شہید کر دیا اور پھر دونوں صفوں کے درمیان فاخرانہ چال چلنے لگا اور مقابلے کی دعوت دینے لگا، لیکن اس کے مقابلے میں کوئی مسلمان نکل نہیں رہا تھا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے میری طرف دیکھا اور کہا: اے فلاں! اگر میں مارا گیا تو اس اس طرح کرنا، پھر اپنی سواری کو ایڑھ لگائی اور اس کافر کے مدمقابل آ کھڑے ہوئے، تھوڑی دیر اس کے ساتھ مقابلہ ہوا اور وہ کافر ڈھیر ہو گیا۔ ابن مبارک نے اب کافروں کو دعوت مبارزت دی۔ اس پر آپ کے مقابلے میں ایک اور رومی کافر نکلا، انہوں نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا، یہاں تک کہ چھ کافر مار گرائے اور پھر مقابلے کی دعوت دینے لگے، گویا کہ وہ آپ سے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور کوئی سامنے نہ آ سکا، آپ نے اپنی سواری کو مارا اور دونوں صفوں کے درمیان دھتکار دیا، پھر غائب ہو گئے اور ہم کچھ نہ سمجھ پائے، اچانک اسی جگہ وہ مجھے مل گئے، جہاں پہلے تھے اور فرمایا: اگر تو نے میری زندگی میں اس معرکے کے متعلق کسی کو بیان کیا تو (انہوں نے کوئی بات ذکر کی)۔

(سیر أعلام النبلاء : 8/ 408، 409)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے سن 170 یا 177ھ میں شہر طرسوس میں حضرت محمد ابراہیم بن سکینہ کو جبکہ وہ ان کو وداع کرنے آئے تھے اور یہ جہاد کو جا رہے تھے، یہ اشعار لکھوا کر حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو بھجوائے۔

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا	لَعَلِمْتَ اِنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ
مَنْ كَانَ يَخْضِبُ خَدَّهٗ بِدُمُوْعِهٖ	فَخُدُوْدُنَا بِدِمَآئِنَا تَتَخَضَّبُ
مَنْ كَانَ يَتْعَبُ خَيْلُهٗ فِيْ بَاطِلٍ	فَخُيُولُنَا يَوْمَ الصَّبِيْحَةِ تَتْعَبُ
رِيْحُ الْعَبِيْرِ لَكُمْ وَنَحْنُ عَبِيْرُنَا	رَهْجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارُ الْاَطْيَبُ
وَلَقَدْ اَتَانَا مِنْ مَّقَالِ نَبِيِّنَا	قَوْلٌ صَحِيْحٌ صَادِقٌ لَا يَكْذِبُ

لَا یَسْتَوِیْ غُبَارُ خَیْلِ اللّٰہِ فِیْ اَنْفِ امْرِیٍٔ وَدُخَانُ نَارٍ تَلْھَبُ
ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ بَیْنَنَا لَیْسَ الشَّھِیْدُ بِمَیِّتٍ لَا یَکْذِبُ

''اے مکہ مدینہ میں رہ کر عبادت کرنے والے، اگر تو ہم مجاہدین کو دیکھ لیتا تو بالیقین تجھے معلوم ہو جاتا کہ تیری عبادت تو ایک کھیل ہے۔ ایک وہ شخص جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں جو اپنی گردن اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے خون میں آپ نہا لیتے ہیں۔ ایک وہ شخص جس کا گھوڑا باطل اور بے کار کام میں تھک جاتا ہے اور ہمارے گھوڑے حملے اور لڑائی کے دن ہی تھکتے ہیں۔ اگر بتی کی خوشبوئیں تمہارے لیے ہیں اور ہمارے لیے اگر بتی کی خوشبو گھوڑوں کے ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہے۔ یقین مانو، ہمیں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے، جو سراسر راستی اور درستی والی بالکل سچی ہے۔ جس کسی کے ناک میں اس اللہ تعالیٰ کے لشکر کی گرد بھی پہنچ گئی، اس کے ناک میں شعلے مارنے والی جہنم کی آگ کا دھواں بھی نہ جائے گا۔ اور لو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب جو ہم میں موجود ہے اور صاف کہہ رہی ہے اور سچ کہہ رہی ہے کہ شہید مردہ نہیں۔''

محمد بن ابراہیم فرماتے ہیں، جب میں نے مسجد حرام میں پہنچ کر حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو یہ اشعار دکھائے تو آپ پڑھ کر زار و زار روئے اور فرمایا، ابو عبدالرحمٰن (اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمتیں ہوں) نے، صحیح اور سچ فرمایا اور مجھے نصیحت کی اور میری بے حد خیر خواہی کی۔ (تفسیر ابن کثیر : 603/1، طبع مکتبہ قدوسیہ)

امانت و دیانت:

حسن بن عرفہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا: سرزمین شام میں، میں نے ایک قلم ادھار لیا، پھر میں (اس ارادے سے) چلا کہ اسے واپس کر کے آؤں گا، جب میں ''مرو'' پہنچا تو دیکھا کہ وہ قلم تو میرے ہی پاس ہے۔ پھر شام کی طرف لوٹا، یہاں تک کہ قلم والے کو وہ قلم واپس کر کے آیا۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 395)

مالی اعانت اور غم گساری:

(1)......سلمہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ ایک آدمی ابن مبارک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور آپ سے درخواست کی کہ اس کا قرض اتار دیں تو انہوں نے اپنے خزانچی کی طرف اس کے لیے رقعہ لکھ دیا، جب رقعہ خزانچی کے پاس پہنچا تو اس نے مقروض سے پوچھا کہ تمہارے اوپر کتنا قرض ہے، جس کی ادائیگی کے لیے درخواست کی ہے؟ اس نے کہا کہ سات سو درہم ہیں اور اچانک عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے رقعے میں، اسے دینے کے لیے سات ہزار درہم

لکھے ہوئے تھے، اس پر وکیل نے ان کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ بے شک غلے اور اناج ختم ہو چکے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کی طرف لکھا کہ اگر غلے ختم ہو چکے ہیں تو زندگی بھی یقیناً ختم ہو چکی ہے، تم اسے اتنے ہی دو جتنے کے میرے قلم سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ (سير أعلام النبلاء : 8/ 386)

(2)...... محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ طرطوس کی طرف بہت زیادہ آیا جایا کرتے تھے اور ''رقہ'' شہر میں ایک سرائے میں ٹھہرا کرتے تھے۔ وہاں ایک نوجوان کی ان کے پاس آمد و رفت رہتی، وہ ان کی ضروریات کا خیال رکھتا اور آپ سے حدیث کا سماع کیا کرتا۔ ایک دفعہ عبداللہ رحمہ اللہ وہاں آئے تو وہ نظر نہ آیا، آپ جلدی میں تھے، وہاں سے چل دیئے، جب لوٹے تو اس نوجوان کے بارے میں دریافت کیا، بتلایا گیا کہ وہ دس ہزار درہموں (کے قرضے) کی وجہ سے قید میں ہے، چنانچہ آپ نے قرض خواہ کا کھوج لگایا اور اسے دس ہزار درہم دے دیئے اور اس سے قسم لی کہ جب تو وہ زندہ ہے کسی کو خبر نہیں دے گا، اس نوجوان کو رہائی دی گئی اور ابن مبارک رحمہ اللہ وہاں سے چل پڑے۔ وہ نوجوان انہیں ''رقہ'' سے دو مرحلوں پر آملا، وہ کہتا ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا: اے نوجوان! تو کہاں تھا؟ میں نے تجھے دیکھا نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میں قرض کے باعث قید و بند میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ نجات کیسے پائی؟ اس نے کہا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے میرا قرض ادا کر دیا اور مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے۔ اس نوجوان کو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہی حقیقت حال کا علم ہو سکا۔ (تاريخ بغداد : 10/ 159)

(3)...... امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر تھے، اسی وجہ سے آپ صلحاء اور اہل علم کی مالی مدد کیا کرتے، اپنی دولت کو گویا علم کے راستے میں وقف کر دیا تھا۔ فضیل بن عیاض مشہور زاہد سے کہا کہ اگر آپ اور آپ کے ساتھی نہ ہوتے، تو میں تجارت کا پیشہ اختیار ہی نہ کرتا، وہ ہر سال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کیا کرتے تھے۔ (سير أعلام النبلاء : 8/ 386، 409)

(4)...... حبان بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ پر اس بات کی قدغن لگائی کہ وہ اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہروں میں مال تقسیم کرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ بے شک میں ان لوگوں کے مقام اور فضل و صدق کو پہچانتا ہوں، انہوں نے حدیث کو تلاش کیا اور اس کی اچھی طلب کی، لوگوں کے ان کی طرف احتیاج کے سبب وہ خود محتاج ہو گئے۔ اگر ہم ان کو چھوڑ دیں گے تو ان کا علم ضائع ہو جائے گا اور اگر ہم ان کی اعانت کریں گے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے علم کی شمع کو روشن کیے رکھیں گے، میں نہیں جانتا کہ علمِ نبوت کو پھیلانے سے

بڑا بھی کوئی اعزاز ہوسکتا ہے۔(تاریخ بغداد: 10/ 160)

(5)......مسیّب بن واضح کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ابوبکر بن عیاش کی طرف چار ہزار درہم بھیجے اور فرمایا: ان کے ذریعے اپنے آپ سے لوگوں کا فتنہ روکیے۔

یعنی فکر معاش علم پھیلانے کے رستے میں رکاوٹ نہ بنے، نہ ہی حق گوئی میں مانع ثابت ہو اور لوگوں کی پیشانیوں کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

قوتِ حافظہ:

(1)......مفر بن مساور کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا: کیا آپ حدیث یاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ اس پر ان کا (غصے سے) رنگ بدل گیا اور فرمایا: میں نے کبھی حدیث یاد کرنے کی محنت نہیں کی، بس کتاب پکڑتا ہوں اور اس میں نظر دوڑاتا ہوں، جو چیز مجھے اچھی لگے، وہ میرے دل سے چمٹ جاتی ہے۔(تاریخ بغداد: 10/ 165)

(2)......حسن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے صخر نے جو ابن مبارک رحمہ اللہ کے دوست ہیں، خبر دی کہ ہم بچے تھے اور مکتب میں پڑھتے تھے۔ میں اور ابن مبارک رحمہ اللہ گزرے، ایک آدمی خطاب کر رہا تھا، اس نے بہت لمبی تقریر کی۔ جب وہ فارغ ہوا تو ابن مبارک نے کہا: میں نے یہ خطبہ یاد کر لیا ہے، لوگوں میں سے ایک آدمی نے ان کی بات سنی تو کہنے لگا: بیان کرو، تو انہوں نے سارا خطبہ سنا دیا، وہ یقیناً یاد کر چکے تھے۔

(تاریخ بغداد: 10/ 165، 166)

(3)......نعیم بن حماد نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا: مجھ سے میرے باپ نے کہا کہ اگر میں نے تیری کتابیں پالیں تو انہیں جلا دوں گا۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں، وہ سب میرے سینے میں محفوظ ہیں۔ البتہ آپ کا معمول تھا کہ حدیث بیان کرتے وقت کتاب سے بیان کرتے، نہ کہ حافظے سے، تاکہ غلطی کا احتمال ختم ہوجائے۔

(4):......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابن مبارک رحمہ اللہ کتاب سے حدیث بیان کیا کرتے تھے تو ان کی غلطیاں زیادہ نہیں ہوتی تھیں اور وکیع اپنے حافظے سے حدیث بیان کیا کرتے تھے تو ان کی غلطیاں زیادہ ہوا کرتی تھیں۔(سیر أعلام النبلاء: 8/ 407، 481)

(5):......ابو صالح فراء کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ سے علم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں

نے فرمایا: اگر کتاب نہ ہوتی تو ہم یاد نہ کر پاتے۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 409)

فقاہت حدیث:

(1):......عبداللہ عجلی بیان کرتے ہیں کہ جب ابن مبارک رحمہ اللہ کی وفات کا وقت آیا، تو ایک آدمی انہیں تلقین کرنے لگا کہو لا الہ الا اللہ، اس نے زیادہ ہی تلقین کی، آپ نے اسے فرمایا: تم اچھا نہیں کر رہے اور مجھے خوف ہے کہ میرے بعد بھی کسی مسلمان کو تکلیف دو گے۔ جب تم مجھے تلقین کرو گے تو کہو: لا الہ الا اللہ۔ پھر اگر میں نے اس کے بعد کوئی نئی گفتگو نہیں کی، تو مجھے چھوڑ دو اور اگر میں نے کوئی کلام کیا تو پھر مجھے کلمے کی تلقین کرو، تا کہ میرا آخری کلام یہ کلمہ ہو جائے۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 418)

(2):......سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''قریش کے لیے درست رہو، جب تک وہ تمہارے لیے درست ہیں۔'' (مسند احمد: 5/ 277، مجمع الزوائد، هيثمى : 5/ 228، طبرانى صغير ، ص : 74) امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس حدیث کی تفسیر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کر رہی ہے:

''انہیں قتل نہ کرو، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔''

(صحيح مسلم: 1854، جامع ترمذى : 2266، سير أعلام النبلا: 8/ 405)

احترام حدیث:

احمد بن ابی حواری بیان کرتے ہیں، بنو ہاشم کا ایک شخص (جو مقتدر طبقے سے تھا) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی طرف آیا تا کہ ان سے حدیث سنے، انہوں نے اسے (علیحدگی میں) حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر شریف ہاشمی نامی شخص نے اپنے غلام سے کہا تم اٹھو، ابو عبدالرحمٰن ہمیں حدیث بیان کرنا نہیں چاہتے، جب وہ سوار ہونے کے لیے کھڑا ہوا تو ابن مبارک رحمہ اللہ آئے اور اس کی سواری کی مہار تھام لی۔ وہ بولا: اے ابو عبدالرحمٰن آپ یہ کام تو کر رہے ہیں اور مجھے حدیث بیان کرنا مناسب نہ سمجھا، آپ نے فرمایا: میں تیرے لیے اپنے بدن کو ذلیل کرسکتا ہوں لیکن تیرے لیے حدیث کو رسوا نہیں کرسکتا۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 404)

جہمیہ کی تردید:

جہمیہ ایک بدعتی اور گمراہ فرقہ ہے۔ انہوں نے اللہ کی صفات کا انکار کیا اور ایسی تاویل کی جو صفات کی تعطیل تک لے جانی والی ہے۔ یہ جہم بن صفوان راسبی کے پیروکار ہیں۔ اسی لیے جہمیہ کہلاتے ہیں۔

(1):......علی بن حسن بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا، بے شک

ہم یہود و نصاریٰ کا کلام حکایت کرتے ہیں، لیکن ہم جہمیہ کا کلام بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

(سیر أعلام النبلاء : 8/ 401)

(2):...... علی بن حسن بن شقیق کہتے ہیں، میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا: ہمارے لیے اپنے رب کو پہچاننا کیسے لائق ہے؟ فرمایا کہ وہ ساتویں آسمان پر، عرش کے اوپر ہے اور ہم اس طرح نہیں کہتے جس طرح جہمیہ کہتے ہیں کہ وہ یہاں زمین پر ہے۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 403)

(3):...... امام ذہبی فرماتے ہیں، جہمیہ کہتے ہیں کہ بے شک باری تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور سلف صالحین کہتے ہیں کہ بے شک باری تعالیٰ کا علم ہر جگہ موجود ہے اور سلف کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید : 4)

''اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں بھی ہو۔''

یعنی علم کے اعتبار سے اور وہ (سلف) کہتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے عرش پر مستوی ہے، جس طرح کہ قرآن و سنت نے بیان کیا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا اور سب کے سب تابعین کا کہنا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہم ان صفات پر ایمان لاتے ہیں جو سنت میں اس کی بیان ہوئی ہیں اور اہل علم کی ایک جماعت کے ہاں معلوم ہے کہ بے شک سلف صالحین کا موقف آیات صفات اور احادیث کو اس طرح ماننا لازم ہے، جس طرح کہ وہ آئی ہیں، ان میں نہ کوئی تاویل ہے، نہ تحریف، نہ تشبیہ ہے اور نہ تکییف اور بے شک صفات کے بارے کلام، ذات مقدسہ میں کلام کی فرع ہے اور یقیناً مسلمانوں کو معلوم ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ حقیقتاً موجود ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی موجود ہیں، اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 402)

(4):...... ابن مبارک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے جس کثرت سے جہمیہ پر بدعائیں کی ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔ فرمایا کہ ڈرو مت۔ کیوں کہ جہمیہ یہ سمجھتے ہیں تیرا وہ الہ جو آسمان پر ہے، وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 403)

(5):...... علاء بن اسود کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے پاس (جہم بن صفوان، فرقہ جہمیہ کا بانی) کا ذکر کیا گیا تو برجستہ فرمایا۔

عجبت لشیطان أتی الناس داعیا
إلی النار وانشق اسمه من جهنم

(سیر أعلام النبلاء : 8/ 411)

''میں نے شیطان پر تعجب کیا جو لوگوں کو آگ کی طرف بلانے آیا اور اس کا نام جہنم سے مشتق ہے۔ یعنی لفظ جہم اور جہنم کا مادۂ اشتقاق ایک ہی ہے۔''

حج بیت اللہ:

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بہ کثرت حج و عمرے کیے۔ چنانچہ حسن بن شقیق بیان کرتے ہیں جب حج کا وقت آتا تو ابن مبارک رحمہ اللہ کے مروزی دوست احباب ان کے پاس جمع ہو جاتے اور کہتے کہ ہم آپ کی رفاقت میں جائیں گے، آپ فرماتے کہ اپنے خرچ لاؤ، آپ ان کی رقم پکڑتے اور ایک صندوق میں رکھ کر اسے مقفل کر دیتے، پھر ان کو کرایہ مہیا کرتے اور انہیں مرو سے بغداد کی طرف لے کر نکلتے۔ اس دوران مسلسل ان پر خرچ کرتے رہتے، بہترین کھانے اور عمدہ ترین حلوہ جات کھلاتے رہتے، پھر خوب صورت ترین لباس اور زبردست حالت میں انہیں بغداد سے لے کر چلتے، تا آنکہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتے۔ ہر ایک سے پوچھتے تیرے گھر والوں نے مدینے کی کون سی نادر و عمدہ چیزیں خریدنے کا تجھے کہا تھا؟ وہ کہتا کہ فلاں اور فلاں چیز (آپ وہ انہیں خرید کر دیتے) پھر انہیں لے کر مکے کی طرف نکل جاتے۔ جب حج ادا کر لیتے تو ان میں سے ہر ایک سے کہتے، تیرے گھر والوں نے تجھے، ان کے لیے مکے کا کون سا سامان خریدنے کو کہا تھا؟ وہ کہتا کہ فلاں اور فلاں چیز۔ آپ رحمہ اللہ وہ خرید دیتے، پھر انہیں مکے سے لے کر نکلتے اور لگا تار ان پر خرچ کرتے رہے، یہاں تک کہ مرو پہنچ جاتے۔ ان کے گھروں اور دروازوں کو چونا گچ اور پلستر کرواتے، جب تین دن گزر جاتے تو ان کے لیے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کرتے اور انہیں لباس پہناتے۔ جب وہ کھا لیتے اور خوش ہو جاتے تو وہ صندوق منگواتے، اسے کھولتے اور ان میں سے ہر آدمی کی طرف اس کی تھیلی سپرد کر دیتے۔ اس پر اس کا نام لکھا ہوتا۔

(الإكمال فی تهذیب الكمال : 8/ 591، سیر أعلام النبلاء : 8/ 386)

شان و شوکت:

(1):......اشعث بن شعبہ مصیصی بیان کرتے ہیں: خلیفہ ہارون الرشید ''رقہ'' شہر میں آیا۔ لوگ الگ تھلگ ابن مبارک کے پیچھے چلنے لگے اور ان کے جوتے (ہجوم سے) ٹوٹ گئے اور گرد و غبار سے اٹ گئے۔ لکڑی کے

مینار سے امیر المومنین کی ام ولد (وہ لونڈی جس سے آقا کی اولاد ہو) نے جھانکا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اہل خراسان کے عالم ہیں اور یہاں قدم رنجا فرمایا ہے۔ وہ بولی: اللہ کی قسم! یہی اصل بادشاہت ہے، نہ کہ ہارون کی، جو لوگوں کو سپاہیوں اور مددگاروں کے ذریعے جمع کرتا ہے۔

(تاریخ بغداد: 10/ 156، وفیات الأعیان: 3/ 33)

(2):...... عبد العزیز بن ابی رزمہ کہتے ہیں، کہ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا: تمہاری طرف (خراسان) سے ہمارے پاس ابن مبارک رحمہ اللہ جیسا کوئی نہیں آیا اور وہ مشرق و مغرب والوں میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ (سیر أعلام النبلاء: 8/ 384، اکمال تھذیب الکمال: 8/ 155)

ابوعبداللہ مبارک رحمہ اللہ:...... یہ امام عبداللہ بن مبارک کے والد ہیں، انتہائی نیک اور امانت دار تھے اور غلام تھے۔ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد اپنے آقا کے باغ میں مالی تھے اور ایک عرصہ تک وہاں رہے، پھر ایک دن آقا آیا اور ان سے کہا کہ میٹھے انگور لاؤ، مبارک گئے اور ترش انگور پیش کیے، آقا غضب ناک ہو گیا اور پھر دوسری اور تیسری بار منگوائے اور وہ ہر بار ترش ہی لے کر آئے۔ آقا برس پڑا، تجھ پر افسوس! اتنے سالوں سے یہاں کام کر رہے ہو، تجھے میٹھے اور ترش کے فرق کا بھی پتہ نہیں ہے؟ کہا کہ مجھے علم نہیں ہے، اس نے کہا: کیوں؟ فرمایا: کیوں کہ یہ وہی پہچان سکتا ہے جو کھاتا ہے۔ اس نے کہا کہ اور تم کیا کھاتے نہیں ہو؟ فرمایا کہ نہیں۔ پوچھا: کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ میں آپ کے باغ کا رکھوالا تو ہوں چکھوالا نہیں ہوں۔ آقا کو یہ بات بہت پسند آئی اور اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی لڑکی سے اللہ نے عبداللہ عطا کیے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پر باپ کی نیکی کا اثر امڈ آیا۔ (اکمال تھذیب الکمال: 8/ 161)

کرامات وولایت:

کرامت اور معجزہ درحقیقت اللہ کا فعل ہے جو ولی اور نبی کے ہاتھوں صادر ہوتا ہے، اس میں ان کا ذاتی کمال نہیں ہوتا، نہ وہ جب چاہیں اسے پیش کر سکتے ہیں۔ سب حکم الٰہی سے ہوتا ہے۔

(1):...... علامہ خلیل "الارشاد" میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی اتنی کرامات ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (الإرشاد: 3/ 887، 888)

(2):...... ایک شخص عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس کے گھٹنے میں سات سال سے ایک زخم ہے، جس سے خون رستا ہے۔ ہر قسم کے علاج معالجے کروا لیے ہیں اور اطباء سے بھی پوچھا ہے لیکن

کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور ایسی جگہ کہ جہاں پانی کی بہت ضرورت ہے۔ کنواں کھدوا دو، مجھے امید ہے کہ وہاں چشمہ پھوٹ پڑے گا اور ادھر تیرا خون تھم جائے گا۔ اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور صحت یاب ہو گیا۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 407)

(3):...... امام موصوف رحمہ اللہ کی دعا سے ایک نابینا شخص کی بصارت لوٹائے جانے کا واقعہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

فقیہہ اور طبیب:

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ آپ کو کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے کہ میں بیمار ہوں، دواء استعمال کر رہا ہوں اور بڑی مصیبت میں ہوں۔ میں نے کہا کہ پیاز لاؤ۔ میں نے اسے چیرا اور کہا کہ اسے سونگھیں، انہوں نے سونگھا تو ساتھ ہی چھینک ماری اور کہا "الحمد للّٰہ رب العالمین" ان کا غم دور ہو گیا اور تکلیف ختم ہو گئی۔ فرمانے لگے: واہ واہ (آپ تو) فقیہہ بھی ہو، طبیب بھی ہو۔

(تذکرۃ الحفاظ : 1/ 278، 279)

خشیت الٰہی اور فکر آخرت:

(1):...... نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ جب "کتاب الرقاق" پڑھتے تو رونے کی وجہ سے ایسے ہو جاتے جیسے ذبح شدہ گائے یا بیل ہو، ہم میں سے کوئی، کسی چیز کے بارے سوال کرنے کی جسارت کرتا تو ضرور اسے لوٹا دیتے۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 394)

(2):...... ایک شخص نے ابن مبارک رحمہ اللہ سے کہا کہ آج رات میں نے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا: لیکن میں ایک آدمی کو جانتا ہوں (اپنے بارے میں کہا) وہ تو بار بار ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اس سے تجاوز کرنے اور آگے پڑھنے کی اس میں سکت ہی نہ رہی۔

(سیر أعلام النبلاء : 8/ 397)

(3):...... سوید بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکے میں ابن مبارک رحمہ اللہ کو زمزم کے پاس دیکھا، انہوں نے پینے کے لیے زمزم کا پانی لیا اور قبلہ رخ ہو کر کہنے لگے: یا اللہ! بے شک ابن ابی موال نے ہمیں محمد بن منکدر سے حدیث بیان کی، وہ جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ))

”آب زمزم اسی (مقصد) کے لیے ہے کہ جس (ارادے) سے پیا جائے۔“

اور میں اسے قیامت کی پیاس (بجھانے کے ارادے) سے پی رہا ہوں۔ پھر اسے نوش فرما لیا۔

(سير أعلام النبلاء : 8/ 393)

اہل علم کا ادب واحترام:

(1):...... یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہم امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں تھے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے لیے اجازت طلب کی گئی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ ہم نے امام مالک رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے لیے اپنی جگہ سے سرک گئے اور انہیں اپنے برابر بٹھایا اور میں نے نہیں دیکھا کہ وہ ان کے علاوہ کسی اور کے لیے کبھی اپنی جگہ سے سرکے ہوں۔ پڑھنے والا، امام مالک رحمہ اللہ پر حدیث کی قرأت کرنے لگا۔ پس آپ اٹھے اور چلے گئے۔ امام مالک رحمہ اللہ کو ان کا ادب بہت پسند آیا، پھر فرمایا: ہمارے لیے یہ ابن مبارک، خراسان کے فقیہہ (کافی) ہیں۔ (إكمال فی تهذيب الكمال : 8/ 161)

(2):...... ایک جماعت نے امام حماد بن زید (جو کہ ابن مبارک کے شاگرد ہیں) سے سوال کیا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ ہمیں حدیث بیان کریں تو حماد بن زید رحمہ اللہ نے اس بارے ابن مبارک رحمہ اللہ سے بات کی۔ ابن مبارک رحمہ اللہ فرمانے لگے: کیا میں آپ کی موجودگی میں انہیں حدیث بیان کروں؟ جب حماد رحمہ اللہ نے اصرار کیا تو ابن مبارک رحمہ اللہ نے انہیں حماد رحمہ اللہ کے واسطے سے ہی حدیث بیان فرمائی۔

(إكمال فی تهذيب الكمال : 8/ 161)

وفات حسرت آیات:

(1):...... امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے 181ھ میں وفات پائی۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور آپ بحری سفر پر تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی وفات سے ایک سال پیشتر ان کی عمر کے بارے پوچھا تھا، انہوں نے فرمایا کہ میں تریسٹھ برس کا ہوں۔ (إكمال فی تهذيب الكمال : 8/ 154)

(2):...... مسیّب بن واضح کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ ایک سو بیاسی یا اکیاسی (181ھ) کے اخیر میں فوت ہوئے اور دریائے فرات میں کشتی میں انتقال کیا، پھر کشتی سے نکالے گئے اور مقام ”ھیت“ میں مدفون ہوئے۔ (إكمال فی تهذيب الكمال : 8/ 158، 159)

(3):...... محمد بن حمدویہ کی ”تاریخ مراوزہ“ میں ہے کہ وہ ”ھیت“ اور ”عانات“ کے درمیان فوت ہوئے

اور "ھیت" کی طرف لوٹائے گئے اور وہاں مدفون ہوئے۔ (إکمال فی تھذیب الکمال : 8/ 160)

(4):.......ابن قانع کی "تاریخ" میں ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو جہاد کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔

(إکمال فی تھذیب الکمال : 8/ 160)

(5):.......نوفل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابن مبارک رحمہ اللہ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ اللہ نے مجھے، میرے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سفر کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے، قرآن کو لازم پکڑو، قرآن کو لازم پکڑو۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 419)

(6):.......کہا جاتا ہے کہ جب ہارون الرشید کو امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا: آج کے دن علماء کا سردار فوت ہوگیا۔ (سیر أعلام النبلاء : 8/ 418)

تصنیفات:

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کئی ایک کتب حدیث تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

(1) مسند عبداللہ بن مبارک (2) کتاب البر والصلۃ (3) کتاب الجہاد (4) کتاب الزہد (5) کتاب الرقائق وغیرہ۔



المسند

حسد اور کینے سے پاک دل والے کے لیے جنت کی خوشخبری

[1]...... أَخْبَرَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَطْلُعُ الْآنَ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ مَاءِ وُضُوئِهِ، قَدْ عَلَّقَ نَعْلَيْهِ بِيَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولٰى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ حَالِهِ الْأَوَّلِ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِیُّ ﷺ تبعه عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: إِنِّی لَاحَيْتُ أَبِی، فَأَقْسَمْتُ أَنِّی لَا أَدْخُلُ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِی إِلَيْكَ حَتّٰى تَمْضِیَ فَعَلْتَ. قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنْ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ الثَّلَاثَ اللَّيَالِی فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ تَقَلَّبَ عَلٰى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَبَّرَ حَتّٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: غَيْرَ أَنِّی لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ اللَّيَالِی وَكِدْتُ أَنْ أَحْتَقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَمْ يَكُنْ بَيْنِی وَبَيْنَ أَبِی غَضَبٌ وَلَا هِجْرَةٌ، وَلٰكِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ الْمَرَّاتِ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِیَ إِلَيْكَ فَأَنْظُرَ مَا عَمِلْتَ فَأَقْتَدِیَ بِكَ، فَلَمْ أَرَ عَمِلْتَ كَبِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِی بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ. فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِی، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّی لَا أَجِدُ فِی نَفْسِی لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُهُ عَلٰى شَیْءٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو هٰذَا الَّذِی بَلَغَتْ بِكَ، وَهِیَ الَّتِی لَا نُطِيقُ.

تخریج الحدیث كتب الزهد، ابن مبارك، حديث: 241، مسند احمد، رقم: 12697۔ شیخ شعیب نے اس کی سند کو علی شرط الشیخین صحیح قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، کہا کہ انصار کا ایک آدمی آیا، اس کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا، اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ جب اگلا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو وہی آدمی آیا اور اس کی وہی پہلے والی کیفیت تھی، جب اگلا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ تو وہی آدمی آیا اوراس کی وہی پہلے والی حالت تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چل دیئے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اس کے پیچھے ہو لیے اوراس سے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے بڑی بحث کی اور قسم اٹھائی ہے میں تین راتیں اس کے پاس نہیں ٹھہروں گا، اگر آپ میری قسم پوری کرنے کی خاطر مجھے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو ایسا ضرور کریں، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبدا للہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں تین راتیں اس آدمی کے ساتھ رہا، وہ رات میں کچھ قیام نہ کرتا، ہاں جب بستر پر پہلو بدلتا تو اللہ کا ذکر کرتا اور اللہ اکبر کہتا، یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے اٹھتا اور مکمل وضو کرتا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مزید برآں وہ خیر بات کی ہی کہتا ہوا سنائی دیتا تھا۔ چناں چہ جب تین راتیں گزر گئیں تو میں قریب تھا کہ اس کے عمل کو حقیر جانتا، میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! بات یہ ہے کہ میرے اور میرے باپ کے درمیان کوئی غصہ اور رنجش نہیں ہوئی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ تین مجالس میں فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو تینوں مرتبہ آپ ہی آئے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پاس رہوں اور آپ کے عمل کا مشاہدہ کروں، پھر اس عمل کو اپناؤں، لیکن میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اس مقام پر کس چیز نے پہنچا دیا کہ جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے؟ اس نے کہا کہ وہی کچھ ہے جو تم دیکھ چکے ہو۔ میں وہاں سے چل پڑا، جب میں پلٹا تو اس نے مجھے آواز دی اور کہا کہ ہے تو وہی کچھ جو تم دیکھ چکے ہو، البتہ میں کبھی کسی مسلمان کے بارے میں، اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی خیر و بھلائی پر، جو اس کو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے، حسد کرتا ہوں، اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو اس مقام پر لا کھڑا کیا اور اسی عمل کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔

شرح الحديث (1)...... اس حدیث پاک میں دل کو کسی بھی مسلمان کے متعلق کینے سے صاف رکھنے کی فضیلت، نیز دوسروں کی خیر و نعمت پر حسد نہ کرنے کی عظمت بیان کی گئی ہے، کہ اس عظیم وصف نے متصف

انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو یکے بعد دیگرے تین مرتبہ جنت کی خوشخبری سنائی اور اس خوبی سے آراستہ ہونے کی ترغیب و تحریض ہے۔

(2)......متعدد احادیث میں بغض وحسد اور کینہ پروری کی شناعت بیان کی گئی ہے، نیز اسے عدم مغفرت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ: اَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) [1]

''سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے، جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی دشمنی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو۔ یہاں تک کہ صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔''

لہٰذا اخوت اسلامی کا تقاضا ہے کہ تمام برادران اسلام باہم شیر وشکر ہو کر پاک صاف دلوں کے ساتھ مل کر رہیں، محبت کے بیج بوئیں تا کہ رنجشوں اور کدورتوں کا صحرا ویران ہی رہے۔

غیبت کی مذمت

[2]...... أَخْبَرَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا، فَقَالُوا: لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلَ حَتَّى يُرْحَلَ لَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوهُ))، فَقَالُوا: إِنَّمَا حَدَّثْنَا مَا فِيهِ، قَالَ: ((فَحَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيهِ)).

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك، حديث: 245، حلية الاولياء، ابو نعيم: 8/ 189، سلسلة الصحيحة، حديث: 2667.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا کہ (کوئی) نہیں کھاتا، یہاں تک کہ وہ کھا لے اور وہ کوچ نہیں کرتا،

[1] صحيح مسلم، حديث: 2565.

یہاں تک کہ اس کے لیے سفر کیا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو وہی (عیب) بیان کیا جو اس میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے وہ (عیب) بیان کر دیا جو تمہارے بھائی میں ہے تو یہی تجھے (گناہ گار بنانے کے لیے) کافی ہے۔

شرح الحدیث (1)...... یہاں غیبت کی مذمت کا بیان ہے، جو کہ کبیرہ گناہ ہے، ساتھ ہی غیبت کی تعریف بھی ذکر کر دی گئی کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا، غیبت کہلاتا ہے، یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کہ میں نے حق اور سچ ہی تو کہا ہے، بہتان تھوڑا لگایا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ اسے آپ کا بھائی کہا گیا، جس سے یہ تاثر ملا کہ غیبت کوئی عام گناہ نہیں ہے، بلکہ یہ اخوت دینی کے بھی منافی ہے اور بھائی تو بھائی کا خیر خواہ اور پردہ پوشی کرنے والا ہوتا ہے، نہ کہ اس کے عیبوں کو اچھالنے والا اور لغزشوں کو ہوا دینے والا ہوتا ہے۔

(2)......قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (الحجرات : 12)

''اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے، جبکہ وہ مردہ ہو، سو تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

یعنی جس طرح تمہاری طبیعت اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے تصور سے بھی متلاتی ہے، ایسی ہی نفرت غیبت سے بھی ہونی چاہیے۔

(3)......معراج والی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِی أَعْرَاضِهِمْ)) [1]

''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے تو میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ

[1] سنن ابو داؤد، حدیث : 4878.

ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔''

(4)...... واضح رہے کہ غیبت کا گناہ اس وقت مزید قبیح و شنیع بن جاتا ہے جب علمائے کرام اس کی زد میں آ رہے ہوں، سوشل میڈیا کے اس دور میں کئی ایسے چینلز ہیں کہ جن کا مقصد ہی اہل علم کی ساکھ کو خراب اور ان کے وقار کو مجروح کرنا ہے۔ حاملین دین متین کے خلاف ان کی ہرزہ سرائیاں ہمیشہ عروج پر رہتی ہیں۔ هداهم الله تعالىٰ . بعض سلف کا قول ہے: ''إِنَّ لُحُوْمَ الْعُلَمَاءِ مَسْمُوْمَةٌ'' ''بے شک علماء کے گوشت زہریلے ہوتے ہیں۔'' یعنی غیبت کرنے والا، اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے اور اگر علماء کی غیبت کرے گا تو گویا زہریلا گوشت کھائے گا، پھر وہ کیسے بچ سکے گا؟

(5)...... بعض حالات میں انکشاف حقیقت کے لیے کسی کے عیوب کی طرف انگشت نمائی انتہائی ضرورت بن جاتی ہے۔ اور ابن ابی شریف نے ان چھ چیزوں کو یوں بیان کیا ہے:

القدح ليس بغيبة في ستة
متظلم ومعرف و محذر
ولمظهر فسفا ومستفت ومن
طلب الإعانة في إزالة منكر [1]

''چھ چیزوں میں طعن کرنا غیبت شمار نہیں ہوتا۔''

(1) ظلم و زیادتی کی شکایت کرنے والا۔ (2) تعارف اور شناخت کروانے والا (3) بچانے اور ڈرانے والا (4) فسق و فجور کو ظاہر کرنے والا (5) فتویٰ طلب کرنے والا (6) جس نے برائی کے ازالے کے لیے مدد طلب کی۔

تیمارداری کی عظمت

[3]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ الشَّامِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ أَوْ زَارَهُ، قَالَ اللّٰهُ لَهُ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَبَوَّأَكَ مَنْزِلًا فِي الْجَنَّةِ)).

[1] سبل السلام: 252/4.

تخریج الحدیث جامع ترمذی، حدیث: 2008، مسند احمد (الفتح الربانی): 190، 191، سنن ابن ماجه، حدیث: 1443، سلسلة الصحيحة، حدیث: 2632.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان اپنے بھائی کی تیمار داری یا اس کے ساتھ ملاقات کرتا ہے تو اللہ اس لیے فرماتا ہے، تیرا دل اچھا ہوا، تیرا چلنا اچھا ہوا اور اس نے تجھے جنت میں ایک گھر کی جگہ مہیا فرما دی۔

شرح الحدیث (1)...... مریض کی بیمار پرسی کرنا ان چھ حقوق میں ہے جو ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد کیے گئے ہیں۔ اس حدیث پاک میں اس کی تین فضیلتیں بھی بیان ہوئی ہیں۔ (1) عیادت کرنے والے کا دل اچھا ہے۔ (2) اس کا چلنا اچھا ہے۔ (3) اس کے لیے جنت میں ایک گھر کی نوید سنائی گئی ہے۔

(2)...... بیمار کی عیادت کرنے کے متعلق ایک حدیث میں یوں ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: يَاابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَارَبِّ! كَيْفَ اَعُودُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟)) [1]

''بے شک اللہ عزوجل روز قیامت فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری تیمار داری نہ کی! بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری بیمار پرسی کیسے کرسکتا تھا، تو تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی تیمار داری نہ کی تھی؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو یقیناً مجھے اس کے پاس پاتا۔''

(3)...... ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ)) [2]

''مسلمان جب اپنے بھائی کی تیمار داری کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کو چننے میں مصروف رہتا ہے۔''

حدیث میں مسلمان بھائی سے ملاقات وزیارت کا بھی ذکر ہے، اس کی مزید فضیلت کے لیے درج ذیل حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] صحيح مسلم، حديث: 2569.
[2] صحيح مسلم، حديث: 2565.

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت

[4]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِی رَافِعٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ فِی قَرْيَةٍ أُخْرَى ، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا ، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَنْ أَزُورَ أَخًا لِی فِی هَذِهِ الْقَرْيَةِ ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا ، إِلَّا أَنِّی أَحْبَبْتُهُ فِی اللّٰهِ . قَالَ: فَإِنِّی رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ .

تخريج الحديث صحیح مسلم : 16/ 124(38)، صحیح ابن حبان : 1/ 475، 478، مسند أحمد (الفتح الربانی) : 19/ 159، الزهد، ابن مبارك : 247، الأدب المفرد، حديث : 161، تاريخ بغداد : 3/ 400، 11/ 76، 14/ 31.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بے شک ایک آدمی اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لیے دوسری بستی میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی کی ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا اس نے تجھ پر کوئی احسان کیا ہے، جس کا بدلہ دینے جا رہے ہو؟ کہا کہ نہیں، میں صرف اللہ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں، اس نے کہا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے تیرے لیے پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ یقیناً اللہ بھی تیرے ساتھ محبت کرتا ہے، جیسا کہ تو اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

شرح الحديث (1)...... مسند ہذا میں یہ حدیث اسی طرح موقوف بیان ہوئی ہے، جب کہ مرفوع صحیح مسلم (2567) میں موجود ہے۔

(2)...... اس حدیث میں صرف اللہ کے لیے محبت اور محض اللہ کے لیے نفرت وبغض کی فضیلت بیان کی گئی ہے، ایسا شخص ان خوش نصیبوں میں شامل ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا کہ جس دن اس کے عرش کے سائے کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا، چنانچہ فرمایا:

((وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ)) [1]

''اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی، وہ دونوں اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر

[1] صحیح بخاری، حدیث : 660، صحیح مسلم، حدیث : 1031.

جدا ہوئے۔"

(3)......عرش کا سایہ ہوگا، جیسا کہ آگے حدیث نمبر 8 میں واضح طور پر آرہا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی یہی راجح قرار دیا ہے۔ ❶

[5]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِی ، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِی ظِلِّی يَوْمَ لا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّی)).

تخريج الحديث صحيح مسلم، البر والصلة : 16/ 123 رقم : 37، مسند أحمد : 2/ 221، 237، 370، 535، صحيح ابن حبان : 1/ 477، مسند طيالسی : 2/ 49، مؤطا : 4/ 342، الزهد، ابن مبارك : 247، حلية الأوليا، ابو نعيم : 6/ 344، تاريخ بغداد : 5/ 71.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا، میرے جلال کے لیے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

شرح الحديث اس بارے مزید احادیث آگے آرہی ہیں۔

جس کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کریں، اس کو آگاہ بھی کریں

[6]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِی حَبِيبٍ ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَالِمٍ الْجَيْشَانِیَّ ، أَتَى أَبَا أُمَيَّةَ فِی مَنْزِلِهِ ، فَقَالَ: إِنِّی سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِی مَنْزِلِهِ فَيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلَّهِ ، فَقَدْ جِئْتُكَ فِی مَنْزِلِكَ)).

تخريج الحديث مسند احمد (الفتح الربانی) 19/ 158، مجمع الزوائد، هيثمی : 10/ 281، جامع ترمذی : 7/ 71، صحيح ابن حبان : 1/ 474، (المورد) 623، حلية الأولياء، ابو نعيم : 6/ 99، تاريخ بغداد: 4/ 59، سلسلة الصحيحة، حديث : 417.

---

❶ فتح الباری : 2/ 188.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب تم میں سے کوئی اپنے کسی ساتھی سے محبت کرے تو اس کے پاس، اس کے گھر میں آئے اور اسے خبر دے کہ بے شک وہ اللہ کے لیے اسے محبت کرتا ہے، سو میں (ابو سالم جیشانی اسی لیے) تیرے (ابو امیہ کے) پاس تیرے گھر میں آیا ہوں۔

شرح الحدیث دوسری حدیث میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ وہاں سے ایک اور آدمی گزرا تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً میں اس آدمی سے (اللہ کے لیے) محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تو نے اسے آگاہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو مطلع کر۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ بے شک میں اللہ کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں وہ بولا، وہ اللہ بھی تجھ سے محبت کرے، جس کی خاطر تو نے مجھ سے محبت کی۔ [1]

[7]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ ، نَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ ، حَدَّثَنِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ ، عَنْ أَبِی مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، اسْمَعُوا وَاعْقِلُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ ، وَلَا شُهَدَاءَ ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ عَلَى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ)) ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ مِنْ قَاصِيَةِ النَّاسِ ، وَأَلْوَى بِيَدِهِ إِلَى نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ، مِنَ النَّاسِ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ عَلَى مَجَالِسِهِمْ ، وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ؟ انْعَتْهُمْ لَنَا ، صِفْهُمْ لَنَا ، فَسُرَّ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِسُؤَالِ الْأَعْرَابِیِّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَاسٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ ، وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ ، لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ مُتَقَارِبَةٌ ، تَحَابُّوا فِی اللّٰهِ وَتَصَافَوْا فِيهِ ، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا ، فَيَجْعَلُ وُجُوهَهُمْ وَثِيَابَهُمْ نُورًا ، يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَلَا يَفْزَعُونَ ، وَهُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ، وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد (الفتح الربانی) 19/ 158، الزهد، ابن مبارك، حديث: 248،

[1] سنن ابو داؤد، حديث: 5125.

صحیح الترغیب والترھیب، حدیث : 3027.

ترجمة الحديث سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نماز مکمل کی تو اپنے چہرے کے ساتھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! سنو، سمجھو اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ ہی شہید، (لیکن) انبیاء اور شہدا (بھی) ان کی مجالس اور اللہ کے قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ سو دور دراز کے بدویوں میں سے ایک آدمی دو زانوں بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں سے کچھ ایسے جو نہ نبی ہیں، نہ شہید، (لیکن) انبیاء اور شہداء ان کی مجالس اور اللہ کے قرب کی وجہ سے، ان پر رشک کریں گے، ہمارے سامنے ان کے اوصاف ذکر فرمائیں اور ان کی تصویر کشی کریں؟ اس بدوی کے سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مسرور ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غیر معروف لوگ ہیں، پردیسی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا باہمی تعارف، قریبی رشتہ داریوں کے باعث نہیں ہے، انہوں نے اللہ کے لیے محبت کی اور آپس میں اسی پر متفق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ان کے لیے نور کے منبر بنائے گا، پھر انہیں ان پر براجمان کرے گا، ان کے چہرے نورانی اور ان کے لباس بھی نورانی بنا دے گا۔ لوگ قیامت والے دن گھبراہٹ کا شکار ہوں گے، لیکن وہ نہیں گھبرائیں گے اور وہی اللہ کے دوست ہیں، کہ جن پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے۔

شرح الحديث اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والوں کو اللہ عزوجل کس اعزاز و تکریم سے نوازے گا، اس حدیث پاک سے خوب مترشح ہو رہا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم.

[8]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِیدِ ، نَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ ، نَـا عَـائِـذُ اللّٰهِ ، قَالَ عَبْدُ الْحَمِیدِ وَهُوَ أَبُو إِدْرِیسَ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، یَقُولُ: ((إِنَّ الَّذِینَ یَتَحَابُّونَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ فِی ظِلِّ عَرْشِ اللّٰهِ ، یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ)).

تخريج الحديث مستدرك حاكم : 4/ 169، 170، الزهد، ابن مبارك، حديث : 249، حلية الأوليا، ابو نعيم : 5/ 122، 131، 206، مسند احمد (الفتح الربانى) : 19/ 156، 157، مسند طيالسى، صحيح ابن حبان (الموارد) : 24، صحيح الترغيب والترهيب، حديث : 3024.

ترجمة الحديث سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ بے شک انہوں نے رسول

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے جلال کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، وہ اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے، جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

شرح الحديث اس حدیث میں بھی اللہ کے لیے محبت کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

[9]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ، نَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو ظَبْيَةَ ، أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ السِّمْطِ ، دَعَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِيَّ قَالَ: يَا ابْنَ عَبَسَةَ ، هَلْ أَنْتَ مُحَدِّثِي حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتَهُ أَنْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، لَيْسَ فِيهِ تَزَيُّدٌ وَلَا كَذِبٌ ، وَلَا تُحَدِّثْنِيهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: قَدْ حَقَّقْتُ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَحَابُّونَ مِنْ أَجْلِي ، وَقَدْ حَقَّقْتُ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَصَافُّونَ مِنْ أَجْلِي ، وَقَدْ حَقَّقْتُ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَزَاوَرُونَ مِنْ أَجْلِي ، وَقَدْ حَقَّقْتُ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَبَاذَلُونَ مِنْ أَجْلِي ، وَقَدْ حَقَّقْتُ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَنَاصَرُونَ مِنْ أَجْلِي)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 249، مؤطا : 4/ 349، مسند احمد (الفتح الربانی) 19/ 159، طبرانی صغير : 2/ 116، صحيح الترغيب والترهيب، حديث : 3021.

ترجمة الحديث شرجیل بن سمط نے عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابن عبسہ! کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیث بیان کریں گے، جس میں کوئی اضافہ نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی نہ ہو اور نہ ایسے شخص سے بیان کریں، جس نے آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ، وہ نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو؟ کہا کہ ہاں۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تحقیق میں نے اپنی محبت ان لوگوں کے لیے ثابت کردی ہے جو میری وجہ سے باہم متفق ہوئے ہیں، بلاشبہ میں نے اپنی محبت ان لوگوں کے لیے ثابت کردی ہے جو میری وجہ سے باہم ملتے جلتے ہیں، بے شک میں نے اپنی محبت ان لوگوں کے لیے ثابت کردی ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ یقیناً میں نے اپنی محبت ان لوگوں کے لیے ثابت کردی ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

شرح الحديث اس حدیث پاک میں ان لوگوں کی منقبت وفضیلت بیان ہوئی ہے کہ جن کی باہمی محبت، میل جول، خرچ کرنا اور امداد و اعانت سب محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے، کہ یقیناً انہیں اللہ عزوجل کی

محبت حاصل ہوگی۔

پڑوسی سے حسن سلوک

[10]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، حَدَّثَنِی أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِیُّ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهُ طَلْحَةُ ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ لِی جَارَیْنِ فَإِلَی أَیِّهِمَا أُهْدِی؟ قَالَ: ((إِلَی أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، حدیث : 2595، الزهد، ابن مبارك : 251، تاریخ بغداد: 7/ 275 .

ترجمۃ الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میرے دو ہمسائے ہیں، میں ان دونوں میں سے ہدیہ کسے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے۔

شرح الحدیث عقل سلیم بھی اسے تسلیم کرتی ہے اور شریعت نے بھی یہی ضابطہ بیان کیا ہے کہ قریبی رشتہ دار اور تعلق، دور کے رشتے اور تعلق کی بہ نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمایا۔ لیکن اگر دونوں ہمسائیوں میں سے ایک قریبی رشتہ دار بھی ہو تو اس کا حق زیادہ ہوگا، چاہے دروازہ دور ہو۔ واللہ اعلم

اخلاص اور اس کا ثمر

[11]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، حَدَّثَنِی أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِیُّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ ، أَنَّ أَبَا ذَرٍّ ، قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ، الرَّجُلُ یَعْمَلُ لِلَّهِ وَیُحِبُّهُ النَّاسُ؟ قَالَ: ((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم : 16/ 189(166)، مسند احمد : 5/ 156، 157، 168، سنن ابن ماجه :4225، صحیح ابن حبان : 1/ 353 .

ترجمۃ الحدیث عبداللہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ بے شک سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آدمی اللہ کے لیے عمل کرتا ہے، لوگ اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مومن

کی جلدی آنے والی خوشخبری ہے۔"

شرح الحدیث (1)...... پس منظر: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے، ایسے عمل سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور عمل کرنے والے مرد صالح سے محبت کرتے ہیں، آیا یہ اخلاص کے منافی تو نہیں؟ نیز اس سے ریا کاری تو لازم نہیں آتی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ جلدی آنے والی خوشخبری ہے، جس کی بدولت بندے کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے نزدیک بھی اسے محبوب ومقبول بنا دیا ہے، لہٰذا اسے اخلاص کے برعکس یا ریاکاری تصور نہیں کرنا چاہیے۔

(2)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال العلماء: هذه البشرىٰ المعجلة له بالخير، وهى دليل البشرىٰ المؤخرة الى الآخرة بقوله: "بشر لٰكم اليوم جنات الآية، وهذه البشرىٰ المعجلة دليل على رضا اللّٰه تعالىٰ عنه و محبته له فيحبه إلى الخلق كما سبق فى الحديث ثم يوضع له القبول فى الأرض۔ هذا كله إذا حمده الناس من غير تعرض منه لحمدهم والا فالتعرض مذموم."[1]

"یعنی علماء نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ خیر کی خوش خبری جو اسے جلد دی گئی ہے، بعد میں آخرت کو ملنے والی خوش خبری کی دلیل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے، تمہارے لیے ہی آج باغات کی خوش خبری ہے۔" اور یہ جلد حاصل ہونے والی خوش خبری اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس بندے سے محبت کی دلیل ہے کہ اسی وجہ سے اس نے اسے مخلوق کا محبوب بنا دیا ہے، جیسا کہ پہلے ایک حدیث میں گزر چکا پھر اس کے لیے اہل زمین کے دلوں میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت ہے کہ جب لوگ اس کی تعریف کریں اور یہ قطعاً ان کی تعریف کے درپے نہ ہو ورنہ اس کا درپے ہونا قابل مذمت ہے۔"

(3)...... مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت درج ذیل حدیث سے ہو رہی ہے اور اس کی طرف امام نووی رحمہ اللہ نے اپنے کلام میں اشارہ بھی فرمایا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] شرح صحيح مسلم: 2/ 332.

((اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیلَ فَقَالَ: اِنِّی اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ ، قَالَ: فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیلُ ، ثُمَّ یُنَادِی فِی السَّمَآءِ فَیَقُولُ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوہُ ، فَیُحِبُّہٗ اَہْلُ السَّمَآءِ ، قَالَ: ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الْقَبُولُ فِی الْاَرْضِ ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیلَ فَیَقُولُ: اِنِّی اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ ، قَالَ: فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیلُ ثُمَّ یُنَادِی فِی اَہْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوہُ ، قَالَ: فَیُبْغِضُونَہٗ ثُمَّ تُوضَعُ لَہُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ)) ❶

''بے شک اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ یقیناً میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر، تو جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتا ہے، پھر آسمان پر آواز لگاتا ہے اور کہتا ہے بے شک اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا: پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ بے شک میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں، تو بھی اس سے بغض رکھ، فرمایا: جبریل علیہ السلام بھی اس سے بغض رکھتا ہے، پھر آسمان والوں میں آواز لگاتا ہے کہ بے شک اللہ فلاں سے بغض رکھتا ہے، تم بھی اس سے بغض رکھو، فرمایا کہ پھر وہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں، پھر اس کے لیے بغض زمین میں رکھ دیا جاتا ہے۔''

غیر ضروری سوالات کی ممانعت

[12]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ، فَنَهَضَ فَصَلَّى ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ، قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ ، إِلَّا أَنِّي

❶ صحیح مسلم، رقم: 157.

أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ . فَقَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) ، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهِ .

تخریج الحدیث صحیح مسلم: 16/ 186، 187 (61، 164)، طبرانی صغیر: 1/ 58، 2/ 130، 150، الزهد، ابن مبارك: 250، 260، صحیح ابن حبان: 1/ 107، 175، 471، حلية الأولياء، ابو نعیم: 6/ 339، 7/ 309، تاریخ بغداد، خطیب بغدادی: 2/ 16، 4/ 259، مشكل الآثار، طحاوی: 1/ 198، الأدب المفرد، بخاری: 1/ 441، مسند احمد (الفتح الربانی) 2/ 37، المقاصد الحسنة، سخاوی: 379 .

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ دیہات والوں سے کوئی آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدوی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ نماز کی اقامت کہہ دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور نماز پڑھائی، پھر جب اپنی نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مزید کہا کہ میں نے اس کے لیے بہت زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کیے، البتہ بے شک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔'' کہا کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے کے بعد کسی چیز پر اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا مسرور وہ اس بات پر ہوئے۔

شرح الحدیث (1)...... پس منظر: ایک وقت تھا کہ غیر ضروری سوالات سے منع کر دیا گیا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم: 1/ 114 (347) میں ہے کہ ایک شخص نے کہا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَيْنَ أَبِي؟ قَالَ فِي النَّارِ .))

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ میں۔''

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت محتاط رہتے اور خواہش کرتے کہ کاش، باہر سے کوئی عقل مند شخص آئے، جسے سوال کی ممانعت کا علم نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھے اچھے سوال کرے اور ہم بھی جواب سن کر مستفید ہوں، چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ

أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَآءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ......)) ❶

''ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے منع کر دیا گیا، تو ہمیں اچھا لگتا کہ دیہاتیوں میں سے کوئی عقل مند شخص آئے اور آپ ﷺ سے سوال کرے اور ہم سن رہے ہوں تو اہل دیہہ میں سے ایک آدمی آیا اور کہا......''

(2)...... غیر ضروری سوالات کی ممانعت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اس قدر ڈر گئے کہ ضروری چیزوں کے متعلق سوال کرنے سے بھی گھبراتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَلُونِي فَهَابُوهُ أَنْ يَّسْأَلُوهُ......)) ❷

''مجھ سے سوال کرو، تو صحابہ آپ ﷺ سے سوال کرنے سے ڈر گئے......''

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"هذا ليس بمخالف للنهي عن سؤاله فإن هذا المامور به هو فيما يحتاج إليه وهو موافق لقول الله تعالىٰ: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ ." ❸

''یہ (مجھ سے سوال کرو) آپ ﷺ سے سوال کی ممانعت کے خلاف نہیں ہے، کیوں کہ یہاں جس چیز کا حکم دیا جا رہا ہے، اس سے مراد ضروری سوال ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے موافق ہے: ''پس تم اہل ذکر سے سوال کرو۔''

(3)...... غیر ضروری سوال پہلی قوموں کی ایک بری عادت میں سے ہے کہ جس پر قدغن لگائی گئی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ﴾ (المائدہ: 102)

''بے شک تم سے پہلے ان کے بارے میں کچھ لوگوں نے سوال کیا، پھر وہ ان سے کفر کرنے والے ہو گئے۔''

یہ بنی اسرائیل کی طرف اشارہ ہے، کیوں کہ ان کا حال یہ تھا کہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک چیز خواہ مخواہ کرید کرید کر دریافت کرتے اور جب وہ حرام قرار دی جاتی تو حکم بجا نہ لاتے، اس طرح دونوں حالتوں میں

---

❶ صحیح مسلم: 1/ 30 (10).
❷ صحیح مسلم: 1/ 28 (7).
❸ صحیح مسلم: 1/ 28 (7).

نافرمان ٹھہرتے۔ یہ ساری مصیبت بلاضرورت کثرت سوال سے پیش آئی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا حج کرو۔'' تو ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، یہاں تک کہ اس نے تین بار یہی بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔'' پھر فرمایا: مجھے چھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، کیوں کہ تم سے پہلے لوگ اپنے سوالوں کی کثرت اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے، تو جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں جتنا کرسکو کرو، اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو اسے چھوڑ دو۔ ❶

(4)...... نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۖ وَإِن تَسْـَٔلُوا۟ عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ ٱلْقُرْءَانُ تُبْدَ لَكُمْ ۚ﴾ (المائده: 101)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مسلمانوں کے حق میں مسلمانوں میں سے جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام قرار نہیں دی گئی تھی، پھر اس کے سوال کی وجہ سے حرام قرار دے دی گئی۔ ❷

(5)...... اس حدیث پاک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نیک لوگوں کے ساتھ محبت کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فيه فضل حب الله ورسوله ﷺ والصالحين، وأهل الخير الأحياء والأموات، ومن أفضل محبة الله ورسوله إمتثال أمرهما واجتناب نهيهما والتأدب بالأداب الشرعية" ❸

''اس میں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صالحین، نیز زندہ اور فوت شدگان اصحاب خیر سے محبت کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے افضل محبت ان دونوں کے

---

❶ صحيح مسلم، حديث: 1337.

❷ صحيح بخاري، حديث: 7289، صحيح مسلم، حديث: 2358.

❸ شرح صحيح مسلم: 2/ 331.

احکام کی بجا آوری، منع کردہ کاموں سے رکنا اور شرعی آداب کو ملحوظ رکھنا ہے۔''

دوسری حدیث میں یوں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

((كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ .)) ❶

''اس آدمی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے، جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے، لیکن ابھی تک ان سے ملا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔''

(6)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صالحین سے محبت کا فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری نہیں کہ عمل بھی ان جیسا ہو، اس لیے کہ اگر عمل ان جیسا ہو پھر تو یہ شخص خود ان میں سے اور ان کی مثل ہوگیا، جب کہ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ وہ خود ان میں سے نہیں، نیز عربی قواعد کے ماہرین نے کہا ہے کہ "لَمَّا" کے ساتھ ماضی اور زمانہ حال دونوں کی نفی ہوتی ہے جب کہ "لَمْ" کے ساتھ صرف ماضی کی نفی ہوتی ہے اور پھر اس کے ان کے ساتھ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مرتبہ اور جزا ہر اعتبار سے ان جیسی ہو۔ ❷

(7)...... یہ حدیث پاک سن کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ انتہائی خوش ہوئے اور فرماتے ہیں:

((فَأَنَا أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَأَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِأَعْمَالِهِمْ)) ❸

''پس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہوں، اور امید رکھتا ہوں کہ انہیں کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میں ان کے اعمال کے برابر عمل نہ کرسکا۔''

گناہ اور اس کی سزا

[13]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِي الْإِسْلَامِ، فَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا)).

❶ صحيح مسلم: 2/ 332(2640). ❷ شرح صحيح مسلم: 2/ 331، 332.
❸ صحيح مسلم، (تحت حديث: 2639).

تخريج الحديث الـزهد، ابن مبارك : 251، مسـند احمد : 5/ 71، 2/ 68، الأدب المفرد، بخاری : 1/ 491، صحيح الترغيب والترهيب، حديث : 3495.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو بھی دو آدمی اسلام میں باہم محبت کرتے ہیں، پھر ان میں پھوٹ ڈال دی جاتی ہے تو ایسا لازماً اس گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک جس کا ارتکاب کرتا ہے۔''

شرح الحديث (1)......اس حدیث میں گناہ کی بری تاثیر بیان کی گئی ہے۔ ایک گناہ دو ملے ہوئے آدمیوں کو جدا اور رشک زمانہ دوستی کو قابل عبرت نفرت میں بدل کے رکھ دیتا ہے۔ معاصی کی آگ کے بگولے گلشن ہستی کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں۔

(2)......شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ نے "الجـواب الـكـافی لمن سأل عن الدواء الشافعی" (ص 97۔187) میں گناہوں کی تباہ کاریوں کو بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

اسلام کی بنیاد پر قائم ہونے والی محبت سے دونوں آدمیوں کو وہ تمام فضائل حاصل ہوگئے جو کہ گزشتہ احادیث (4، 5، 7، 8، 9) میں مذکور ہیں، لیکن ایک گناہ سے کایا پلٹ گئی اور دینی دوستی کا یہ مقدس تعلق اوج ثریا کی بلندیوں سے تحت ثریٰ پستیوں میں جا گرا۔

اک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا

(3)......گناہ کی نحوست کے متعلق امام مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے: ''بے شک چوپائے، جب سخت قحط پڑتا ہے اور بارش روک لی جاتی ہے، تو بنی آدم کے گناہ گاروں پر لعنت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست کے باعث ہے۔'' [1]

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا شعر ہے:

رأيـت الـذنـوب تـميت الـقـلـوب
وقـد يـورث الـذل إدمـانـهـا
وتـرك الـذنـوب حـيـاة الـقـلـوب
و خيـر لـنـفسك عـصيـانـهـا

[1] الجواب الكافی، ص: 104.

وهـل أفسـد الـديـن إلا الـمـلـوك
وأحبـــار ســوء ورهبـــانهـــا

''میں نے گناہوں کو دیکھا، وہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں، اور یقیناً ان کی ہمیشگی ذلت کی وارث بنا دیتی ہے اور گناہوں کو چھوڑنا دلوں کی زندگی ہے اور ان کی نافرمانی تیری جان کے لیے بہتر ہے اور گر دین کا بگاڑ ہوا ہے تو صرف بادشاہوں، علمائے سو اور صوفیوں کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔'' ❶

احساس اور اسلام

[14]...... حَـدَّثَـنَـا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَرَاحَمُوا ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأُذُنَيَّ يَقُولُ: ((الْمُسْلِمُونَ كَالرَّجُلِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْ أَعْضَائِهِ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ)) .

تخريج الحديث صحيح مسلم : 16/ 140(67) .

ترجمة الحديث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اے لوگو! ایک دوسرے پر رحم کیا کرو، کیوں کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے فرماتے ہوئے سنا: مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں، جب اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا باقی سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔

شرح الحديث (1)...... اس حدیث میں مسلمانوں کو اجتماعیت کا درس دیا گیا ہے کہ جس طرح ایک عضو کی تکلیف پر باقی سارا جسم بھی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسے ہی ایک مسلمان کی پریشانی سب مسلمانوں کی پریشانی ہونی چاہیے۔

اخوت اس کو کہتے ہیں کہ چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہوجائے

دوسری حدیث میں یوں ہے کہ: ''ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مزید سمجھانے کے لیے) اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔'' ❷

---

❶ الجواب الكافي ، ص : 104 .
❷ صحيح بخاری : 6026، صحيح مسلم : 2585 .

نیز فرمایا: ''مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں، ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں، جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔ ❶

(2)...... حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''باہمی ہمدردی اور خیر خواہی ہی سے معاشروں کی بقا ہے۔ اسلامی معاشرے کے اولین دور میں مسلمان اس خوبی سے خوب بہرہ ور تھے کہ ان میں خود اپنی ذات سے بڑھ کر دوسروں کا درد تھا۔ رفتہ رفتہ اسلامی تعلیمات سے دوری اور تقلید مغرب نے انسان کو مادہ پرست اور خود غرض بنا دیا کہ اسے غیروں کا احساس تو کیا وہ خونی رشتہ داروں تک سے غافل ہو گیا۔'' ❷

قطع رحمی کی سنگینی

[15]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْغَطَفَانِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِی بَكْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِی الدُّنْيَا ، مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ فِی الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ ، وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)).

تخريج الحديث سنن أبی داؤد : 4902، سنن ابن ماجه : 4211، مسند احمد : 5/ 36، 38، الأدب المفرد، بخاری : 2/ 50 (268)۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم و سرکشی اور قطع تعلقی سے بڑھ کر کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اس کے مرتکب کی سزا جلد دنیا میں ہی دے دی جائے اور ساتھ آخرت میں بھی ذخیرہ کر دی جائے۔''

شرح الحديث (1)...... بعض گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں ہی دے دی جاتی ہے، ان میں سے سب سے بڑے دو گناہ سرکشی اور قطع تعلقی ہیں جو اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ اگر ایسا انسان ظلم و سرکشی اور قطع تعلقی سے توبہ تائب نہ ہوا تو دُنیا میں بھی عذاب سے دوچار ہوگا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ﴾ (السجدة : 21)

❶ صحیح بخاری : 6011، صحیح مسلم : 2586.

❷ مختصر ریاض الصالحین، ص : 161.

’’اور یقیناً ہم انہیں قریب ترین عذاب کا کچھ حصہ سب سے بڑے عذاب سے پہلے ضرور چکھائیں گے، تاکہ وہ پلٹ آئیں۔‘‘

(2)......ظلم وسرکشی سے حق عصمت وعزت ختم ہو جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (الشوریٰ : 42)

’’بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پر ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔‘‘

(3)...... رشتوں میں سب سے بڑا ماں باپ کا رشتہ ہے اس لیے ان سے قطع تعلقی بہت بڑی محرومی کا باعث ہے اور ان سے صلہ رحمی اجر عظیم کا موجب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق والوں کے ساتھ والدین کے حق کو بیان فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾ (النساء : 36)

’’اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔‘‘

(4)......اور حدیث میں ماں کا حق باپ کی نسبت تین گنا زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ [1]

(5)......صلہ رحمی کا شرعی ضابطہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو (کسی رشتے دار کے ساتھ) احسان کے بدلے میں احسان کرتا ہے، بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے، جب اس سے قطع رحمی (بدسلوکی وغیرہ) کی جائے تو وہ صلہ رحمی (حسن سلوک) کرے۔‘‘ [2]

اس حدیث سے صلہ رحمی کے حقیقی تقاضے واضح ہوتے ہیں، جو رشتے دار ادب واحترام سے پیش آئیں اور آپ کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ظاہر بات ہے آپ بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں گے۔ لیکن یہ صلہ رحمی نہیں ہے، احسان کے بدلے احسان ہے۔ اس کے برعکس آپ کا ایک رشتے دار بد اخلاق ہے، آپ سے بدسلوکی کرتا اور آپ سے تعلق توڑنے پر تلا رہتا ہے۔ (جیسا کہ جہالت کے یہ مظاہر ہمارے معاشرے میں ہیں) لیکن

---

[1] صحیح بخاری : 5971، صحیح مسلم : 2548.

[2] صحیح بخاری : 5991.

آپ صبر وتحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، بدسلوکی کا جواب حسن سلوک سے دیتے ہیں، ترک تعلق کی کوششوں کے مقابلے میں تعلق برقرار رکھتے ہیں، یہ ہے اصل صلہ رحمی، جس کا تقاضا اسلام کرتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ خدمات، انا اور وقار کا مسئلہ ہے۔ اس جھوٹی انا کو شریعت کے تقاضوں پر قربان کر دینا بہت دل گردے کا کام ہے۔ لیکن کمال ایمان بھی یہ ہے کہ ایسا کیا جائے، ورنہ محض باہم مسکراہٹوں کے تبادلے میں تو کوئی کمال نہیں۔

راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی فضیلت

[16]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ بِغُصْنٍ مِنْ شَوْكٍ كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْمُسْلِمِينَ ، فَأَمَاطَهُ عَنْهُ)) .

تخريج الحديث مسند احمد : 9246۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کانٹے دار درخت کی ایک ٹہنی کی وجہ سے جو مسلمانوں کے راستے میں تھی ایک بندہ جنت میں داخل ہو گیا، جسے اس نے راستے سے ہٹا دیا تھا۔''

شرح الحديث (1)......جس نے مسلمانوں کے لیے آسانی مہیا کی اور تکلیف و مصیبت کو دور کیا، اللہ تعالیٰ اسے آخرت کی آسانی عطا فرمائے گا اور اس دن کی تکالیف سے نجات دے گا اور آخرت کی سب سے بڑی تکلیف دوزخ ہے، جس سے ایسے شخص کو محفوظ رکھ لیا جائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الحج : 77)

''اور تم بھلائی کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

(2)......لوگوں کی آسانی کا عبادات کے اندر بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے، اس لیے کہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب خود تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے طویل کر لے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ ''اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔''[1]

(3)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دیتے کہ کہیں اس کی ماں

[1] صحيح بخاری : 703، صحيح مسلم : 467.

مشقت میں نہ پڑے۔ [1]

(4)...... جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ [2]

(5)...... انسان تو درکنار جانوروں پر مہربانی سے بھی اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ ایک بدکار عورت نے پیاسے کتے کو کنویں سے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت عطا فرما دی۔ [3]

(6)...... ایک عورت نے بلی کو باندھ دیا، نہ کھانے کو کچھ دیا اور نہ اس کی رسی کھولی کہ وہ خود کھا پی لے، وہ بلی یوں ہی مر گرئی تو اس عورت کو جہنم میں داخل کر دیا گیا۔

اگر ایک بلی پر مشقت کی یہ سزا ہے تو کسی انسان پر ظلم کی سزا کتنی سنگین ہوگی!

ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا

[17]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ)).

تخریج الحدیث سنن ترمذی: 2315، سنن دارمی: 2/ 206، الزهد، ابن مبارك: 254، مسند احمد: 5/ 3، تاريخ بغداد: 3/ 265، 4/ 4، 7/ 134- محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث بہز اپنے باپ حکیم سے اور وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، تاکہ اس کے ساتھ لوگوں کو ہنسائے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں جھوٹ کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے۔ اہل ہوس کی بات ہے اور اکثر شوبز سے تعلق رکھنے والے فنکار، اداکار اور ان کے پرستار یہ سوچ رکھتے ہیں۔ لوگوں کو خوش کرنا، ان کے دلوں سے غم دور کرنا، پریشان حالوں کو ان کے دکھ بھلا دینا اور ان کے لیے تفریح کا سامان مہیا کرنا، یہ عبادت ہے، اس کے لیے کچھ بھی کیا اور کہا جا سکتا ہے، بلکہ اس بارے میں کئی خود ساختہ اور من گھڑت روایات بھی بیان

---

[1] صحيح بخاری: 707.

[2] صحيح بخاری: 2442، صحيح مسلم: 2580.

[3] صحيح بخاری:

کرتے ہیں۔ العیاذ باللّٰہ

کیا سچ کے اندر ہنسی نہیں ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ تبسم نہ کرتے تھے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسکراتے نہ تھے؟ کتاب وسنت اور تاریخ اسلام میں صداقت پر مبنی کتنے ہی واقعات ہیں کہ جن سے دلوں کو راحت ملتی، دکھوں کا مداوا ہوتا، رنج وغم دھلتے، سینے مسرتوں سے معمور، آنکھیں نشاط سے سرشار اور بدن کا رواں رواں سرور و بہجت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

(2)...... کچھ لوگ شہرت و ناموری کے لیے جھوٹا خواب بیان کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اسے (قیامت والے دن) مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ یہ ہرگز نہیں کر سکے گا۔'' [1]

(3)...... رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل خواب بیان فرمایا، جس میں جھوٹے شخص کی سزا یوں بیان فرمائی: ''اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ ﷺ گزرے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے جو (دنیا کے) کناروں تک پھیل جاتا ہے۔'' [2]

[18]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُولُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُولُهَا إِلَّا لِيُضْحِكَ النَّاسَ، يَهْوِي بِهَا أَبْعَدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَإِنَّهُ لَيَزِلُّ عَنْ لِسَانِهِ أَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمَيْهِ)).

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك: 255، صحيح مسلم: 18/ 117 (49، 50)، مسند احمد: 2/ 402، 433.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بندہ بات کہتا ہے، وہ صرف اس لیے بولتا ہے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے، وہ اس (بات) کی وجہ سے آسمان اور زمین کے درمیان (خلا) سے زیادہ دور (جہنم میں) گر جاتا ہے اور بے شک وہ اپنے پاؤں کے پھسلنے سے زیادہ سخت اپنی زبان سے پھسلتا ہے۔''

---

[1] صحيح بخاري: 7042.

[2] صحيح بخاري: 7067.

شرح الحدیث اس حدیث میں جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسانے کی مزید شناعت بیان کی گئی ہے، نیز زبان کے غلط اور غیر محتاط استعمال سے ڈرایا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق : 18)

''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ایک نگران فرشتہ تیار رہتا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (الاسراء : 36)

''جس چیز کا علم نہیں، اس کے پیچھے مت پڑو۔''

بغیر تحقیق بات بیان کرنے کی مذمت

[19]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ جُرْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 255، مقدمه صحيح مسلم : 1/ 73، 740 (5)، مستدرك حاكم : 1/ 112، المقاصد الحسنة، سخاوى : 318، سنن أبوداؤد : 4992۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے مجرم ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔''

شرح الحدیث (1)...... انسان عادتاً سچ اور جھوٹ سب سنتا ہے۔ اگر وہ ہر سنی چیز کو بیان کرنا شروع کر دے تو لازماً جھوٹ بھی بیان کرے گا، اس لیے ایسے شخص کو جھوٹا ہی کہا گیا ہے۔

(2)...... اگر یہ غیر محتاط رویہ حدیث رسول ﷺ میں ہو تو معاملہ اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔

(3)...... امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لو کہ جو آدمی ہر سنی بات بیان کر دے وہ کبھی (غلطی سے) محفوظ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی کبھی امام بن سکتا ہے، کیوں کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دیتا ہے۔ [1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ ہر سنی بات آگے بیان کرے گا تو اس کی روایت میں بہت زیادہ

[1] مقدمه صحيح مسلم : 10 .

غلطیاں ہوں گی، اس طرح اس سے اعتماد اٹھ جائے گا اور لوگ اس سے روایت لینا چھوڑ دیں گے۔ (پھر وہ امام کیسے بنے گا؟) ❶

(4)......سفیان بن حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ ایاس بن معاویہ نے مجھ سے سوال کیا کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو علم قرآن کا بڑا حریص ہے، تم کوئی سورت پڑھو تو اس کی تفسیر بیان کرو تا کہ میں اس چیز میں نظر کروں جو تو نے جانی ہے؟ کہا کہ میں نے ایسا کہا تو اس نے کہا، میں تجھے جو بتانے جا رہا ہوں اسے یاد کرلو، شناعت والی حدیث سے بچ کے رہنا، کیوں کہ جس نے بھی اسے اٹھایا وہ از خود ذلیل ہوا اور اس کی حدیث جھٹلائی گئی۔ ❷

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ایاس بن معاویہ نے سفیان بن حسین کو منکر روایات بیان کرنے سے ڈرایا کہ جن سے روایت بیان کرنے والے پر قدغن لگائی جاتی اور اس کا انکار کیا جاتا ہے، پھر اس کو جھٹلایا جاتا ہے یا شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس طرح اس کا مقام و مرتبہ گر جاتا ہے اور وہ اپنے آپ میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ ❸

(5) عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "آدمی اس وقت تک امام، مقتدیٰ اور پیشوا نہیں بن سکتا، جب تک وہ سنی ہوئی بیان (جھوٹی روایات) سے رک نہ جائے۔" ❹

دھوکا دہی کی مذمت

[20]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اجْتَمَعَ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ ، فَيُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 255، صحيح مسلم : 12/ 32، 43، مسند احمد (الفتح الربانی) : 24/ 116، مسند طيالسی : 2/ 60، معجم كبير طبرانی : 1/ 120، المقاصد الحسنة، سخاوی : 337 .

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب پہلے اور بعد والے جمع ہوں گے تو کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے۔"

شرح الحديث (1)......اس حدیث میں دھوکے باز کی آخرت میں تذلیل و رسوائی کا ذکر ہے۔ دوسری

❶ شرح مسلم : 1/ 9 .
❷ مقدمه صحيح مسلم : 13 .
❸ شرح مسلم : 1/ 9 .
❹ مقدمه صحيح مسلم : 12 .

حدیث میں ہے کہ ''ہر دھوکے باز کے لیے قیامت والے دن ایک جھنڈا ہوگا، جس کے ساتھ اسے مشہور کیا جائے گا، کہا جائے گا یہ فلاں کا دھوکا ہے۔''❶

نیز فرمایا: ''قیامت والے دن ہر دھوکے باز کے لیے اس کی سرین کے پاس جھنڈا ہوگا۔''❷

نیز فرمایا: ''ہر دھوکے باز کے لیے قیامت والے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کے بقدر بلند کیا جائے گا، خبردار! عام لوگوں کے امیر (حکمران) سے بڑھ کر اور کوئی دھوکے باز نہیں ہوگا۔''❸

(2)......عرب دھوکے باز کے لیے اپنی محفلوں اور بازاروں میں جھنڈا نصب کیا کرتے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے اور ایسے شخص سے محتاط رہیں۔❹

(3)......قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں امام (حکمران) کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رعایا سے کیے گئے عہد و پیمان نہ توڑے یا کفار کے ساتھ عہد شکنی نہ کرے یا وہ امانت جو عوام کے حقوق اور حفاظت کی ہے اگر اس میں خیانت کرے، ان پر شفقت اور نرمی نہ کرے تو ایسا حکمران دھوکے باز ہے اور اس حدیث کی وعید میں آتا ہے۔❺

(4)......حکمران اگرچہ ان احادیث کا اول مصداق ہیں لیکن عام لوگ بھی اگر دھوکہ دہی سے کام لیں گے تو اسی وعید میں شامل ہیں، کیوں کہ احادیث میں آیا ہے کہ ''ہر دھوکے باز کے لیے'' لیکن حکمران کے لیے ایفائے عہد میں چونکہ کوئی رکاوٹ نہیں آتی، اس لیے اس کا معاملہ زیادہ سنگین ہے۔

کسی کی نقل نہ اتاریں

[21]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ ، عَنْ أَبِـي حُـذَيْـفَةَ ، رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: حَكَيْتُ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَدًا ، وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا أُعْظِمُ ذٰلِكَ)).

❶ صحيح مسلم : 2/ 83 (4536).
❷ صحيح مسلم : 2/ 83 (4537).
❸ صحيح مسلم : 2/ 83 (4538).
❹ شرح مسلم : 2/ 83.
❺ شرح مسلم : 2/ 83.

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 257، تاريخ بغداد : 13/ 87، سنن ترمذی : 2503۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت یا مرد کی نقل اتاری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اور بے شک میرے لیے اتنا اور اتنا ہو، اسے بہت بڑا جانا گیا۔''

شرح الحديث (1)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیار ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھا، لیکن جب انہوں نے کسی کی نقل اتاری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار نہیں فرمائی بلکہ منع فرما دیا۔ کسی کے بولنے کا انداز ہو یا چلنے کا، کسی طرح بھی کسی کی نقل اتارنی جائز نہیں ہے۔

(2)...... جس طرح کسی کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا درست نہیں، اسی طرح کسی کو ہنسانے کے لیے یا خود محظوظ ہونے کے لیے نقالی بھی درست نہیں ہے۔

(3)...... بچوں سے کہنا کہ فلاں جانور کی آواز نکالو یا ان کی اس طرح کی نقالی سے خوش ہونا ان کے اخلاق کو بگاڑنے کے مترادف ہے، جو خصلت پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے ہمیں خود بھی اس سے بچنا ہے اور اپنے اہل خانہ کو بھی بچا کے رکھنا ہے۔

نیا لباس پہننے کی دعا اور پرانا لباس صدقہ کرنے کی فضیلت

[22]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زَحْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَا بِقَمِيصٍ لَهُ جَدِيدٍ فَلَبِسَهُ ، فَلَا أَحْسَبُهُ بَلَغَ تَرَاقِيَهُ ، حَتَّى قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ قُلْتُ هَذَا؟ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا بِثِيَابٍ لَهُ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا فَلَا أَحْسَبُهَا بَلَغَتْ تَرَاقِيَهُ حَتَّى قَالَ مِثْلَ مَا قُلْتُ ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَلْبَسُ ثَوْبًا جَدِيدًا ، ثُمَّ يَقُولُ مِثْلَ مَا قُلْتُ ، ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى سَمَلٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ الَّتِي وَضَعَ ، فَيَكْسُوهُ إِنْسَانًا مِسْكِينًا فَقِيرًا مُسْلِمًا لَا يَكْسُوهُ إِلَّا لِلَّهِ ، إِلَّا كَانَ فِي حِرْزِ اللّٰهِ ، وَفِي ضَمَانِ اللّٰهِ ، وَفِي جِوَارِ اللّٰهِ ، مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهَا سِلْكٌ وَاحِدٌ حَيًّا وَمَيِّتًا ، حَيًّا وَمَيِّتًا ، حَيًّا وَمَيِّتًا)) .

تخریج الحدیث الزھد، ابن مبارك : 259، مستدرك حاكم : 4/ 193، ضعيف الجامع الصغير : 5827.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی نئی قمیص منگوائی اور زیب تن کی، میرا نہیں خیال کہ وہ ان کی ہنسلیوں تک پہنچی، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے وہ (لباس) پہنایا جس کے ساتھ میں اپنی شرم گاہ ڈھانپتا ہوں اور جس کے ساتھ میں اپنی زندگی میں خوب صورتی اختیار کرتا ہوں، پھر کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کیوں کہا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نئے کپڑے منگوائے، انہیں زیب تن کیا، کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسلیوں تک پہنچ گئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی مثل جو میں نے کہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو مسلمان بندہ بھی نیا لباس پہنتا ہے پھر اسی کی مثل کہتا ہے جو میں نے کہا، پھر وہ اپنے ان پرانے اور بوسیدہ کپڑوں کی طرف قصد کرتا ہے جنہیں اتار دیا گیا ہے اور کسی مسلمان، فقیر، مسکین انسان کو پہنا دیتا ہے، وہ اسے صرف اللہ کے لیے پہناتا ہے تو لازماً وہ اللہ کی پناہ، ضمانت اور پڑوس میں ہوتا ہے، جب تک کہ اس کے اوپر اس کا ایک دھاگا بھی ہوتا ہے، خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، زندہ ہو یا مردہ، زندہ ہو یا مردہ۔''

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں نیا لباس پہننے کی دعا سکھائی گئی ہے، تاکہ جس رب کریم نے یہ نعمت ارزاں فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔

(2)......ساتھ یہ ترغیب دی گئی کہ پرانا لباس کسی غریب، مسکین مسلمان کو دے دیا جائے جس کا اجر عظیم مذکورہ بالا حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(3)......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا احترام فرمایا کہ نیا کپڑا پہنتے وقت وہ دعا بھی تعلیماً ارشاد فرما دی، صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے ہی ہر موقع پر مسنون عمل کا لحاظ رکھا کرتے تھے۔

(4)......کسی ذہن میں یہ اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ کے راستے میں تو عمدہ اور اچھی چیز دینی چاہیے، جب کہ یہاں پرانا اور بوسیدہ لباس دینے کی ترغیب دی گئی ہے؟

اس کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ عمدہ اور نفیس چیز دینا یا اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا اعلیٰ ترین ایمان اور تقویٰ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ معمولی اور ارزاں چیز صدقہ نہیں کی جا سکتی، بلکہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ((اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))❶ ''آگ سے بچو، چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی۔''

نیز ارشاد فرمایا: ((وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا .))❷ ''ذرا سی نیکی کو بھی حقیر مت جانو۔''

دوسرا یہ کہ لباس کا معاملہ دوسری چیزوں سے جدا ہے، اس لیے کہ لباس معمولی، پرانا اور بوسیدہ ہی کیوں نہ ہو، انسان اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا، بخلاف دوسری اشیاء کے، کیوں کہ انسان کے بہت سے کام معمولی لباس سے ہی طے پاتے ہیں، جیسا کہ سونے کے وقت، مشقت کا کام کرتے وقت اور دیگر ایسے اعمال جن میں لباس کے گدلا ہونے کا احتمال ہو، لہٰذا معمولی لباس صدقہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے بے فائدہ چیز کو صدقہ کیا ہے۔ نیز ضروری نہیں کہ جو چیز ایک آدمی کے لیے معمولی ہو، دوسرے کے لیے بھی ارزاں ہوں۔❸

(5)...... ہمارے پیغمبر ﷺ کسی کی چاہت پر عمدہ اور نفیس لباس بھی قربان کر دیتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے رسول پاک ﷺ کو ایک چادر ہدیہ کی اور آپ ﷺ کو ضرورت بھی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تہہ بند کے طور پر زیب تن فرمائی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کتنی خوب صورت چادر ہے، مجھے عنایت فرما دیں۔ لوگوں نے سن کر کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا، نبی اکرم ﷺ خود ضرورت مند تھے، تو نے پھر بھی سوال کر دیا اور تجھے معلوم بھی ہے کہ آپ ﷺ جواب نہیں دیتے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے بطور لباس پہننے کے لیے نہیں مانگی، میرا ارادہ ہے کہ اسے کفن بنا لوں، سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ چادر اس کا کفن بنی تھی۔❹

دین پسندوں کے لیے خوش خبری

[23]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، نَا الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ عَوْفٍ الْقَارِيَّ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ ، طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)) . فَقِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ صَالِحُونَ قَلِيلٌ فِي نَاسِ سَوْءٍ كَثِيرٍ ، مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُطِيعُهُمْ)) ، وَكُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا آخَرَ

❶ صحيح بخاري : 1417 . ❷ صحيح مسلم : 2626 .

❸ نیز اصول ہے کہ ''لكل ساقطة لا قطة'' ''ہر گری پڑی چیز کو کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے۔''

❹ صحيح بخاري : 1277 .

حِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ، فَقَالَ: ((سَيَأْتِي نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُورُهُمْ كَضَوْءِ الشَّمْسِ)) . قُلْنَا: وَمَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ يُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ ، يَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ يُحْشَرُونَ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 267، جامع ترمذی : 76/ 380۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے: ''خوش خبری ہے اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے اجنبیوں کے لیے!'' کہا گیا کہ وہ اجنبی کون ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تھوڑے نیک لوگ جو زیادہ برے لوگوں میں ہوں گے، ان میں نافرمان، اطاعت شعاروں سے زیادہ ہوں گے۔'' اور وہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، جب سورج طلوع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب قیامت والے دن میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے، ان کا نور سورج کی روشنی جیسا ہوگا۔'' ہم نے کہا کہ وہ لوگ کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مہاجر فقراء، جن کے ذریعے ناپسندیدگیوں سے بچا جاتا ہے، ان میں سے کوئی ایک اس عالم میں فوت ہو جاتا ہے کہ اس کی حاجت اس کے دل میں ہوتی ہے، وہ زمین کے اطراف واکناف سے اکٹھے کیے جائیں گے۔''

شرح الحدیث (1)...... ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ''اسلام شروع ہوا تو اجنبی تھا اور عنقریب لوٹ جائے گا جیسا کہ اجنبی شروع ہوا تھا، پس اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے۔'' [1]

نیز فرمایا: ''اسلام شروع ہوا تو اجنبی تھا اور عنقریب لوٹ جائے گا جیسا کہ اجنبی شروع ہوا تھا اور وہ دو مسجدوں کے درمیان سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔'' [2]

دو مسجدوں سے مراد بیت اللہ اور مسجد نبوی ہیں، جیسا کہ ایک اور روایت میں ہے: ''بے شک ایمان یقیناً مدینے کی طرف سمٹ آئے گا جس طرح کہ سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔'' [3]

(2)...... امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ مدینے میں اسلام شروع ہوا تو اجنبی تھا اور عنقریب اس کی طرف لوٹ جائے گا، قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر الفاظ عموم پر دلالت کر رہے ہیں،

[1] صحيح مسلم : 145 .
[2] صحيح مسلم : 146 .
[3] صحيح مسلم : 147 .

اسلام تنہا اور تھوڑے لوگوں سے شروع ہوا، پھر پھیلا اور غالب آ گیا پھر نقص اور خلل واقع ہو گیا اور پھر یہ تنہا اور قلیل لوگوں میں رہ جائے گا۔

(3)...... امام ہروی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غربا سے مراد وہ مہاجرین ہیں جو اپنے وطنوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کر کے آ گئے۔ ❶

(4)...... ''آخر میں ایمان مدینے کی طرف آ جائے گا۔'' قاضی عیاض کے نزدیک اس کا معنی ہے کہ اول آخر ایمان اسی صفت کے ساتھ ہوگا، کیوں کہ شروع اسلام میں ہر وہ شخص جس کا ایمان خالص اور اسلام صحیح ہوتا وہ مدینے کی طرف آتا، ایسا مہاجر یا تو مدینے کو اپنا وطن بنا لیتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ملاقات اور تعلیم کے لیے آتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں لوگ اسی طرح آتے اور ان کی سیرت عدل اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء کے لیے مدینے کا رخ کرتے، پھر ان کے بعد ان علماء کا رخ کرتے جو اس وقت ہدایت کے ائمہ اور وقت کے چراغ تھے، تا کہ ان سنتوں کو وہاں جا کر حاصل کر سکیں جو ان سے پھیل چکی تھیں، ہر پکے ایمان اور شرح صدر والا شخص مدینے کا رخ کرتا، پھر اس کے بعد ہر وقت میں ہمارے اس زمانے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت وغیرہ کے لیے لوگ وہاں جاتے رہے ہیں اور وہاں صرف صاحب ایمان ہی جاتا ہے۔ ❷

(5)...... ''طوبیٰ'' کا مطلب: قرآن مجید میں ''طوبی لهم'' کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کا معنی فرحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ ان کے لیے جو ہوگا اچھا ہوگا، ضحاک نے کہا کہ ان کے لیے رشک ہوگا۔ قتادہ نے کہا کہ ان کے لیے اچھائی ہوگی، قتادہ سے دوسرا معنی یہ مروی ہے کہ وہ خیر کو پہنچیں گے۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کے لیے خیر اور کرامت ہوگی۔ ابن عجلان رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کے لیے ہمیشہ کی خیر ہوگی۔ ایک قول ہے کہ جنت ہوگی۔ دوسرا قول ہے کہ جنت کا درخت ہوگا۔ حدیث میں ان سب اقوال کا احتمال ہے۔ ❸

(6)...... علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''كشف الكربة فی وصف حال أهل الغربة'' یہ مصر میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ ❹

❶ شرح صحيح مسلم : 1/ 84.
❷ شرح صحيح مسلم : 1/ 84.
❸ شرح صحيح مسلم : 1/ 84.
❹ تحفة الأحوذی : 3/ 363.

ناراض نہ ہوں

[24]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ ، قَالَتْ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عَامِرٍ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا ، وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا يَكُونُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةً لَهُ ، وَإِنْ سَلَّمَ فَلَمْ يُقْبَلْ ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ ، وَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيعًا)) ، أَرَاهُ قَالَ: أَبَدًا .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 271، مسند احمد : 4/ 20، صحيح ابن حبان (الموارد) : 486، الأدب المفرد، بخاری : 189، 191، تاريخ بغداد : 3/ 336، سلسلة الصحيحة : 1246 .

ترجمة الحدیث سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو تین راتوں سے اوپر ناراض ہو کر چھوڑے۔ جب تک وہ دونوں ترک تعلق پر قائم رہیں گے، حق سے ہٹنے والے ہوں گے اور ان دونوں میں سے پہلا لوٹنے والا، اس کا لوٹنے میں سبقت کرنا اس کے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہوگا اور اگر یہ صلح کرے اور وہ قبول نہ کرے اور اس کا سلام اسی پر دے مارے تو فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے اور اگر یہ دونوں اپنے اسی ترک تعلق پر مر جائیں تو دونوں ہی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔'' میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کبھی بھی۔''

شرح الحدیث (1)......مسلمانوں کو باہم شیر وشکر ہو کر رہنا چاہیے اور ناراضی و کدورت کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات : 10)

''مومن تو بھائی بھائی ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾ (المائدہ : 54)

''(مومن) مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت۔''

نیز فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح : 29)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان۔''

(2)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے چند ہدایات ارشاد فرمائیں ہیں جیسا کہ فرمایا: ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اے للہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔''[1]

یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں کیوں کہ ان سے افتراق و انتشار پیدا ہوتا ہے۔

تلاوت قرآن اور تدبر قرآن

[25]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ ، قَالَ: بَيْنَا نَحنُ نَقْتَرِءُ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ كِتَابٌ وَاحِدٌ وَفِيكُمُ الْأَخْيَارُ ، وَفِيكُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ ، اقْرَءُ وا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ أَقْوَامٌ يَقْرَءُ ونَ ، يُقِيمُونَ حُرُوفَهُ كَمَا يُقَامُ السَّهْمُ ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَتَعَجَّلُونَ أَجْرَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 280، صحيح ابن حبان : 2/ 96، سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة، باب ما يجزئ الأمي والأعجمي من القراءة، رقم : 830۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی دوران ہم (قرآن) پڑھ رہے تھے کہ اچانک ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب تعریف اللہ کی ہے، کتاب ایک ہے اور تمہارے اندر سرخ اور سیاہ ہے۔ (قرآن) پڑھو، اس سے پہلے کہ ایسی قومیں آئیں جو اسے پڑھیں گی، اس کے حروف کو سیدھا کریں گی جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے، وہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ اس کا اجر جلد طلب کریں گے اور اس میں تاخیر نہیں کریں گے۔''

[1] اس طرح کے الفاظ صحیح مسلم (2564) میں ہیں۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں قرآن مجید کو پڑھنے کی ترغیب ہے، نیز اس پر عمل پیدا نہ ہونے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ صرف قرأت و تجوید کی طرف متوجہ رہنا اور معانی قرآن تک رسائی حاصل نہ کرنا درست نہیں ہے۔

(2)...... علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والأخذ بالتجويد حتم لازم
من لم يجود القرآن آثم ❶

''یعنی علم تجوید کا حصول لازمی اور حتمی ہے، جو شخص قرآن کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔''

لیکن حاشا وکلا ان کا مقصد یہ نہیں کہ مفاہیم و مطالب قرآن سے نابلد رہا جائے اور عمل بالقرآن سے گریز اختیار کیا جائے۔ وہ قراء جو مخارج و صفات اور عملی قراءت میں مبالغے سے کام لیتے ہیں، انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیے اور ظاہری حسن صورت کے بجائے اخلاص، معانی قرآن میں تفکر اور قرآن کے عجائب میں غور و خوض کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

(3)...... ایسے ہی اس حدیث میں جن لوگوں کی پیش گوئی کی گئی ہے، ان سے مراد خوارج بھی ہو سکتے ہیں جو قرآن مجید کی طویل قرأت کرتے، لمبی نمازیں پڑھتے، مگر اوپر اوپر سے۔ وہ قرآن کو سمجھ نہ سکے بلکہ قرآن پڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے۔ ان کا بڑا عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ظاہر ہو چکا تھا۔ ❷

خوارج کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا (کیوں کہ ان کا ظہور نجد عراق سے ہوا تھا اور واقعۃً وہ حروراء میں ٹھہرے جو عراق میں واقع ہے)'' اس سے ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے، وہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ اسلام سے نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے۔ ❸

(4)...... سرخ اور سیاہ سے مراد عربی اور عجمی لوگ ہیں۔ ابوداؤد میں ''أبیض'' یعنی سفید کا لفظ بھی ہے اور اسی کی حدیث نمبر (829) میں اعرابی (بدوی) اور عجمی کے الفاظ ہیں۔ عربی زبان میں شناخت کے لیے ایسے

❶ المقدمة الجزرية مع الفوائد السلفية، باب معرفة التجويد، ص: 12.
❷ صحيح بخاری: 6933. ❸ صحيح بخاری: 6934.

الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شاہ روم ہرقل کے متعلق ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ((إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْغَرِ)) ❶ ''بے شک اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے تو بنی اصغر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔''

جس طرح عربی اور عجمی وغیرہ کے لیے احمر، اسود اور ابیض جیسے الفاظ آئے۔ اسی طرح اہل روم کے لیے بنی اصغر کا استعمال ہوتا ہے۔

اہل علم کی موت اور جہلا کی سرداری

[26]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا)).

تخریج الحدیث صحيح بخارى: 1/ 140، صحيح مسلم: 16/ 222، مسند طيالسى: ، مسند احمد (الفتح الربانى): 1/ 39، الزهد، ابن مبارك: 281، طبرانى صغير: 1/ 165، مسند قضاعى، (اللباب شرح الشهاب): 197، مشكل الآثار، طحاوى: 1/ 127، تاريخ بغداد: 3/ 74، 5/ 460، 8/ 368، 10/ 375، 11/ 241، حلية الأولياء، ابو نعيم: 2/ 181، 10/ 25.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر قبض نہیں کرتا، لیکن وہ علماء کو قبض کر کے علم قبض کرتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، ان سے سوال پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، وہ گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں علم اور اہل علم کی فضیلت جب کہ جاہل مفتیوں کی مذمت کا بیان ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ ﴾ (الزمر: 9)

''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجئے: کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے، برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو صرف اہل دانش ہی حاصل کرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طٰهٰ : 114)

''اور کہہ دیجیے! اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

اہل علم کا کہنا ہے کہ کہیں بھی کسی چیز کا اضافہ مانگنے کی دعا نہیں آئی، یہ صرف علم ہی ہے جس کے اضافے کا سوال کرنے کی تلقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی ہے۔

(2)...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے شہدا میں سے دو (دو) آدمیوں کو ایک (ایک) قبر میں اکٹھا دفن فرماتے، اس وقت پوچھتے: ''ان میں سے کسے قرآن زیادہ یاد تھا؟'' جب آپ کو ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے بتایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں پہلے اسے اتارتے (یا اسے قبلے کی جانب آگے رکھتے)۔ ❶

اس میں حافظ قرآن کی ترجیح اور فضیلت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، اسی طرح اہل علم، اہل زہد و تقویٰ اور دیگر اہل شرف و فضل کو مقدم رکھا جائے گا۔

(3)...... دنیاوی عزت و جاہ اسی دنیا کی زندگی میں ہوتی ہے اور قرآن اور دین کی وجہ سے ملنے والی عزت فوت ہونے کے بعد بھی برقرار رہتی ہے۔

(4)...... فتاویٰ دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ کتاب و سنت کے دلائل سے آشنا ہو، اپنی رائے کی بنیاد پر فتویٰ نہ دے، مذکورہ بالا روایت کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ)) ❷

''پس وہ اپنی رائے کے ساتھ فتویٰ دیں گے، سو گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔''

دوسری حدیث میں رائے اور قیاس کی مذمت یوں آئی ہے: ''میری امت ستر سے کچھ اوپر فتنوں میں بٹ جائے گی، ان میں سب سے بڑا فتنہ ان لوگوں کا ہوگا جو اپنی رائے سے دین میں قیاس کریں گے، جو اللہ نے حلال کیا اسے حرام کریں گے اور جو اللہ نے حرام کیا، اسے حلال کریں گے۔'' ❸

---

❶ صحيح بخاري : 1343 . ❷ صحيح بخاري : 9/ 123 .

❸ جامع بيان العلم وفضله، ابن عبد البر : 2/ 163، الفقيه والمتفقه، خطيب بغدادي : 1/ 180، مجمع الزوائد، هيثمي : 1/ 9183، كشف الأستار : ص 172 .

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ وہ قیاس ہے جو اصل کے بغیر ہو، نیز دین کے بارے میں گمان اور تخمینے سے گفتگو کرنا مراد ہے۔ کیا آپ حدیث کے الفاظ نہیں دیکھ رہے ''وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کریں گے۔'' اور معلوم ہے کہ حلال وہی ہے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں؟ اور حرام وہ ہے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہے، جو اس سے جاہل ہے اور سوال کیے جانے پر اس نے بغیر علم کے کہہ دیا اور اپنی رائے سے قیاس کی تو یہی وہ قیاس آرائیاں ہیں کہ جن سے وہ خود بھی گمراہ ہوا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ لیکن جس نے فروع کو ان کے اصول کے طرف لوٹایا اس نے رائے سے بات نہیں کی۔ [1]

قول و عمل کا تضاد

[27]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((رَأَیْتُ لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِی رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِیضَ مِنْ نَارٍ ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیلُ؟ فَقَالَ: خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِینَ یَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ، وَیَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ ، وَهُمْ یَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا یَعْقِلُونَ)) .

تخریج الحدیث مسند احمد: 3/ 120، 231، 239، صحیح ابن حبان: 1/ 145، الموارد، الهیثم، (5)، الزهد، ابن مبارك: 282، حلیة الأولیاء، ابو نعیم: 8/ 44، 172، تاریخ بغداد: 12/ 47، سلسلة الصحیحة: 291.

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی، میں نے دیکھا کہ کچھ مرد ہیں، ان کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹ جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا: جبریل علیہ السلام! یہ کون ہیں؟ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور اپنی جانوں کو بھول جاتے اور وہ کتاب کی تلاوت کرتے کیا پس وہ عقل نہیں کرتے۔''

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں ''اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت'' کے مصداق بد عمل واعظین کی شناعت بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اسے یہودیوں کا فعل بیان کیا گیا ہے:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾

(البقره: 44)

---

[1] أعلام الموقعین، ص: 51.

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو اور تم کتاب پڑھتے ہو، کیا پس تم عقل نہیں کرتے۔''

نیز فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝﴾

(الصف: 2، 3)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔''

اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

﴿وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾ (ھود: 88)

''اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بجائے میں (خود) اس کا ارتکاب کروں جس سے تمہیں منع کرتا ہوں۔''

(2)......خطباء کے لیے زیادہ وعید اس لیے ہے کیوں کہ لوگ ان کی طرف دیکھتے وران کے کردار سے تاثر لیتے ہیں۔

(3)......واضح رہے کہ جو کہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے، شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم الصواب

گناہ اور نیکی کی حقیقت

[28]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: مَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ((مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ فَدَعْهُ)). قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، وَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 384، مسند احمد: 5/ 251، سلسلة الصحيحة: 550، 2230.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تیرے سینے میں کھٹکے اسے چھوڑ دے۔'' اس نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تجھے تیرا گناہ برا لگے اور تجھے تیری نیکی اچھی لگے تو، تو مومن ہے۔''

شرح الحدیث شریعت میں حلال، حرام، گناہ، ثواب وغیرہ سب واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسان کی فطرت سلیمہ بھی اسے آگاہ کر دیتی ہے کہ وہ اچھا کر رہا ہے یا برا۔ اس حدیث میں ضمیر کی یہی آواز بیان کی گئی ہے۔ جب آدمی گناہ کرنے لگتا ہے تو اس کے دل کو کھٹکا ہوتا ہے اور وہ لوگوں کی نظروں سے بچتا ہے، ضمیر اسے جھنجھوڑتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہو تو وہ گناہ ہی ہوتا ہے۔ یہی کیفیت ایمان کی ہے، اگر نیکی کرنے سے انسان کو خوشی و مسرت اور انشراح صدر کا احساس ہو اور گناہ کرنے سے طبیعت متلائے اور گھن آئے تو یہ ایمان کی نشانی ہے۔ نیز یہاں گناہ کے مقابلے میں ایمان آیا ہے جو کہ نیکی کی جگہ استعمال ہوا ہے، گویا نیکی اور صالح اعمال ہی ایمان ہیں۔

حقیقی مومن اور مسلم کون؟

[29]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ ، حَدَّثَنِي فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ ، مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ)) .

تخریج الحدیث مسند احمد : 6/ 21، 22، سنن ابن ماجه : 3934، جامع ترمذی : 7/ 379- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں مومن کے بارے میں خبر نہ دوں؟ لوگ جس سے اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں بے خوف ہوں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامت ہوں اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دے۔''

شرح الحدیث (1)...... مومن، مسلم، مجاہد اور مہاجر شرعی اصطلاحات ہیں۔ ان کے متعلق سطحی تعریف اور معلومات سے ہٹ کر، ان کی حقیقی روح سے متعارف کروایا جا رہا ہے کہ ان کا اصل مفہوم وہ نہیں جو عام لوگ سمجھتے ہیں اور ان میں مشہور ہے، بلکہ حقیقی مطلب وہ ہے جو اس حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(2)...... یہ چار الفاظ بطور مثال ہیں، باقی اعمال، جیسا کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کی اصل روح سے بھی اکثر

لوگ نا آشنا ہیں، قرآن مجید میں ہے:

﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

(الحجرات : 14)

''اعرابی لوگوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں عام طور پر ایمان اور اسلام ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں، جس میں دل کا یقین اور ظاہری فرماں برداری دونوں شامل ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدالقیس کو ایمان کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ ایمان کلمۂ شہادت، نماز، روزے، زکوۃ، حج اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ کہہ کر اپنی جناب میں معتبر دین اسلام کو قرار دیا اور ظاہر ہے وہاں وہی دین معتبر ہے جو دل کے یقین سے ہو، صرف ظاہری اعمال تو وہاں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ بعض اوقات اسلام سے مراد ظاہری احکام کی پابندی اور ایمان سے مراد قلبی یقین ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ایمان سے مراد دلی یقین اور اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں، بلکہ بعض اوقات اسلام سے مراد دل سے مان لینا ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ﴾ (الأنعام : 125)

''تو وہ شخص جسے اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

جس طرح بعض اوقات ایمان سے مراد صرف زبانی کلمہ پڑھنا ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ (النساء : 136)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! (یعنی جنھوں نے ایمان کا اقرار کیا ہے) ایمان لے آؤ۔ (یعنی دل سے مان لو)''

یہاں فرمایا، ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں، یعنی ہم کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور اس کے ظاہری احکام پر عمل شروع کر دیا ہے۔''

ایمان کی حلاوت

[30]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ أَحَبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ ، وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَمَنْ كَانَ يُقْذَفُ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 1/ 46، 10/ 380، صحیح مسلم : 2/ 14، سنن ابن ماجه : 4033، مسند احمد : 3/ 103 ، 114 ، 172 ، 174 ، 230 ، 248 ، 275 ، 288 ، صحیح ابن حبان : 1/ 269 ، طبرانی صغیر : 1/ 258 ، تاریخ بغداد : 2/ 199 ، حلیة الأولیاء ، ابو نعیم : 1/ 27 ، 2/ 288 ، 8/ 390 .

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں جس میں ہوئیں وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس پا لے گا، جو کسی آدمی سے محبت کرے، تو اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے اور وہ شخص کہ اسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوا سب سے زیادہ پسند ہوں اور وہ شخص کہ جسے آگ میں پھینکا جانا، کفر میں لوٹنے سے زیادہ پسند ہو، اس کے بعد کہ اللہ نے اسے اس سے بچالیا۔''

شرح الحدیث (1)......ایک دوسری حدیث میں الفاظ ہیں: ((مِنْ أَنْ يَرْجِعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا .)) [1] ''اس بات سے کہ وہ لوٹے یہودی یا نصرانی بن کر۔''

(2)......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ عظیم حدیث اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔ اہل علم نے کہا کہ ایمان کی مٹھاس کا مطلب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے لیے مشقتیں برداشت کرنا اور نیکیوں میں لذت حاصل کرنا اور دنیا کے ساز و سامان پر اسے ترجیح دینا اور بندے کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت اس کی اطاعت گزاری کرنے اور مخالفت ترک کرنے کے ساتھ ہے، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی ہم معنی ہے کہ اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور

[1] صحیح مسلم : 43.

اس کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت، آدمی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے محبت اور کفر کی طرف لوٹنے کی کراہت، صرف اس شخص کے لیے درست ہوسکتی ہے، جس کا ایمان کے ساتھ یقین پختہ، دل مطمئن اور سینہ کھلا ہو، نیز ایمان اس کے گوشت اور خون میں مل کر رگ و پے میں سما گیا ہو، یہی وہ شخص ہے، جس نے ایمان کی حلاوت پالی، کہا کہ اللہ کے لیے محبت، اللہ سے محبت کے ثمرات میں سے ہے، بعض نے کہا کہ محبت کہتے ہیں دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پسند کے موافق کرنا۔ پس وہی پسند کرے جو وہ پسند کرے اور اسے ناپسند کرے جسے وہ ناپسند کرے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محبت کی اصل اس چیز کی طرف میلان کرنا ہے جو محبّ کے موافق ہو، پھر میلان کبھی اس چیز کے لیے ہوتا ہے جس سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے اور اسے اچھا گردانتا ہے، جس طرح کے خوب صورت شکل، آواز اور کھانا وغیرہ اور کبھی اس سے اپنی عقل کے ساتھ لذت اندوز ہوتا ہے، پوشیدہ معانی کی وجہ سے، جس طرح کے صالحین، علماء اور اہل فضیلت سے مطلق محبت ہے اور کبھی یہ محبت اس کے احسانات نیز اس سے مضرتوں کو دور کرنے کے باعث ہوتی ہے اور یہ سب معانی نبی اکرم ﷺ میں موجود ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کے سراپے میں ظاہری اور باطنی جمال جمع کر دیا گیا ہے، اسی طرح ہیبت و حلال کی اقسام، فضائل کی انواع اور جمیع مسلمانوں کے ساتھ آپ ﷺ کا احسان کہ جس کے نتیجے میں آپ ﷺ نے انہیں صراط مستقیم، دائمی نعمتوں اور جہنم سے دوری کی ہدایت دی۔

(3)...... بعض نے اشارہ کیا کہ بے شک یہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں متصور ہے، کیونکہ تمام خیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(4) امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اسلام کے واجبات میں سے ہے۔ [1]

حسن رُخِ زیبا ﷺ

[31]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِی يُونُسَ مَوْلَى أَبِی هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: ((مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ كَأَنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى لَهُ ، إِنَّا لَنُجْهِدُ ، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ)).

تخریج الحدیث مسند احمد : 2/ 350، 380، الزهد، ابن مبارك : 288، سلسلة الضعيفة : 4213.

[1] شرح صحيح مسلم : 1/ 49.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا کہ سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں چل رہا ہو اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو چلنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز ہو، گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لپیٹ دی جاتی ہے، بے شک ہم تھک جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً دشواری نہ ہوتی۔

شرح الحديث (1)......اس حدیث میں رخ پرانوار کی زیبائی کا تذکرہ ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہرطرح کے ظاہری و باطنی جمالات کا منبع تھی۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باصفات اوصاف خَلقی، وخُلقی دونوں سے مزین وآراستہ تھی۔سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسے قادرالکلام، جہاں دیدہ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تڑپ کر بے ساختہ کہا:

وأحسن منك لم ترقط عيني
وأجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرءا من كل عيب
كأنك قد خلقت كما تشاء

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین میری نگاہ نے کبھی دیکھا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب صورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، گویا ایسے پیدا کیے گئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود چاہتے تھے۔''

(2)......مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جمال خلقی اور کمال خلق سے متصف تھے جو حیطۂ بیان سے باہر ہے۔اس جمال وکمال کا اثر یہ تھا کہ دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور قدر ومنزلت کے جذبات سے خود بخود دلبریز ہوجاتے تھے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور اجلال وتکریم میں لوگوں نے ایسی ایسی فداکاری و جاں نثاری کا ثبوت دیا جس کی نظیر دنیا کی کسی اور شخصیت کے سلسلے میں پیش نہیں کی جاسکتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور ہم نشین وارفتگی کی حد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔انہیں گوارا نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراش تک آجائے خواہ اس کے لیے ان کی گردنیں ہی کیوں نہ کاٹ دی جائیں۔اس طرح کی محبت کی وجہ یہی

تھی کہ عادۃً جن کمالات پر جان چھڑکی جاتی ہے، ان کمالات سے جس قدر حصہ وافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا کسی اور انسان کو نہ ملا۔ ذیل میں ہم عاجزی و بے مائیگی کے اعتراف کے ساتھ ان روایات کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں، جن کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و کمال سے ہے۔

(3) حلیہ مبارک:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تڑنگے تھے نہ ناٹے کھوٹے، لوگوں کے حساب سے درمیانہ قد کے تھے۔ بال نہ زیادہ گھنگھریالے تھے نہ بالکل کھڑے کھڑے بلکہ دونوں کے بیچ بیچ کی کیفیت تھی۔ رخسار نہ زیادہ پرگوشت تھا، نہ ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست، چہرہ کسی قدر گولائی لیے ہوئے تھے، رنگ گورا گلابی، آنکھیں سرخی مائل، پلکیں لمبی، جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینے پر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، بقیہ جسم بال سے خالی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں پرگوشت، چلتے تو قدرے جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے اور یوں چلتے گویا کسی ڈھلوان پر چل رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے، دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء کے خاتم تھے۔ سب سے زیادہ سخی دست اور سب سے بڑھ کر جرأت مند، سب سے زیادہ صادق اللہجہ اور سب سے بڑھ کر عہد و پیمان کے پابند وفا۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے شریف ساتھی۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا۔ جو جان پہچان کے ساتھ ملتا محبوب رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں دیکھا۔[1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بھاری بھاری تھیں، سینے پر بالوں کی لمبی لکیر تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قدرے جھک کے چلتے گویا کسی ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔[2]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہانہ کشادہ تھا، آنکھیں ہلکی سرخی لیے ہوئے اور ایڑیاں باریک۔[3]

سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گورے رنگ پر مسرت چہرے اور میانہ قد و قامت کے تھے۔[4]

---

[1] سیرت ابن ھشام: 1/ 401، 402، ترمذی مع شرح تحفۃ الأحوذی: 4/ 303.

[2] ایضاً ترمذی مع شرح. [3] صحیح مسلم: 2/ 258.

[4] صحیح مسلم: 2/ 258.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں اور رنگ چمک دار، نہ خالص سفیدی نہ گندم گوں، وفات کے وقت تک سر اور چہرے کے بیس بال بھی سفید نہ ہوئے تھے۔ ❶
صرف کنپٹی کے بالوں میں کچھ سفیدی تھی اور چند بال سر کے سفید تھے۔ ❷

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ کے نیچے عنفقہ (ڈاڑھی بچہ) میں سفیدی دیکھی۔ ❸

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر درمیانی تھا۔ دونوں کندھوں کے درمیان دوری تھی۔ بال دونوں کندھوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے دیکھا۔ کبھی کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوب صورت نہ دیکھی۔ ❹

پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے، اس لیے بال میں کنگھی کرتے تو مانگ نہ نکالتے، لیکن بعد میں مانگ نکالا کرتے تھے۔ ❺

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ خوب صورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے زیادہ بہتر تھے۔ ❻

ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا تھا، انہوں نے کہا: نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ گول تھا۔ ❼

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو لگتا کہ تم نے طلوع ہوتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے۔ ❽

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار چاندنی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

---

❶ صحیح بخاری: 1/ 502.
❷ صحیح بخاری: 1/ 502، صحیح مسلم: 2/ 259.
❸ صحیح بخاری: 1/ 501، 502.
❹ صحیح بخاری: 1/ 502.
❺ صحیح بخاری: 1/ 502.
❻ صحیح بخاری: 1/ 502، صحیح مسلم: 2/ 258.
❼ صحیح بخاری: 1/ 502، صحیح مسلم: 2/ 259.
❽ مسند دارمی بحوالہ مشکوٰۃ: 2/ 517.

سرخ جوڑا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور چاند کو دیکھتا، آخر (میں اس نتیجے پر پہنچا کہ) آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوب صورت ہیں۔ ❶

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو چہرہ دمک اٹھتا، گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ ❷

ایک بار آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے، پسینہ آیا تو چہرے کی دھاریاں چمک اٹھیں، یہ کیفیت دیکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر پڑھا:

وإذا نـــظــــرت الـــى أسـرة وجهـه

بــرقــت كبـرق الـعــارض الـمتهـلـل ❸

''جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھو تو وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہو۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھتے:

أمـيـن مـصـطـفىٰ بـالـخير يـدعـو

كـضــوء البــدر زايـلـــه الـظـلام ❹

''آپ ﷺ امین ہیں، چنیدہ اور برگزیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں، گویا ماہ کامل کی روشنی میں جس سے تاریکی آنکھ مچولی کھیل رہی ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زہیر کا یہ شعر پڑھتے جو ہرم بن سنان کے بارے میں کہا گیا تھا کہ

لـو كـنــت مــن شـئـى سـوى البشـر

كـنــت الـــمـضـى لـلـيـلـة الـبـدر

''اگر آپ ﷺ بشر کے سوا کسی اور چیز سے ہوتے تو آپ ﷺ ہی چودھویں کی رات کو روشن کرتے۔''

پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی تھے۔ ❺

جب آپ ﷺ غضب ناک ہوتے تو چہرہ سرخ ہو جاتا گویا دونوں رخساروں میں دانۂ انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ ❻

---

❶ شمائل ترمذی ص: 2، مشكوة: 2/ 517. ❷ صحيح بخاری: 1/ 502.
❸ رحمة اللعالمين: 2/ 172. ❹ خلاصة السير، ص: 20.
❺ خلاصة اليسر ص: 20. ❻ مشکوٰة: 1/ 22.

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی پنڈلیاں قدرے پتلی تھیں اور آپ ﷺ ہنستے تو صرف تبسم فرماتے (آنکھیں سرمگیں تھیں) تم دیکھتے تو کہتے کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ لگا رکھا ہے، حالانکہ سرمہ نہ لگا ہوتا۔ ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ کے آگے کے دونوں دانت الگ الگ تھے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان دانتوں کے درمیان سے نور جیسا نکلتا دکھائی دیتا۔ ❷

گردن گویا چاند کی صفائی لیے ہوئے گڑیا کی گردن تھی، پلکیں طویل، ڈاڑھی گھنی، پیشانی کشادہ، ابرو پیوستہ اور ایک دوسرے سے الگ، ناک اونچی، رخسار ہلکے، سینہ سے ناف تک چھڑی کی طرح دوڑا ہوا بال اور اس کے سوا شکم اور سینے پر کہیں بال نہیں۔ البتہ بازو اور مونڈھوں پر بال تھے۔ شکم اور سینہ برابر، سینہ مسطح اور کشادہ، کلائیاں بڑی بڑی، ہتھیلیاں کشادہ، قد کھڑا، تلوے خالی، اعضاء بڑے بڑے، جب چلتے تو جھٹکے کے ساتھ چلتے، قدرے جھکاؤ کے ساتھ آگے بڑھتے اور سہل رفتار سے چلتے۔ ❸

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حریر و دیباج نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔ ❹

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ ❺

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ...... جو بچے تھے...... کہتے ہیں: ''آپ ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی گویا آپ ﷺ نے اسے عطار کے عطردان سے نکالا ہے۔'' ❻

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ گویا موتی ہوتا تھا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ پسینہ ہی سب سے عمدہ خوشبو ہوا کرتی تھی۔ ❼

---

❶ جامع ترمذی مع شرح تحفة الأحوذی : 4/ 306 .

❷ جامع ترمذی ، مشکوٰة : 2/ 518 . ❸ خلاصة السیر ، ص : 19 ، 20 .

❹ صحیح بخاری : 1/ 503 ، صحیح مسلم : 2/ 257 .

❺ صحیح بخاری : 1/ 502 . ❻ صحیح مسلم : 2/ 256 .

❼ صحیح مسلم : 2/ 256 .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم یا پسینے کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔" [1]

یہاں سے گزر گیا ہے کوئی
بتائے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، جو کبوتر کے انڈے جیسی اور جسم مبارک ہی کے مشابہ تھے، یہ بائیں کندھے کی کری (نرم ہڈی) کے پاس تھی۔ اس پر مسوں کی طرح تلوں کا جمگھٹ تھا۔ [2]

بغیر طمع کے حصولِ زر

[32]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مَعْمَرٌ ، أَنَا الزُّهْرِیُّ ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَـزِیدَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّعْدِیِّ ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِی مِنْ أَعْـمَـالِ الـنَّـاسِ أَعْمَالًا ، فَإِذَا أُعْطِیتَ الْعِمَالَةَ لَمْ تَقْبَلْهَا؟ فَقَالَ: أَجَلْ . قَالَ: مَا تُرِیدُ إِلَى ذَلِكَ؟ قَـالَ: أَنَـا غَـنِـیٌّ ، لِـی أَفْـرَاسٌ ، وَلِـی أَعْبُدٌ ، وَأُرِیدُ أَنْ یَكُونَ عَمَلِی صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِینَ . قَالَ عُمَرُ: لَا تَفْعَلْ ، فَإِنِّی قَدْ كُنْتُ أَفْعَلُ مَا تَفْعَلُ ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَعْـطَـانِـی الْـعَـطَاءَ ، قُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ مِنِّی ، حَتَّى أَعْطَانِی مَرَّةً مَالًا ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَیْهِ مِنِّی ، فَقَالَ: ((خُذْهُ فَإِمَّا تَمَوَّلُهُ وَإِمَّا تَصَدَّقْ بِهِ ، وَمَا جَـاءَكَ مِـنْ هَـذَا الْـمَـالِ وَأَنْـتَ لَـهُ غَیْـرُ مُشْـرِفٍ ، وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ ، وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْـهُ نَفْسَكَ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 3/ 263، 264، صحیح مسلم : 7/ 304 (110، 111)، مسند احمد (الفتح الربانی) : 15/ 7، سنن الکبریٰ بیہقی : 7/ 15، 4/ 198،

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا مجھے بیان نہیں کیا گیا کہ تو (بہ طور گورنر) لوگوں کے کاموں میں سے کئی کام سرانجام دیتا ہے، پھر جب تجھے اجرت دی جاتی ہے تو اسے قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ اس سے تیرا کیا ارادہ ہے؟ کہا: میں مال دار ہوں، میرے

[1] مشکوٰۃ : 2/ 517 .

[2] صحیح مسلم : 2/ 259، 260، الرحیق المختوم، ص : 644-648 .

پاس گھوڑے اور کئی غلام ہیں اور میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میرا کام مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہ کر، بے شک میں بھی ایسے کرتا تھا، جس طرح تو کر رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے اجرت دی تو میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اسے دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے پکڑ، یا تو اسے اپنا مال بنا لے، یا صدقہ کر دے اور تیرے پاس اس مال میں سے جو بھی آئے اور تو اس کا طمع و لالچ رکھنے والا نہ ہو، نہ ہی مانگنے والا ہو تو اسے لے لو اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت لگانا۔''

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث کی سند میں چار صحابی رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کر رہے ہیں اور وہ ہیں: عبداللہ بن السعدی، حویطب، سائب بن یزید اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم۔

(2)...... سیدنا عبداللہ بن السعدی کی نسبت قبیلہ بنو سعد بن بکر کی طرف ہے جہاں پر انہیں دودھ پلایا گیا تھا اور یہ وہی قبیلہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے رضاعت کی تھی۔ یہ قدیم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور وفد کی شکل میں قبیلہ بنو سعد بن بکر کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، پھر ملک شام چلے گئے۔ ان سے سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اور کبار تابعین کی جماعتوں نے روایت لی ہے۔ [1]

(3)...... اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بغیر مانگے اور بغیر لالچ وحرص کے آدمی کو مال ملے تو اسے لے سکتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ایسا مال لینا مستحب ہے بشرطیکہ حکمران کا عطیہ نہ ہو۔

(4) سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

"فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ .)) [2]

''اس وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی سے بھی سوال نہ کرتے اور نہ ہی جو چیز بھی انہیں دی جاتی اسے رد کرتے۔''

ملاقات اور اہتمام ملاقات

[33]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ ، قَالَ: كَانَ أَبِي ، جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ بِدِمِشْقَ ، وَكَانَ بِدِمِشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا

[1] شرح صحیح مسلم : 1/ 355 .

[2] صحیح مسلم : 1/ 334 .

يُـجَـالِـسُ النَّاسَ ، إِنَّمَا هُوَ فِي صَلَاةٍ ، فَإِذَا انْصَرَفَ فَإِنَّمَا هُوَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ حَتَّى يَـأْتِـيَ أَهْـلَـهُ ، فَـمَرَّ بِنَا يَوْمًا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَسَلَّمَ ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَـنْـفَـعُـنَا وَلَا تَضُرُّكَ؟ فَقَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّـكُـمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ ، فَـأَصْـلِحُوا لِبَاسَكُمْ وَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا شَامَةً فِي النَّاسِ ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ)).

تخريج الحديث مستدرك حاكم: 2/ 91، 4/ 183، سنن أبی داؤد: 11/ 146 (4089)، مسند احمد: 4/ 180، الزهد، ابن مبارك: 292۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث قیس بن بشر تغلبی نے کہا کہ میرا باپ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا دمشق میں ہم نشین تھا اور دمشق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی تھا، جسے ابن حنظلیہ رحمہ اللہ کہا جاتا تھا، وہ تنہائی پسند تھے اور کم ہی لوگوں کے ساتھ مجلس اختیار کیا کرتے تھے، وہ صرف نماز میں ہوتے، جب نماز سے پھرتے تو (ان کا کام) بس سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا ہوتا، یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کے پاس آجاتے، ایک دن وہ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے سلام کیا تو ان سے ابودردا رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں کوئی بات بتائیں جو ہمیں فائدہ دے اور آپ رضی اللہ عنہ کو نقصان نہ دے۔ کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تم اپنے بھائیوں پر آنے والے ہو، سو تم اپنے لباس درست رکھو اور اپنی سواریاں درست رکھو، یہاں تک کہ ایسے ہو جاؤ جیسے لوگوں میں بہت نمایاں ہو، بے شک اللہ بے حیائی کو اور بہ تکلف فحاشی کو پسند نہیں کرتا۔''

شرح الحديث (1) اس حدیث میں لوگوں سے ملاقات کے وقت بالخصوص خوب صورت لباس زیب تن کرنے، سواری کو سنوارنے اور عمدہ ہیئت و حالت اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس بارے تغافل برتنے کو فحاشی اور بے حیائی سے تعبیر کیا ہے۔

زلف برہم کے نہیں قائل ہم
اہتمام آخر اہتمام ہوتا ہے

(2)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود خاص مواقع پر عمدہ لباس وغیرہ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اس عادت مبارکہ سے خوب واقف تھے، چنانچہ صحیح بخاری ''باب التجمل للوفود'' ''وفود کے لیے آراستہ ہونے کا بیان'' میں امام بخاری ذیل کی حدیث لائے ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں برائے فروخت ریشم کا ایک جوڑا پایا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جوڑا خرید لیں، عید اور وفد کے لیے اس کے ساتھ آراستہ ہوا کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہ اس کا لباس ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' یا ''یہ وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' پھر وہ ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ریشم کا ایک جبہ بھیجا تو وہ اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''بے شک یہ اس کا لباس ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' یا ''یہ وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف بھیج دیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو بیچ دو یا اس کے ساتھ اپنی بعض ضرورت پوری کرلو۔'' [1]

اویس قرنی رحمہ اللہ کی شان وعظمت

[34]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا الْجُرَيْرِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِی نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ بِالْكُوفَةِ إِلَى مُحَدِّثٍ لَنَا، فَإِذَا تَفَرَّقَ النَّاسُ بَقِیَ رِجَالٌ، مِنْهُمْ رَجُلٌ لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَتَكَلَّمُ كَلَامَهُ، فَأَحْبَبْتُهُ، وَوَقَعَ مِنْهُ فِی قَلْبِی، فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ فَقَدْتُهُ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِی: ذَاكَ الرَّجُلُ كَذَا وَكَذَا، الَّذِی كَانَ يُجَالِسُنَا، هَلْ يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ؟ قَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، ذَاكَ أُوَيْسٌ الْقَرَنِیُّ. فَقُلْتُ: هَلْ تَهْدِينِی إِلَى مَنْزِلِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى صِرْتُ عَلَيْهِ كَحَرْبَةٍ، قَالَ: فَخَرَجَ. فَقُلْتُ: أَیْ أَخِی؟ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِينَا؟ قَالَ: الْعُرْیُ، لَمْ يَكُنْ لِی شَیْءٌ آتِيكُمْ فِيهِ، وَعَلَیَّ بُرْدٌ. فَقُلْتُ لَهُ: الْبَسْ هَذَا الْبُرْدَ. قَالَ: لَا تَفْعَلْ، فَإِنِّی إِنْ لَبِسْتُ هَذَا الْبُرْدَ آذَوْنِی، فَلَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى أَلْبَسَهُ. قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: مَنْ خَادَعَ عَنْ بُرْدِهِ هَذَا؟ قَالَ: فَجَاءَ فَوَضَعَهُ يَكْتَسِی، قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ، فَقُلْتُ: مَا تُرِيدُونَ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، قَدْ آذَيْتُمُوهُ، الرَّجُلُ يَلْبَسُ مَرَّةً وَيَعْرَى مَرَّةً أُخْرَى؟ قَالَ: فَأَخَذْتُهُمْ بِلِسَانِی أَخْذًا شَدِيدًا، قَالَ: وَتَمَرَّدَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ هُوَ الَّذِی يَسْخَرُ بِهِ، فَوَفَدَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى عُمَرَ، وَوَفَدَ ذَاكَ الرَّجُلُ فِيهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ: هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ

[1] صحیح بخاری: 3054.

أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ)) ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا هَاهُنَا ، فَقُلْتُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا أُوَيْسٌ . قُلْتُ: مَنْ تَرَكْتَ بِالْيَمَنِ؟ قَالَ: أُمٌّ لِي . قُلْتُ: كَانَ بِكَ بَيَاضٌ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْكَ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ . قُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي . قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، مِثْلِي يَسْتَغْفِرُ لِمِثْلِكَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: أَنْتَ أَخِي ، لَا تُفَارِقْنِي . قَالَ: فَانْمَلَسَ مِنِّي ، فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَيْكُمُ الْكُوفَةَ ، قَالَ: جَعَلَ الرَّجُلُ يُحَقِّرُهُ عَمَّا يَقُولُ فِيهِ عُمَرُ ، فَقُلْتُ: تَقُولُ مَا ذَلِكَ فِينَا ، وَلَا نَعْرِفُ هَذَا؟ قَالَ عُمَرُ: بَلَى ، إِنَّهُ رَجُلٌ كَذَا ، فَجَعَلَ يَضَعُ مِنْ أَمْرِهِ ، أَيْ يُضْعِفُ مِنْ أَمْرِهِ؟ فَقَالَ: ذَلِكَ الرَّجُلُ عِنْدَنَا نَسْخَرُ بِهِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ ، قَالَ: هُوَ هُوَ ، أَدْرِكْ وَلَا أُرَاكَ تُدْرِكُ ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ ، فَقَالَ أُوَيْسٌ: مَا كَانَتْ هَذِهِ عَادَتُكَ فَمَا بَدَا لَكَ؟ قَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ ، لَقِيَنِي عُمَرُ ، قَالَ كَذَا وَكَذَا فَاسْتَغْفِرْ لِي . قَالَ: لَا أَسْتَغْفِرُ لَكَ حَتَّى تَجْعَلَ عَلَيْكَ أَلَّا تَسْخَرَ بِي ، وَلَا تَذْكُرَ مَا سَمِعْتَ مِنْ عُمَرَ إِلَى أَحَدٍ . قَالَ: لَكَ ذَلِكَ . قَالَ: فَاسْتَغْفَرَ لَهُ . قَالَ أُسَيْرٌ: فَمَا لَبِثْنَا حَتَّى فَشَا حَدِيثُهُ بِالْكُوفَةِ . قَالَ: فَأَتَيْتُهُ ، فَقُلْتُ: يَا أَخِي ، أَلَا أُرَاكَ أَنْتَ الْعَجَبُ ، وَكُنَّا لَا نَشْعُرُ . قَالَ: مَا كَانَ فِي هَذَا مَا لِتَبْلُغَ فِيهِ إِلَى النَّاسِ ، وَمَا يُجْزَى كُلُّ عَبْدٍ إِلَّا بِعَمَلِهِ . قَالَ: فَلَمَّا فَشَا الْحَدِيثُ هَرَبَ فَذَهَبَ .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 59، حلية الأولياء، ابو نعيم : 2/ 89، الزهد، ابن مبارك : 293، صحيح مسلم : 223-225، طبقات ابن سعد : 6/ 164 .

ترجمة الحدیث اسیر بن جابر نے کہا کہ ہم کوفے میں اپنے ایک محدث کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ جب لوگ بکھر جاتے تو کچھ آدمی باقی رہ جاتے، ان میں ایک ایسا آدمی تھا جو کسی کی نہ سنتا، بس اپنی بات کرتا، سو میں نے اسے پسند کیا اور اس کی محبت میرے دل میں پیوست ہوگئی۔ میں ایسے ہی تھا کہ اچانک اسے گم پایا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ اس اس طرح کہ ایک آدمی تھا، جو ہمارے ساتھ بیٹھا کرتا تھا، کیا تم میں سے کوئی اسے پہچانتا ہے؟ کہا کہ ہاں، وہ اویس قرنی ہے، میں نے کہا: کیا اس کے گھر کا پتہ بتا سکتے ہو؟ کہا ہاں۔ میں اس

کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس کے حجرے پر جا کر دستک دی۔ کہا کہ وہ نکلا تو میں نے کہا: اے بھائی! تجھے ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ اس نے کہا کہ عریانی نے، میرے پاس کوئی چیز (لباس) نہیں ہے، جس میں تمہارے پاس آؤں، میرے پاس ایک چادر ہے، میں نے کہا کہ یہ چادر ہی پہن لو۔ اس نے کہا کہ ایسا نہ کر، بے شک اگر میں نے یہ چادر پہن لی تو وہ مجھے اذیت دیں گے۔ پس میں ہمیشہ اس کے ساتھ (اصرار کرتا) رہا یہاں تک کہ اس نے وہی پہن لی۔ کہا کہ وہ ان پر نکلا تو انہوں نے کہا: اس نے اپنی اس چادر کے ساتھ کسی کو دھوکہ دیا؟ کہا کہ وہ آیا تو اسے اتار دیا۔ کہا میں ان کے پاس آیا اور کہا: تم اس آدمی کی طرف کس چیز کا ارادہ رکھتے ہو، یقیناً تم نے اسے تکلیف دی ہے، وہ ایک مرتبہ کپڑا پہنتا ہے اور دوسری مرتبہ اتارتا ہے؟ کہا کہ میں نے انہیں اپنی زبان کے ساتھ سختی سے پکڑا۔ کہا کہ وہاں اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی تھا وہی اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ اہل کوفہ کا وفد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ آدمی بھی ان کے ساتھ وفد میں آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی اہل قرن میں سے ہے؟ تو یہی آدمی آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بات یہ ہے کہ تمہارے پاس یمن والوں کا ایک آدمی آئے گا جسے اویس قرنی کہا جائے گا، وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑ کر آئے گا، اس کو پھلبہری ہوگی، اللہ سے دعا کرے گا، تو اللہ اس کو ختم کر دے گا، سوائے ایک دینار یا درہم کی جگہ کے، تم میں سے جو بھی اسے ملے تو اس سے درخواست کرے کہ وہ اس کے لیے استغفار کرے۔'' (عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ وہ ہمارے پاس یہاں آیا تھا، میں نے کہا کہ تو کون ہے؟ کہا: اویس، میں نے کہا: یمن میں کسے چھوڑ کر آئے ہو؟ کہا: اپنی ماں کو۔ میں نے کہا: کیا تجھے پھلبہری تھی، تم نے اللہ سے دعا کی تو اس نے تجھ سے ختم کر دی، سوائے ایک دینار کی جگہ، یا ایک درہم کی جگہ کی مثل کے؟ کہا: ہاں۔ میں نے کہا: میرے لیے استغفار کرو، اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا میرے جیسا آپ جیسے کے لیے استغفار کرے؟ کہا: میں نے کہا کہ تو میرا بھائی ہے، تم مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے، کہا کہ وہ میرے پاس سے جلدی چلتے ہوئے چلا گیا، مجھے خبر دی گئی کہ وہ تمہارے پاس کوفے میں آیا ہے۔ کہا کہ وہ آدمی شروع ہوا اور جو کچھ اس کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اسے اس سے کم تر سمجھنے لگا اور کہنے لگا: وہ شخص ہم میں سے نہیں اور نہ ہی ہم اسے پہچانتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں، بے شک وہ اس اس طرح کا آدمی ہے، وہ اس کے اوصاف بیان کرنے لگے، اس نے کہا کہ وہ آدمی ہمارے پاس ہے، اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، اسے اویس کہتے ہیں۔ کہا کہ وہ وہی ہے، اس نے پالیا اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اسے پاسکو گے۔ کہا: وہ آدمی آیا تو اپنے گھر جانے سے پہلے اس کے پاس آیا۔

اویس نے کہا کہ یہ تیری عادت نہیں ہے، تیرے لیے کیا ظاہر ہوا؟ اس نے کہا کہ تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں! مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے تھے اور یہ یہ باتیں کی ہیں، تم میرے لیے استغفار کرو، کہا کہ میں تیرے لیے قطعاً استغفار نہ کروں گا، حتی کہ اپنے اوپر فرض کر لو، کہ تم میرا مذاق نہیں اڑاؤ گے، اور جو کچھ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کسی کے آگے ذکر بھی نہیں کرو گے۔ کہا کہ آپ سے یہ وعدہ رہا۔ کہا کہ اس نے اس کے لیے استغفار کیا۔ اسیر نے کہا کہ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کا قصہ کوفے میں پھیل گیا۔ کہا: میں اس کے پاس رہا اور کہا: اے میرے بھائی! میں نہیں سمجھتا کہ تم عجب میں مبتلا ہو اور ہم قطعاً اس کا خیال بھی نہیں رکھتے تھے۔ کہا کہ اس میں ایسا کچھ نہیں ہے کہ جسے میں لوگوں میں پہنچاتا پھروں، ہر بندے کو اس کے عمل کی جزا ہی ملتی ہے۔ کہا جب بات پھیل گئی تو وہ بھاگا اور چلا گیا۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں اویس قرنی رحمہ اللہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(2)...... ان کی کنیت ابوعمرو اور نام اویس بن عامر ہے۔ ❶

(3)...... قرنی، قرن کی طرف منسوب ہے، جو کہ مراد کا بطن ہے۔ قرن کا پورا نام قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد ہے۔

(4)...... مراد، اس کا نام ہے، جابر بن مالک بن اود بن یشجب بن یعرب بن زید بن کہلان بن سبا۔

(5)...... جوہری کی ''الصحاح'' میں ہے کہ قرنی ''قرن المنازل'' کی طرف منسوب ہے جو کہ اہل نجد کے لیے احرام کے میقات میں سے ایک معروف پہاڑ ہے، لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ ❷

(6)...... اویس قرنی تابعین میں سے ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِینَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ أُوَیْسٌ......)) ❸

''بے شک تابعین میں سے سب سے زیادہ خیر والا ایک آدمی ہوگا، جس کا نام اویس ہے......''

شبہ:...... علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے اور اسلام لا چکے تھے، پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوئے۔ اس لیے تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔'' ❹

---

❶ صحیح مسلم: 6492. ❷ شرح صحیح مسلم: 2/ 311.

❸ صحیح مسلم: 6491.

❹ اردو صحیح مسلم از علامہ وحید الزماں، ص: 194.

ازالہ:...... لیکن مذکورہ بالا حدیث میں اویس قرنی رحمہ اللہ کو تابعی قرار دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان نہیں ہوئے، اگر ہوئے ہوتے تو ان کی مخضرم کہا جاتا نہ کہ تابعی۔

(7)...... کہا جاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو تابعین میں سب سے افضل قرار دیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ میں افضل تھے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر و بھلائی میں بلکہ وہ اویس قرنی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لفظ میں ظاہر معجزہ ہے۔ [1]

(8)...... اس حدیث سے پتہ چلا کہ نیک لوگوں سے دعا کرانی چاہیے، اگرچہ طالب افضل ہی ہو۔

(9)...... اویس قرنی کی سادہ لوحی اور عدم شہرت کے باعث ایک شخص ان کو حقیر سمجھتا اور مذاق اڑاتا، اہل اللہ ایسے ہی گم نام ہوتے ہیں اور اپنے اور اپنے رب تعالیٰ کے درمیان کا راز فاش نہیں کرتے۔

(10)...... اویس قرنی رحمہ اللہ کے قصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کی صداقت کی شکل میں کئی معجزے ہیں۔ (تلك عشرة كاملة)

رحمت الٰہی کی وسعت

[35]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ ، وَالْإِنْسِ ، وَالْبَهَائِمِ ، وَالْهَوَامِّ ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ وبِهَا يَتَرَاحَمُونَ ، وبِهَا تَعْطِفُ الْوُحُوشُ عَلَى أَوْلَادِهَا ، وأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 312، 367، صحيح بخاری : 10/ 334، سنن ابن ماجه : 4293، مسند دارمی : 2/ 229، مسند احمد (الفتح الربانی) : 19/ 345، تاريخ بغداد : 8/ 324، مستدرك حاكم : 1/ 56، 4/ 348.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت جنوں، انسانوں، چوپاؤں اور حشرات میں نازل کی ہے، سو اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے اور مہربانی کرتے ہیں اور اسی کے سبب جنگلی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے

[1] شرح صحيح مسلم : 2/ 311.

ہیں اور دوسری ننانوے رحمتیں، وہ قیامت والے دن، ان کے ساتھ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔''

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کی گئی ہے۔

(2)......اہل ایمان کے لیے اس میں عظیم خوش خبری ہے، اس لیے کہ قیامت والے دن صرف وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (الأعراف : 56)

''یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں سے بہت قریب ہے۔''

فتویٰ بازی میں احتیاط

[36]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ ، فَنَادَانِی شَيْخٌ ، فَقَالَ: يَا يَمَانِیُّ ، يَا يَمَانِیُّ ، تَعَالَ . وَمَا أَعْرِفُهُ فَقَالَ: لَا تَقُولَنَّ لِرَجُلٍ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَبَدًا ، وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ أَبَدًا . قُلْتُ: وَمَنْ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ الْكَلِمَةَ يَقُولُهَا أَحَدُنَا لِبَعْضِ أَهْلِهِ إِذَا غَضِبَ ، أَوْ لِزَوْجَتِهِ ، أَوْ لِخَادِمِهِ . قَالَ: فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِی بَنِی إِسْرَائِيلَ مُتَحَابَّيْنِ ، أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِی الْعِبَادَةِ ، وَالْآخَرُ كَأَنَّهُ يَقُولُ: مُذْنِبٌ . فَجَعَلَ يَقُولُ: أَقْصِرْ ، أَقْصِرْ عَمَّا أَنْتَ عَلَيْهِ . قَالَ: فَيَقُولُ: خَلِّنِی وَرَبِّی حَتَّى وَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَهُ ، قَالَ: أَقْصِرْ . قَالَ: خَلِّنِی وَرَبِّی ، أَبُعِثْتَ عَلَیَّ رَقِيبًا؟ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَبَدًا ، أَوْ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَبَدًا . قَالَ: فَبَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِمَا مَلَكًا ، فَقَبَضَ رُوحَيْهِمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهُ ، فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِی ، وَقَالَ لِلْآخَرِ: أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَحْظُرَ عَلَى عَبْدِی رَحْمَتِی؟ قَالَ: لَا يَا رَبِّ . قَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ)) . قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ ، لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 314، مسند احمد (الفتح الربانی) : 19/ 347، سنن ابو داؤد : 4901۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ضمضم بن حوس نے کہا کہ میں مدینہ کی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے ایک بزرگ نے آواز

دی اور کہا: اے یمامی! اے یمامی! آؤ اور میں اسے پہچانتا نہ تھا۔ اس نے کہا: کسی آدمی کو قطعاً یہ نہ کہنا: اللہ تمہیں کبھی نہیں بخشے گا اور نہ ہی جنت میں داخل کرے گا، میں نے کہا کہ آپ کون ہیں، اللہ آپ پر رحمت کرے؟ تو انہوں نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، میں نے کہا کہ یہ الفاظ ہمارا کوئی ایک جب غصے میں ہوتا ہے تو اپنے بعض گھر والوں سے یا بیوی یا خادم سے کہہ دیتا ہے۔ کہا کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے جو باہم محبت کرتے تھے، ان میں سے ایک عبادت میں محنت کرتا اور دوسرا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ گناہ گار تھا۔ تو وہ کہنے گا: جس حالت پر تم ہو اس سے باز آجاؤ، رک جاؤ، کہا کہ وہ کہتا: مجھے چھوڑ دو، اور میرے رب کو، یہاں تک کہ اس نے ایک دن اسے کسی گناہ میں ملوث پایا، تو اسے برا جانا اور کہا: رک جاؤ۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے اور میرے رب کو، کیا تم مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجے گئے ہو؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی نہیں بخشے گا اور تجھے کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف ایک فرشتہ بھیجا، اس نے دونوں کی روحیں قبض کیں، پس وہ دونوں اللہ کے پاس اکٹھے ہوئے تو (اللہ نے) گناہ گار سے فرمایا: میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوجا اور دوسرے سے فرمایا: کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ میرے بندے سے میری رحمت کو روک لے؟ اس نے کہا: نہیں، اے رب! فرمایا: اس کو آگ کی طرف لے جاؤ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً اس نے ایسا کلمہ کہا کہ جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ و برباد کر کے رکھ دی۔

شرح الحدیث (1)...... اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت کا سمندر ناپیدہ کنار ہے، اس کی رحمت غضب پر غالب ہے، وہ وسیع رحمت والا ہے، انسان کو ایسا کلمہ نہیں کہنا چاہیے جو تنگ نظری اور کم ظرفی پر مبنی ہو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ایک بدوی نے جو کہ نماز میں تھا، کہا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کرنا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اس بدوی سے فرمایا: ''یقیناً تو نے بہت وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔''[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اللہ کی رحمت تھی۔

(2)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست رہو، قریب رہو اور خوش خبری لو، بے شک بات یہ ہے کہ کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، انہوں نے کہا کہ اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اے اللہ کے رسول؟

---

[1] صحیح بخاری: 6010.

آپ ﷺ نے فرمایا: اور مجھے بھی نہیں، الا یہ کہ اللہ مجھے اپنی بخشش اور رحمت کے ساتھ ڈھانپ لے۔ [1]

وضو کی فضیلت

[37]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی مَعْشَرٍ الْمَدَنِیُّ ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ کَعْبٍ الْقُرَظِیُّ ، حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَارَةَ مَوْلَی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَی عُثْمَانَ ، قَالَ: مَرَّتْ عَلَی عُثْمَانَ فَخَّارَةٌ مِنْ مَاءٍ فَدَعَا بِهِ فَتَوَضَّأَ ، فَأَسْبَغَ وُضُوءَهُ ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا مَا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَا تَوَضَّأَ عَبْدٌ فَأَسْبَغَ وُضُوءَهُ ، ثُمَّ قَامَ إِلَی الصَّلَاةِ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَی)) ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: وَكُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ الْحَدِيثَ مِنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ الْتَمَسْتُهُ فِی الْقُرْآنِ فَالْتَمَسْتُ هَذَا فَوَجَدْتُهُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ﴾ [الْفَتْح: 2] ، فَعَلِمْتُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ تَتِمَّ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ حَتَّی غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ ، ثُمَّ قَرَأْتُ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ﴾ [الْمَائِدَة: 6] حَتَّی بَلَغَ: ﴿وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ﴾ [الْمَائِدَة: 6] فَعَرَفْتُ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُتِمَّ عَلَيْهِمُ النِّعْمَةَ حَتَّی غَفَرَ لَهُمْ .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 316، مسند الطيالسی ، ساعاتی : 3/ 111، 112 (5، 6)، مسند احمد (الفتح الربانی) : 2/ 201، مجمع الزوائد، هيثمی : 1/ 229، صحيح ابن حبان : 2/ 269 .

ترجمة الحدیث حمران جو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک پانی کا کوزہ گزرا، آپ رضی اللہ عنہ نے وہ منگوایا، وضو کیا اور اپنا خوب مکمل وضو کیا، پھر کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے محض ایک، دو یا تین مرتبہ ہی سنا ہوتا تو تمہیں یہ قطعاً بیان نہ کرتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بے شمار مرتبہ) فرماتے ہوئے سنا: ''جس بندے نے بھی وضو کیا، پس اپنا وضو خوب پورا کیا، پھر نماز کی طرف کھڑا ہوا، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جو اس کے اور دوسری نماز کے درمیان ہیں، ضرور بخشش دے گا۔'' کعب بن محمد

---

[1] صحيح بخاری: 6467، صحيح مسلم : 2816 .

نے کہا کہ میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے حدیث سنتا تو اسے قرآن میں تلاش کرتا، سو میں نے اسے تلاش کیا تو پا لیا۔ ﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ ﴾ (الفتح : 1، 2) ''بے شک ہم نے تجھے فتح دی، ایک کھلی فتح، تاکہ اللہ تیرے لیے بخش دے تیرا کوئی گناہ جو پہلے ہوا اور جو پیچھے ہوا اور اپنی نعمت مجھ پر پوری کر دی۔'' تو میں نے جان لیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت پوری نہیں کی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ بخش دیا، پھر میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ ﴾ (المائدہ : 6) ''جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو۔'' یہاں تک کہ پہنچ گیا۔ ﴿ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ ﴾ (المائدہ : 6) ''اور لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تاکہ وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے۔'' تو میں نے پہچان لیا کہ بے شک اللہ نے ان پر اپنی نعمت پوری نہیں، یہاں تک کہ ان کو بخش دیا۔

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے کی ترغیب اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔ وضو سے ہی بخشش کا پروانہ دے دیا گیا اور نماز ابھی پڑھنی ہے، اس کی افادیت سونے پر سہاگہ ہے۔

(2)......اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ وضو نہ صرف یہ کہ شرط عبادت ہے، بلکہ بذات خود بھی عبادت ہے، جس کا مستقل اور مخصوص اجر وثواب ہے۔

(3)......حمران کا حدیث سن کر، اس کا مضمون قرآن میں تلاش کرنا اور اسے پا لینا، ان کی کمال درجے کی فقاہت، قرآن فہمی اور دین پسندی کی دلیل ہے، آج کے منکرین حدیث کو اس سے سبق لینا چاہیے، جو حدیث کو قرآن کے معارض بتاتے ہیں۔ هداهم الله تعالیٰ .

نماز کی فضیلت

[38]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الصَّلَوَاتُ كَفَّارَاتُ لِلْخَطَايَا ، الصَّلَوَاتُ كَفَّارَاتُ للخَطَايَا ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ [هود: 114].

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 317، صحيح بخاری : 526 بمعناه .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نمازیں گناہوں کا

کفارہ ہیں، نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں اور اگر چاہو تو پڑھ لو: ﴿ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ (ھود: 114) ''بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔''

شرح الحدیث (1)......نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ ﴾ (العنکبوت: 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کام سے روکتی ہے۔''

پھر اگر گناہ سرزد ہو جائے تو نماز کفارہ بن جاتی ہے۔

(2)......نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، نہ کہ کبیرہ، جیسا کہ حدیث میں ہے: ((مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً)) [1] ''جب تک کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

کبیرہ گناہ سچی توبہ سے اور اگر حقوق العباد سے متعلق ہو تو اس سے معافی تلافی سے معاف ہوتے ہیں۔

(3)......نماز کے یہ فوائد اس شخص کے حصے میں آتے ہیں جو نماز کو اس کے آداب کے ساتھ ادا کرتا ہے، یعنی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور خشوع خضوع کے ساتھ، ''ٹھونگوں والی'' اور ''تو چل میں آیا'' کے انداز میں پڑھی جانے والی نماز، نماز ہی نہیں، جیسا کہ بقول علامہ اقبال:

تیرا دل تو ہے صنم آشنا
تجھے کیا ملے گا نماز میں

نیز بقول شاعر دیگر:

جب تک نہ ہو میرا خشوع تیری نماز کا امام
تیرا سجود بھی حجاب، تیرا قیام بھی حجاب

اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھیں

[39]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ ، قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي فَلْيَظُنَّ بِي مَا شَاءَ)).

[1] صحیح مسلم: 228.

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 318، مسند دارمی: 2/ 214، مسند احمد: 16016، مستدرك حاكم: 4/ 420، صحيح ابن حبان، (الموارد): 184، حلية الأولياء، ابو نعيم :9/ 306۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے میرے متعلق گمان کے پاس ہوں، پس وہ میرے بارے میں جو چاہے گمان کرلے۔''

شرح الحدیث (1)...... یہ حدیث قدسی ہے۔ اس میں رجا اور معافی کی اچھی امید اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے کی ترغیب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ جب بھی بندہ اللہ سے بخشش مانگے تو وہ بخش دے گا، توبہ کرے گا تو وہ قبول کرے گا، دعا کرے گا تو وہ بھی جھولی بھر دے گا، اسے کافی سمجھے گا تو وہ کافی ہو جائے گا۔ (یعنی جیسی امید باری تعالیٰ سے قائم کرے گا وہ ویسا ہی سلوک کرے گا۔) [1]

(2)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا﴾

(المؤمن: 44، 45)

''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے، چنانچہ اللہ نے ان برائیوں سے بچالیا، جس کی تدبیریں (مخالفین نے) کی تھیں۔''

یہ نیک آدمی وہ ہے، جسے قرآن نے، آل فرعون میں سے ایک مومن، کہا ہے، اس نے فرعونیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کسی قسم کی کاروائی سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس مشورے پر اسے اپنی جان کا بھی خطرہ لاحق تھا، اسی لیے اس نے اپنی تقریر کے آخر میں یہ الفاظ کہے، جس میں اس نے اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دینے کا اعلان کر کے اللہ سے اچھی امید وابستہ کی۔ چنانچہ اللہ نے بھی اس کی امید کے مطابق اس کی مدد فرمائی اور فرعونیوں کے کید و مکر سے اسے بچالیا۔

روزِ جزا کا پہلا سوال

[40]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أنبأ إِسْمَاعِیلُ الْمَكِّیُّ يُحَدِّثُ عَنِ

[1] شرح صحيح مسلم: 2/ 341 (2675).

الْحَسَنِ ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، قَالَ: لَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ . فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا يَنْفَعُ مَنْ بَعْدَكَ؟ قُلْتُ: بَلَى . قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ ، يَقُولُ اللّٰهُ لِلْمَلَائِكَةِ: انْظُرُوا إِلَى صَلَاةِ عَبْدِي ، فَإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِحِلْمِهِ وفضلِ وُدِّهِ عَلَى عَبْدِهِ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ تَطَوُّعٌ ، فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أُكْمِلَتْ بِهِ)) . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى ذَلِكُمْ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 320، مستدرك حاكم: 1/ 262، سنن ابن ماجه: 1425، 1426۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث صعصعہ بن معاویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا، انہوں نے فرمایا: تو کس (علاقے) سے ہے؟ میں نے کہا: اہل عراق سے۔ کہا کہ میں تجھے کوئی حدیث نہ بیان کروں جو تیرے بعد والوں کو (بھی) فائدہ دے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک سب سے پہلے قیامت والے دن لوگوں سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اللہ فرشتوں سے فرمائے گا۔ میرے بندے کی نماز کی طرف دیکھو، اگر پوری ہوئی تو پوری لکھ دی جائے گی اور اگر ناقص ہوئی تو اللہ عزوجل اپنے حلم اور فضل سے فرمائے گا، اسے میرے بندے پر لوٹا دو، دیکھو کیا اس کے کوئی نفل ہیں؟ اگر اس کے کوئی نفل ہوئے تو ان کے ساتھ نماز مکمل کر دی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اعمال اسی (حساب سے) لیے جائیں گے۔''

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا اور حقوق العباد میں پہلا سوال خون ناحق کے بارے میں ہوگا۔

(2)......نفل نماز کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس کے ساتھ فرض نماز کی کمی پوری کر دی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے فرض عبادات کے ساتھ انہی کی ہم جنس نفل عبادات بھی مشروع فرمائی ہیں، تاکہ یہ اللہ کے قرب مزید اور فرض کی تکمیل کا موجب بن سکیں، باقی عبادات کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔

معجزۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

[41]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ، حَدَّثَنِي الْمُطَّلِبُ بْنُ

حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ ، فَأَصَابَ النَّاسَ مَخْمَصَةٌ ، فَاسْتَأْذَنَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نَحْرِ بَعْضِ ظُهُورِهِمْ ، وَقَالُوا: أَيُبَلِّغُنَا بِهِ؟ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لنْ يَأْذَنَ لَهُمْ فِي نَحْرِ بَعْضِ ظُهُورِهِمْ ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَكَيْفَ بِنَا إِذَا نَحْنُ لَقِينَا الْقَوْمَ غَدًا جِيَاعًا أَرْجَالًا؟ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ تَدْعُوَ النَّاسَ بِبَقَايَا أَزْوَادِهِمْ فَتَجْمَعَهَا ، ثُمَّ تَدْعُو اللّٰهَ بِالْبَرَكَةِ فِيهَا ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُبَلِّغُنَا بِدَعْوَتِكَ ، أَوْ قَالَ: سَيُبَارِكُ لَنَا فِي دَعْوَتِكَ؟ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبَقَايَا أَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجِيئُونَ بِالْحَثْيَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَفَوْقَ ذَلِكَ ، فَكَانَ أَعْلَاهُمْ مَنْ جَاءَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ ، فَجَمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَامَ فَدَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَ ، ثُمَّ دَعَا الْجَيْشَ بِأَوْعِيَتِهِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحْتَثُوا ، فَمَا بَقِيَ فِي الْجَيْشِ وِعَاءٌ إِلَّا مَلَأَهُ وَبَقِيَ مِثْلُهُ ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ، فَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَبْدٌ يُؤْمِنُ بِهِمَا إِلَّا حُجِبَتْ عَنْهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) .

تخریج الحدیث صحیح ابن حبان : 1/ 259، (الموارد) ص : 31، الزھد، ابن مبارك : 321، 322، مسند احمد : 15449، مستدرك حاكم : 2/ 668۔ شیخ شعیب نے اسے "قوی الإسناد" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو عمرہ، انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں کو بھوک پہنچی، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بعض سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور کہا کہ یقیناً ان کے ذریعے ہمیں اللہ (منزل مقصود پر) پہنچا دے گا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دینے کا ارادہ کرلیا ہے، تو کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم قوم کو ننگے، بھوکے اور پا پیادہ ملیں گے تو ہماری کیا حالت ہوگی، لیکن اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ مناسب سمجھیں تو لوگوں کو ان کے باقی ماندہ زادراہ کے ساتھ بلائیں، اسے اکٹھا کریں، پھر اس میں برکت کی اللہ سے دعا کریں، بے شک اللہ ہمیں آپ ﷺ کی دعا کے سبب پہنچا دے گا، یا کہا: عنقریب ہمارے لیے آپ ﷺ کی دعا کے باعث برکت ڈالی جائے گی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو، ان کے باقی ماند زادراہ کے ساتھ بلا لیا، لوگ شروع ہوئے اور ایک چلو غلے کا اور اس سے اوپر لانے لگے، جو ان میں سب سے اونچا تھا وہ کھجور کا ایک صاع

(2100 گرام) لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جمع کیا، پھر کھڑے ہوئے اور جو اللہ نے چاہا کہ آپ ﷺ مانگیں آپ ﷺ نے دعا کی۔ پھر لشکر کو ان کے برتنوں سمیت بلایا اور انہیں حکم دیا کہ چلو بھر بھر کر ڈال کر (لے جائیں)؟ لشکر میں کوئی برتن نہ بچا مگر وہ بھر لیا گیا اور زادِ راہ ابھی پڑا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ جو مومن بندہ بھی اللہ کو ان دونوں (شہادتوں) کے ساتھ ملے گا تو یہ اس سے قیامت والے دن آگ کے آگے پردہ بن جائیں گی۔''

شرح الحدیث (1)...... یہ جنگ تبوک کا واقعہ ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ [1]

(2)......اس میں اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ جو شخص توحید پر فوت ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(3)...... نبی اکرم ﷺ کے عظیم معجزے کا بیان ہے۔

(4)......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کمال سمجھداری، معاملہ فہمی اور حسن تدبیر مترشح ہو رہی ہے۔

(5)...... وقتی مصلحت کی بجائے دائمی مصلحت کو اختیار کیا جائے اور عارضی فائدہ جس سے بعد میں بڑا نقصان ہوسکتا ہو، اس سے بچا جائے، اگر وہ اونٹ جو سواریوں کے لیے تھے، ایک ایک کر کے ذبح کر دیے جاتے تو وہ خطرات پیش آسکتے تھے جن کی طرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا تھا۔

(6)......اچھا مشورہ قبول کرنا چاہیے۔

(7)......اپنی رائے بصد آداب بڑوں کے سامنے پیش کی جائے اور ذہن میں جو فوائد و ثمرات موجزن ہیں انہیں بیان کیا جائے۔

توحید پر فوت ہونے والے کی فضیلت

[42]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ، أَوْ قَالَ بِالْقُدَيْدِ، جَعَلَ رِجَالٌ مِنَّا يَسْتَأْذِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ فَيَأْذَنُ لَهُمْ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ: خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: ((أَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُ عَبْدٌ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ، ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سَلَكَ بِهِ فِي

[1] صحيح مسلم : 27.

الْجَنَّةِ ، وَقَدْ وَعَدَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوَّءُوا أَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ ، وَقَالَ: إِذَا مَضَى نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثٌ مِنَ اللَّيْلِ يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ: لَا يَسْأَلُ عَنْ عِبَادِي غَيْرِي ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي أَغْفِرُ لَهُ ، مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي أَسْتَجِيبُ لَهُ ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي أُعْطِيهِ ، حَتَّى يَتَفَجَّرَ الصُّبْحُ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 322، صحيح ابن حبان: 1/ 253، مسند احمد: 4/ 16، حلية الأولياء، ابو نعيم: 6/ 286، مسند طيالسى (المنحة): 1/ 254۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے، یہاں تک کہ جب ہم الکدیر یا قدید مقام پر تھے، ہم میں سے کچھ لوگ اپنے گھر والوں کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اجازت مرحمت فرما دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا: ''بھلائی تلاش کرو، پھر فرمایا: میں اللہ کے پاس گواہی دیتا ہوں جو بندہ بھی فوت ہوتا ہے، وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اپنے صدق دل سے، پھر درست رہے تو وہ یقیناً اسے جنت میں داخل کرے گا اور یقیناً میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو جنت میں داخل کرے گا، ان کا کوئی حساب ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور بے شک میں قطعی امید کرتا ہوں کہ ان کے داخل ہونے سے قبل تم اور تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہیں، جنت میں گھروں کی جگہ بنا چکے ہوں گے اور فرمایا: جب آدھی رات یا رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: میرے علاوہ میرے بندوں سے سوال نہیں کیا جا سکتا، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگے تاکہ میں اسے بخش دوں؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کرلوں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تاکہ میں اسے دے دوں، حتی کہ فجر پھوٹ جاتی ہے۔''

شرح الحدیث (1)......اس حدیث کا مضمون بھی گزشتہ حدیث والا ہے کہ جو عقیدۂ توحید پر فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا۔

(2)...... بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جانے والوں کا ذکر ہے اور ان سے بھی پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنت میں جائیں گے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیویاں اور اولاد بھی اگر وہ صحابی ہیں ورنہ بہ شرط صالحیت یعنی اولاد و ازواج صحابہ رضی اللہ عنہم اگر ان میں سے کوئی شرف صحبت سے مستفید نہ ہو بلکہ ان کا زمانہ عہد رسالت کے بعد کا ہے کہ وہ صالح ہیں تو ان کو یہ درجہ ملے گا کہ بغیر حساب و عذاب جنت میں جانے والے خوش نصیب لوگوں سے بھی پہلے، وہ جنت میں گھر بنا چکے ہوں گے۔

(3)...... رات کے پچھلے پہر کی فضیلت کہ وہ قبولیت کا وقت ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اتر آتا ہے۔ نزول باری تعالیٰ ویسے ہی ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

[43]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، ثَنَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ، زَعَمَ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ، قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: كُنْتُ أُصَلِّي بِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَمَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ، فَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صُنِعَ لَهُ فَسَمِعَ بِهِ أَهْلُ الدَّارِ وَهُمْ يَدْعُونَ قِرَاهُمُ الدُّورَ، فَثَابُوا حَتَّى امْتَلَأَ الْبَيْتُ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا: ذَاكَ رَجُلٌ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُولُهُ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))، قَالَ: أَمَّا نَحْنُ فَنَرَى وَجْهَهُ وَحَدِيثَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْضًا: ((لَا تَقُولُهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ))، قَالَ مَحْمُودٌ: فَحَدَّثْتُ قَوْمًا مِنْهُمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي

غَـزْوَتِـهِ الَّتِـى تُـوُفِّىَ فِيهَا مَعَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَىَّ ، وَقَالَ: مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ: مَا قُلْتُ قَطُّ ، فَأَبْرَدَ ذٰلِكَ عَلَىَّ ، جَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَىَّ أَنْ سَلَّمَنِى حَتَّى أَنْفَتِلَ مِنْ غَزْوَتِى أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ فَوَجَدْتُهُ حَيًّا ، فَأَهْلَلْنَا مِنْ إِيلِيَاءَ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ، فَأَتَيْتُ بَنِى سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ كَبِيرٌ ، وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ وَهُوَ إِمَامُ قَوْمِهِ ، فَلَمَّا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ، فَحَدَّثَنِى بِهِ كَمَا حَدَّثَنِى بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلٰكِنْ لَا نَدْرِى أَكَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ مُوجِبَاتُ الْفَرَائِضِ فِى الْقُرْآنِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَوْجَبَ عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ الَّتِى ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَائِضَ فِى كِتَابِهِ ، فَنَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَكُونَ صَارَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 2/ 118، الزھد، ابن مبارک : 323، صحیح مسلم : 1496، سنن ابن ماجه : 754، مسند احمد : 4/ 44، صحیح ابن حبان : 1/ 261، طبقات ابن سعد : 3/ 55.

ترجمة الحدیث سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سمجھا اور وہ کلی سمجھی جو آپ ﷺ نے ان کے گھر کے ایک ڈول سے کی۔ کہا کہ میں نے سیدنا عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو جو کہ بنو سالم کے ایک فرد ہیں، فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور گویا ہوا: بے شک میری نظر جاتی رہی ہے اور سیلاب میرے اور میری قوم کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں، میری تمنا ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور میری گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں، میں اسے (گھر کی) مسجد بنا لوں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسا کروں گا، ان شاء اللہ۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ صبح جبکہ دھوپ تیز ہو گئی، تشریف لائے، ساتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اجازت طلب کی، میں نے اجازت دی آپ ﷺ بیٹھے نہیں، یہاں تک کہ فرمایا: تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا، جہاں میں پسند کرتا تھا کہ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنا لیں، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، ہم نے آپ ﷺ کو خزیر (قیمے اور آٹے سے تیار کردہ کھانے) کے لیے روک لیا، جو

تیار کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے بارے میں اہل محلّہ نے سن لیا اور وہ اپنی ضیافت کی محلوں میں منادی کرتے تھے، پس وہ جمع ہو گئے، یہاں تک کہ گھر کھچا کھچ بھر گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ مالک بن دخشن کہاں ہے؟ دوسرے آدمی نے کہا یہ تو ایک منافق آدمی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے یہ (الزام) نہ دو، وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، اس کے ساتھ اللہ عزوجل کے چہرے کا ہی ارادہ رکھتا ہے۔'' اس نے کہا کہ لیکن ہم تو اس کی توجہ اور گفتگو منافقین کی طرف ہی دیکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس کے متعلق یہ نہ کہو، وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے، اس کے ساتھ اللہ عزوجل کے چہرے کا ہی ارادہ رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی قیامت والے دن آئے گا اور وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوگا، وہ اس کے ذریعے اللہ عزوجل کا چہرہ تلاش کرتا ہوگا تو اللہ یقیناً اس پر آگ حرام کر دے گا۔'' محمود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں کو سنائی، جن میں ابوایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی بھی تھے، اس غزوے میں جس میں وہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوت ہوئے۔ انہوں نے مجھ پر اس کا انکار کیا اور کہا: میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے قطعاً یہ فرمایا ہے جو تو نے بیان کیا ہے۔ یہ بات مجھ پر گراں گزری، میں نے کہا کہ اللہ کے لیے مجھ پر نذر ہے کہ اگر اس نے مجھے غزوے سے بہ سلامت لوٹا دیا تو اس کے متعلق عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھوں گا، سو میں نے انہیں بہ قید حیات پا لیا، میں نے ایلیاء سے حج یا عمرے کا احرام باندھا، یہاں تک کہ مدینہ میں آ گیا بنو سالم میں آیا تو وہاں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، بہت بوڑھے ہو چکے تھے، نظر جا چکی تھی اور اپنی قوم کے امام تھے، جب انہوں نے اپنی نماز سے سلام پھیرا، تو میں آیا اور سلام کہا اور بتایا کہ میں کون ہوں تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، جس طرح کہ مجھے پہلی مرتبہ بیان کی تھی۔ زہری نے کہا کہ اور لیکن یہ معلوم نہیں کہ کیا یہ قرآن میں فرائض کے موجبات نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کلمے والوں پر جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ اپنی کتاب میں کئی فرائض واجب کیے ہیں، ہم ڈرتے ہیں کہ معاملہ ان کی طرف منتقل ہو گیا ہو، جو طاقت رکھتا ہے کہ دھوکے میں نہ پڑے، تو اسے دھوکے کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

شرح الحدیث اہل علم نے اس حدیث سے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے۔

(1)...... رسول اللہ ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا۔ نیز علماء فضلا اور بڑوں کا اپنے پیروکاروں کی زیارت و ملاقات کے لیے جانا۔

(2)...... کسی پیش آمدہ مصلحت کی خاطر مفضول (چھوٹا آدمی) فاضل (بڑے) کے سامنے استدعا کر سکتا ہے۔

(3)......اتفاقاً نفل نماز کی جماعت کروائی جاسکتی ہے، اس میں ندانہیں ہوگی۔

(4)......دن کے نوافل میں مسنون طریقہ رات کی طرح دو رکعت ہے۔

(5)......نمازیوں کی موجودگی میں گفتگو جائز ہے، جب تک کہ انہیں مشغول نہ کرے نیز نماز کو خلط ملط نہ کرے۔

(6)......مہمان، میزبان کی اجازت سے نماز پڑھا سکتا ہے۔

(7)......جن لوگوں پر فتنہ وفساد کی تہمت ہو، حکمران وغیرہ کے آگے اس کا ذکر کیا جا سکتا ہے، تاکہ اس سے بچا جا سکے۔

(8)......جس کا تذکرہ برائی کے ساتھ کیا جائے اور وہ اس تہمت سے بری ہو تو اس کا دفاع کیا جائے۔

(9)...... حدیث اور علوم شرعیہ کی کتابت جائز ہے، کیوں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ ''اس حدیث کو لکھو۔'' [1]

(10)......جس جگہ جو کام زیادہ اہمیت والا ہو اسے پہلے سرانجام دیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے نماز پڑھائی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کے گھر کھانا کھایا اور نماز بعد میں پڑھی، کیوں کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت تھی۔

(11)......حکمران اور عالم دعوت اور ملاقات وغیرہ کے لیے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر جا سکتا ہے۔

(12)...... جو آدمی یہ کہے کہ عنقریب میں ایسا کروں گا اسے چاہیے کہ ان شاء اللہ ساتھ کہے جیسا کہ آیت اور اس حدیث میں آیا ہے۔

(13)......عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔

(14)...... جب کسی کے گھر جائیں تو پہلے اجازت طلب کریں، اگرچہ صاحب خانہ نے ہی پہلے سے بلا رکھا ہو۔

(15)...... اہل محلّہ اور پڑوسیوں کو چاہیے کہ اگر ان کی ہمسائیگی میں کوئی نیک شخصیت تشریف لائی ہے تو اس کی زیارت عزت افزائی اور استفادے کے لیے حاضر ہوں۔

(16)...... گھر کے اندر نماز کے لیے جگہ مخصوص کرنے میں کوئی حرج نہیں، حدیث کے اندر جو اونٹ کی طرح جگہ خاص کرنے کی ممانعت آئی ہے، وہ مسجد میں ہے تاکہ ریاکاری وغیرہ سے بچا جا سکے۔

[1] صحیح مسلم : 149 .

(17)...... جو توحید پر فوت ہوا اور ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ [1]

(18)...... صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا محمود کے چہرے پر کلی کی تھی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بچوں سے پیار اور ان کے آباء کا اکرام، نیز لطیف مزاح تھا۔ بعض نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ محمود رضی اللہ عنہ اسے یاد کر لیں اور آگے نقل کر دیں، تاکہ انہیں نقل حدیث کی فضیلت حاصل ہو جائے اور یہ ان کی صحت حجت کی بھی دلیل بن جائے، اگرچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ممیّز تھے اور ان کی عمر پانچ سال تھی۔ دوسرے قول کے مطابق وہ چار سال کے تھے۔ واللہ اعلم [2]

(19)...... سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہ ملی اور انہوں نے جو عذر پیش کیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتبر نہیں سمجھے۔ ان کا معاملہ عتبان رضی اللہ عنہ سے مختلف تھا۔

(20) فتح قسطنطنیہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر لواء ہوئی۔ جس لشکر کی فضیلت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ وہ پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر غزوہ کریں گے، ان کو بخش دیا گیا ہے۔ [3]

اس خوش خبری کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے لیے کئی اکابر صحابہ اس جنگ میں کشاں کشاں چلے آئے۔ جیسا کہ اس حدیث میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ اس طرح سیدہ ام حرام بنت ملحان کا ذکر بھی صحیح بخاری (2788، 2789، 2799، 2877، 2844، 6282، 7001 وغیرہ) میں ہے کہ انہوں نے اس غزوے میں شرکت کی آرزو کی لیکن وہ اس سے قبل بحری غزوۂ قبرص سے واپسی پر فوت ہو گئیں۔

ذکر الٰہی

[44]...... حَدَّثَنَا جَدِّى، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ، صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ، يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 328، سنن ابن ماجه: 3793، سنن ترمذی: 3375، مستدرك حاكم: 1/ 495، مسند احمد (الفتح الربانی): 14/ 203، صحيح ابن حبان: 2/ 129، (الموارد): 576، حلية الأولياء، ابو نعيم: 9/ 51، جامع العلوم والحكم، ابن رجب: 50۔

[1] شرح صحيح مسلم: 1/ 47، 233. [2] شرح صحيح مسلم: 1/ 233.
[3] صحيح بخاری: 2924.

محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ عزوجل کے ذکر سے تر رہے۔''

شرح الحديث (1)...... اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بہت زیادہ ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَّسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيلًا ۝ ﴾ (الأحزاب : 41، 42)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کو یاد کرو، بہت یاد کرنا اور اس کی تسبیح کرو، پہلے پہر اور پچھلے پہر۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (الجمعة : 10)

''اور اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَالذّٰكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيمًا ۝ ﴾ (الأحزاب : 35)

''اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ ﴾ (آل عمران : 191)

''وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔''

(2)...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ شخص کی مثال ہے۔'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، جیسا وہ مجھ سے گمان رکھے، اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے جی

[1] صحیح بخاری : 6407، صحیح مسلم : 779.

میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ایسی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں، جو ان سے بہتر ہوتی ہے، یعنی فرشتوں کی مجلس۔'' ❶

نیز فرمایا: ''مُفَرِّدُوْن'' ''سبقت لے گئے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ''مُفَرِّدُوْن'' کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔'' ❷

(3)...... یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے مسلمانوں پر دن رات میں پانچ اوقات میں نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے ساتھ اپنا ذکر فرض کر دیا ہے۔ ان فرائض کے ساتھ ساتھ نفل ذکر بھی مشروع فرمایا ہے۔ یہ نفل فرض نمازوں سے زائد اور اضافی ذکر ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، وہ ذکر جو نماز کی جنس سے ہے۔ اس سے مراد وہ سنتیں ہیں جو پانچوں نمازوں سے پہلے یا بعد، یا پہلے اور بعد پڑھنی ہیں۔ اگر فرض میں کمی رہ گئی تو ان نوافل سے پوری کر دی جائے گی اور اگر کمی نہ ہوئی تو نوافل اضافی ہوں گے۔ نمازوں کے اوقات میں سے زیادہ وقفہ عشا اور فجر کے نیز فجر اور ظہر کے درمیان ہے کہ جہاں درمیان میں کوئی فرض نماز نہیں ہے۔ ان کے درمیان نفل نماز مشروع کر دی گئی تاکہ ذکر سے غفلت کا وقت زیادہ طویل نہ ہو، چنانچہ نماز عشاء اور فجر کے درمیان نماز وتر اور قیام اللیل مشروع کیا اور نماز فجر اور ظہر کے درمیان نماز چاشت کو مشروع کیا۔ ان میں سے بعض نمازیں بعض کی نسبت زیادہ تاکید والی ہیں۔ سو نماز وتر کی تاکید زیادہ ہے، اسی لیے علماء کا اس کے وجوب کے بارے اختلاف ہے۔ پھر قیام اللیل کا درجہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ سفر وحضر میں اس پر دوام کرتے، پھر نماز چاشت ہے، اس طرح سورج ڈھلنے کے بعد والی نماز کی ترغیب بھی وارد ہوئی ہے۔

(4)...... زبان کے ساتھ ذکر: یہ تمام اوقات میں مشروع ہے اور بعض میں تاکید ہے۔ جن اوقات میں ذکر کی تاکید ہے، وہ فرض نمازوں کے بعد ہے۔ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ۔ الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھے۔ وہ دو نمازیں جن کے بعد کوئی نفل نہیں ہوتے یعنی فجر اور عصر ان کے بعد بھی ذکر مستحب ہے۔ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک ذکر مشروع ہے۔ ذکر کے لیے یہ دونوں وقت پورے دن کے افضل اوقات میں سے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دو وقتوں میں اپنا ذکر کرنے کا متعدد مقامات پر حکم دیا ہے۔

---

❶ صحیح بخاری : 7537، صحیح مسلم : 2675.

❷ صحیح مسلم : 2676.

﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ﴾ (طٰہٰ : 130)

''اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴾ (الروم : 17)

''پس اللہ کی تسبیح ہے، جب تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔''

واضح رہے کہ ان دو وقتوں میں جو سب سے افضل ذکر کیا جاتا ہے، وہ نماز فجر اور نماز عصر کی ادائی ہے اور یہ دونوں نمازیں باقی نمازوں سے افضل ہیں۔

(5)...... مطلق ذکر: اس میں نماز، تلاوت قرآن، قرآن سیکھنا، سکھانا اور علم نافع شامل ہیں، جیسا کہ تسبیح، تکبیر اور تہلیل اس میں داخل ہیں۔

(6)...... انسان رات کی گھڑیوں اور دن کے لمحات میں جو امور دین و دنیا سرانجام دیتا ہے، ان میں اکثر اللہ کے نام سے شروع ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ کھانے، پینے، لباس پہننے، ہم بستر ہونے، گھر میں داخل ہونے، باہر نکلنے، سواری پر سوار ہونے کے وقت، بسم اللہ اور الحمد للہ کہنا مشروع ہے۔ اس طرح قربانی کرتے وقت اللہ کا نام لینا مسنون ہے۔

الحمد للہ کہنا چاہیے جب: چھینک ماریں، دین و دنیا کے بارے کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھیں، جب بھائی آپس میں ملیں اور ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کریں، کسی نعمت کے ملنے اور شر کے دفعیے پر، اس سے بھی زیادہ کامل حمد الٰہی یہ ہے کہ خوشی، غم، سختی، آسودگی، نیز ہر حالت میں اللہ کی حمد کرے۔

(7)...... آدمی کو چاہیے کہ دعا کرے، جب: بازار میں داخل ہو، جب رات کو مرغوں کی آواز سنے، جب بجلی کڑکے، بارش اترے، تند و تیز ہوائیں چلیں، جب پہلی رات کا چاند دیکھے اور جب موسم کا پہلا پھل دیکھے۔

(8)...... اسی طرح اللہ کا ذکر اور دعا کرے، جب: کوئی مصیبت آن پڑے، دنیوی حادثے سے دوچار ہو جائے، سفر پر نکلتے وقت، دوران سفر منزلوں پر اترتے وقت اور سفر سے لوٹتے وقت۔

(9)...... اسی طرح اللہ کی پناہ مانگے، جب: غضب ناک ہو، برا خواب دیکھتے وقت، رات کے وقت کتوں اور گدھوں کی آواز سنتے وقت۔

(10)...... ایسے ہی استخارہ مشروع ہے، جب ایسے کام کا عزم کرے جس میں خیر و بھلائی ظاہر نہ ہو رہی ہو۔

(11)...... نیز اللہ تعالیٰ سے چھوٹے بڑے گناہوں کی توبہ اور استغفار واجب ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:
﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ﴾

(آل عمران : 135)

''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔''

جس نے اس کی محافظت کر لی، تمام احوال میں اس کی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے گی۔ [1]

[45]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أنبأ عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ ، عَنِ الْأَغَرِّ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، وَأَبِی سَعِيدٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 330، مسند احمد (الفتح الربانی) : 14/ 210، صحيح مسلم : 2699.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ بھی اکٹھے ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ضرور انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، ان پر خوب سکینت اترتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان میں کرتا ہے، جو اس کے پاس ہیں۔'' یعنی فرشتے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں ذکر الٰہی کی مزید فضیلت کا بیان ہے۔ واضح رہے کہ اجتماعی ذکر کی مروجہ صورتیں جن میں آج کل لوگ مخصوص ہیئت اختیار کرتے ہیں غیر مسنون ہیں۔ بلکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو کوفہ کی جامع مسجد سے نکال دیا تھا اور انہیں بدعتی قرار دیا تھا۔

زبان کی حفاظت

[46]...... قَالَ: وَجَدْتُ الزُّبَيْرَ أَيْضًا ، عَنْ صَفْوَانَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يُضْحِكُ بِهَا جُلَسَاءَهُ ، يَهْوِی بِهَا مِنْ أَبْعَدِ مِنَ الثُّرَيَّا)).

[1] جامع العلوم والحكم، ابن رجب حنبلی: 50.

تخریج الحدیث مسند احمد : 9220۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کوئی بات کی، اس کے ساتھ اپنے ہم نشینوں کو ہنسایا، اس کی وجہ سے وہ (جہنم میں) ثریا سے بھی زیادہ دور جا گرتا ہے۔''

شرح الحدیث یعنی جھوٹ بول کر دوسروں کو ہنسایا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 17، 18۔

[47]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أنبأ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِیِّ ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ مَوْلَی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ اللّٰهَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً ، وَمَا مَشَى أَحَدٌ مَمْشًى لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيهِ وَيُصَلِّی عَلَى النَّبِیِّ ﷺ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 341، مستدرك حاكم : 1/ 496، 1/ 550، مسند احمد (الفتح الربانی) : 14/ 202، صحیح ابن حبان (الموارد) : 577، سنن أبوداؤد : 4856۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھے، انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو یقیناً وہ مجلس ان کے لیے حسرت وندامت کا باعث ہوگی اور جو کوئی شخص تھوڑا سا بھی چلا اور نہ اس نے اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو یہ (چلنا) بھی اس کے لیے یقیناً حسرت وندامت کا موجب ہوگا۔''

شرح الحدیث ذکر الٰہی کی فضیلت اور مسائل وفوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 44، 45 اور درود پاک کے فوائد ومسائل کے لیے درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

[48]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ نَبْهَانَ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِیِّ ﷺ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُمْ ، وَإِنْ شَاءَ أَخَذَهُمْ بِهَا)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 342، جامع ترمذی : 9/ 322، صحیح ابن حبان : 1/ 486، 487 (الموارد) : 577، فضل الصلاة على النبی : 54، مسند أحمد : 10277۔ محدث البانی

اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھے، انہوں نے نہ اس میں اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو وہ (مجلس) قیامت والے دن ان پر یقیناً حسرت وندامت کا باعث ہوگی، اگر چاہے تو درگزر کر دے اور چاہے تو اسی وجہ سے انہیں پکڑ لے۔''

شرح الحديث (1)...... درود پاک پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾

(الأحزاب : 56)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔''

(2)...... درود کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہے: رحمت و کرم، فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں کی طرف ہو تو دعا کرنا، اسی میں مسلمانوں کو درود وسلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔

(3)...... درود پاک نہ پڑھنے والا کئی محرومیوں کا شکار ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ساتھ میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔'' [1]

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقم طراز ہیں: ناک خاک آلود ہو، کنایہ ہے ذلت وحقارت سے، یعنی ایسا شخص ذلیل وخوار ہو کہ میرا نام سنے اور پھر درود نہ پڑھے، جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر صرف انگوٹھا چوم لیتے ہیں، وہ بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں، کیوں کہ وہ درود نہیں پڑھتے، جب کہ حکم درود پڑھنے کا ہے اور انگوٹھا چومنے کا حکم کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوا۔ [2]

کھجور کا تنا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[49]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، ثَنَا حَبَّانُ ، أنبأ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى خَشَبَةٍ ، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ، قَالَ: ((ابْنُوا لِي مِنْبَرًا)) ، فَبَنَوْا لَهُ مِنْبَرًا ، إِنَّمَا كَانَ عُسْرٌ

[1] سنن ترمذی : 3545 .

[2] مختصر رياض الصالحين ، ص : 552 .

فَتَحَوَّلَ مِنَ الْخَشَبَةِ إِلَى الْمِنْبَرِ ، قَالَ: فَحَنَّتْ وَاللّٰهِ الْخَشَبَةُ حَنِينَ الْوَالِدِ . قَالَ أَنَسٌ: وَأَنَا وَاللّٰهِ فِي الْمَسْجِدِ أَسْمَعُ ذٰلِكَ ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ تَحِنُّ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ ، فَمَشَى إِلَيْهَا فَاحْتَضَنَهَا فَسَكَتَتْ فِيهَا الْحَسْرَةُ ، وَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ ، الْخَشَبُ يَحِنُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، أَفَلَيْسَ الَّذِينَ يَرْجُونَ لِقَاءَهُ أَحَقَّ أَنْ يَشْتَاقُوا إِلَيْهِ؟)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 361، مسند دارمی المقدمه : 1/ 25 (42)، تاريخ بغداد : 11/ 161، 12/ 486، مجمع الزوائد، هيثمی : 12/ 182، طبرانی كبير : 2/ 182، طبقات ابن سعد : 1/ 251، مسند أحمد : 13363۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے والے دن خطبہ ارشاد فرماتے اور اپنی پشت کی ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگاتے، جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے منبر بناؤ'' تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنایا۔ وہ محض تنگ دستی کا زمانہ تھا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی سے منبر کی طرف منتقل ہو گئے، فرمایا: ''پس وہ رونے لگی، اللہ کی قسم! وہ لکڑی، والد کے رونے کی طرح رونے لگی۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور میں اللہ کی قسم! مسجد میں تھا، اس کا (رونا) سن رہا تھا، کہا کہ اللہ کی قسم! وہ لگاتار روتی رہی، یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے، اس کی طرف چل کر گئے، اسے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گئی، اور اس میں حسرت تھی (حسن رحمہ اللہ) نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! لکڑی کا تنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رو رہا ہے، تو کیا وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی امید رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشتیاق کے زیادہ حق دار نہیں ہیں؟

شرح الحديث (1)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بغیر منبر کے خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ بعد میں منبر بنایا گیا، تب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے ساتھ پشت مبارک کی ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔ انصار کی ایک عورت کے غلام نے جس کا نام میمون تھا اور وہ بڑھئی تھا، منبر بنایا۔

(2)...... منبر کی تین سیڑھیاں تھیں۔ [1] اور یہ مروان کے زمانے تک تین ہی رہیں، بعد ازاں اس نے تین مزید سیڑھیاں نیچے والی جانب بڑھا دیں، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے جیسا کہ زبیر بن بکار نے ''أخبار

[1] مسلم بحواله فتح الباری : 2/ 513، 514 .

المدینة" میں ذکر کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اپنے عامل مروان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ منبر ان کی طرف روانہ کردے، اس کے حکم سے جب منبر اکھاڑا گیا تو مدینہ تاریکی میں ڈوب گیا، مروان نکلا اور خطبہ دیا اور کہا کہ مجھے امیر المؤمنین نے ہی حکم دیا کہ اسے بلند کروں، سو بڑھئی کو بلایا اس میں تین سیڑھیوں کا اضافہ کر دیا، جیسا کہ آج بھی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا، یہاں تک کہ ہم نے ستارے دیکھے اور اس نے کہا کہ لوگوں کی کثرت کے باعث اس میں اضافہ کیا ہے۔ ❶

(3)...... 654 ہجری میں مسجد نبوی میں احتراق ہوا تو یہ منبر بھی جل گیا، پھر یمن کے حکمران المظفر نے 656 ہجری میں نیا منبر بنوایا، پھر بیبرس نے دس سال بعد ایک اور منبر بھیجا تو المظفر کے منبر کو ہٹا دیا گیا۔ بعد ازاں ملک مؤید نے 820 ہجری میں نیا منبر بھیجا اور اس سے قبل وہ 818 ہجری میں مکے کی طرف بھی نیا منبر بھیج چکے تھے۔ ❷

(4)...... منبر کی لکڑی: غابہ، جو شام کی طرف، مدینہ کے عوالی ہیں، ایک جگہ کا نام ہے، بحرین میں ایک بستی کو بھی ''غابہ'' کہا جاتا ہے۔ اصل میں غابہ گھنے درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں۔ اس جگہ میں واقع جھاؤ کے درخت کی لکڑی سے منبر تیار کیا گیا تھا۔

(5) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو یہ تنا، جسے ایک طرف رکھ دیا گیا تھا، رونے لگا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور علامات نبوت میں سے ہے۔ تنے کے رونے کی مختلف تفصیلات آئی ہیں: بعض روایات میں ہے کہ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح رونے لگا، بعض میں ہے کہ بچے کے چلانے کی طرح رونے لگا، بعض میں ہے کہ ایسی اونٹنی کی طرح رونے لگا کہ جس سے اس کا بچہ چھین لیا گیا ہو، بعض میں ہے کہ باپ کے رونے کی طرح، بعض میں ہے کہ بیل کے آواز نکالنے کی طرح آواز نکالی۔ بعض میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھ گئے تو اس نے بیل کی آواز نکالی، وہ پھٹ گیا اور شگاف زدہ ہو گیا۔ ❸

(6)...... بعد ازاں جب مسجد منہدم کی گئی تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور پھر انہیں کے پاس رہا، یہاں تک کہ بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو گیا، پھر اسے دفن کر دیا گیا۔

---

❶ فتح الباری: 2/ 512، 513 .

❷ فتح الباری: 2/ 513 .

❸ فتح الباری: 6/ 737 .

(7)...... مسند دارمی کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس تنے سے خطاب کر کے فرمایا: تو انتخاب کر لے کہ میں تجھے اسی جگہ گاڑ دیتا ہوں، جہاں تو اگا تھا، پھر تو جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا (تنا بننے سے پہلے جیسا تھا) اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں گاڑ دیتا ہوں، اس کی نہروں سے تجھے پانی پلایا جائے گا، تیرا اگنا اچھا ہوگا، تو پھل اگائے گا، اور اللہ کے ولی تجھ سے کھائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے پسند کیا کہ میں اسے جنت میں گاڑ دوں۔ اس روایت میں اور اس جیسی دیگر روایات کے متعلق امام بیہقی نے فرط عقیدت کہہ کر ضعف کا اشارہ دیا ہے۔ [1]

(8)...... اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جمادات کے اندر بھی فہم و ادراک پیدا فرما دیتا ہے، جس طرح کے جان داروں میں ہے، بلکہ ان سے بھی اشرف، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (الأسراء : 44)

''اور کوئی چیز بھی نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔''

(9)...... ''مناقب شافعی'' میں ہے کہ عمرو بن سواد نے بیان کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ نے جو معجزات محمد ﷺ کو دیے وہ کسی اور نبی کو نہیں دیے۔ میں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے والا معجزہ دیا۔ امام شافعی نے فرمایا: محمد ﷺ کو تنے کے رونے والا معجزہ دیا، یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز بھی سنائی دی گئی، یہ معجزہ اس سے بڑا ہے۔ [2]

(10) اہل ایمان کی محبت، شوق ملاقات اور آرزوئے وصل کا کیا عالم ہونا چاہیے جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ بے ساختہ رو پڑے اور اس بارے توجہ دلائی اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ملاقات سب سے بڑی چیز ہے۔

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
لیکن تو میرا شوق، میرا انتظار دیکھ

درود پاک کی فضیلت

[50]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ ، فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ

[1] فتح الباری : 6/ 737.
[2] فتح الباری : 6/ 738.

لِيُكْثِرْ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 364، مسند احمد : 3/ 445، 446، حلية الأولياء : 1/ 180، سنن ابن ماجة : 9071۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے میرے اوپر درود پڑھا، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں، جب تک وہ درود پڑھتا ہے، سو کوئی بندہ اسے کم پڑھ لے یا زیادہ پڑھے۔''

شرح الحدیث درود پاک کی فضیلت کے بعد اس کی ترغیب کو انوکھے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ جب تک درود پڑھیں گے فرشتوں کی طرف سے ہمارے لیے استغفار جاری رہے گا اور یہ معلوم ہے کہ فرشتے کوئی بھی کام حکم الٰہی کے بغیر نہیں کرتے۔ ﴿وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (النحل : 50) ''اور جوان کو حکم دیا جاتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم دے رکھا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ایک کام کا حکم دے اور تعمیل حکم پر اجر و ثواب سے محروم رکھے۔ ﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (النساء : 122) ''اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر قول کا کون سچا ہے۔'' ﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء : 87) ''اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات کا کون سچا ہے۔''

[51]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ ، وَالْبِشْرُ يُرَى فِي وَجْهِهِ ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ ، فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ أَنَّهُ لا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا ، أَوْ لا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 364، صحيح ابن حبان : 2/ 192، سنن نسائی : 1283۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے، خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نمایاں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے

اور کہا: اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی امت میں سے جو کوئی بھی ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اس میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا، میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا۔''

شرح الحدیث (1)...... یہاں سلام کو پہچانے کا ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں درود پیش کیے جانے کا بھی ذکر ہے۔ ❶

(2)......فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت کی ڈیوٹی ہے کہ وہ جہاں کہیں مسنون درود وسلام پڑھا جا رہا ہو، اسے نبی اکرم ﷺ کو پہنچائیں۔ جس طرح آگے حدیث (52) میں آ رہا ہے۔

(3) اس وقت آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ ﷺ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک رد روح والی روایت حسن درجے کی ہے۔ ❷

(4)...... ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی درود وسلام دونوں کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔

[52]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِی الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِی مِنْ أُمَّتِی السَّلَامَ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 364، صحيح ابن حبان (الموارد) 594، مسند احمد : 387/1، 441، 452، حلية الأولياء، ابونعيم : 130/8، 201/4، سنن نسائی : 1282۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں، وہ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

شرح الحدیث اس کی شرح اوپر حدیث راوی کے تحت گزر چکی ہے۔

❶ سنن ابو داؤد : 1047 .

❷ مختصر رياض الصالحين ، ص : 552 .

خشوع وخضوع سے نماز پڑھیں

[53]...... أَخْبَرَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى صَلَاةً غَيْرَ سَاهٍ وَلَا لَاهٍ ، كَفَّرَ عَنْهُ مَا كَانَ قَبْلَهَا مِنْ شَيْءٍ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 402، مسند احمد: 17449، مستدرك حاكم: 1/ 131- شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے وضو کیا اور اس نے اچھا وضو کیا پھر ایسی نماز پڑھی جس میں نہ بھولا اور نہ کھیلا تو اس سے پہلے اس کی کوئی چیز (خطا) بھی ہوئی، وہ اسے مٹا دے گا۔''

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنے اور اچھی طرح وضو کرنے کی ترغیب اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا وضو کو اس کے آداب وشروط ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح طور پر کیا جائے۔ اہل علم کے وضو کے مسائل میں اختلاف سے رخصت تلاش نہ کرے۔ وضو کے لیے نیت کرے، بسم اللہ پڑھے، کلی کرے، ناک میں مبالغے سے پانی چڑھائے، ناک جھاڑے، سارے سر کا مسح کرے، دونوں کانوں کا مسح کرے، اعضاء کو ملے، لگا تار اور ترتیب سے وضو کرے اور پاک پانی حاصل کرے، اس پر اجماع ہے۔

(2)...... نماز میں بھولا اور نہ کھیلا، باقی روایات میں اس کی وضاحت ہے کہ ((لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ)) [1] ''ایسی دو رکعتیں پڑھیں جن میں وہ اپنے آپ سے باتیں نہیں کرتا۔''

دوسری حدیث میں ہے:

((مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ)) [2]

''اپنے دل اور چہرے کے ساتھ ان دو رکعتوں پر متوجہ رہتا ہے۔''

اس طرح توجہ، انہماک اور کامل ارتکاز سے جو نماز پڑھی جائے گی، اس سے گناہ معاف ہوں گے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں نہ کہ کبیرہ، بلکہ وہ

---

[1] صحیح مسلم: 226. [2] صحیح مسلم: 234.

توبہ یا اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل سے معاف ہوتے ہیں۔ ❶

(3)......مختلف احادیث میں متعدد اعمال کے بارے میں آیا ہے کہ ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اگر وضو نے گناہ مٹا دیے تو نماز نے کیا مٹایا؟ اگر نماز مٹا دیتی ہے تو جمعہ اور رمضان کیا مٹاتے ہیں؟ اس طرح عاشوراء کا روزہ ایک سال کے گناہ اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سالوں کے گناہ مٹاتا ہے، ایسے ہی جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی، اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ ان مذکورہ تمام اعمال میں سے ہر ایک گناہوں کو مٹانے کے قابل ہے۔ اگر کسی کے صغیرہ گناہ ہوں اور ان میں سے کوئی عمل کرے گا تو اس کے صغیرہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر اس کے نہ صغیرہ ہی ہوں اور نہ کبیرہ تو ایسے عمل سے اس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی اور درجات بلند کیے جائیں گے اور اگر اس کے صغیرہ نہ ہوں، بلکہ کبیرہ یا کبائر گناہ ہوں تو ایسے عمل سے ہم امید کرتے ہیں کہ اس کے کبیرہ گناہوں میں تخفیف کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم ❷

[54]...... حَـدَّثَـنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِی عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ ، عَـنْ عِـمْرَانَ بْنِ أَبِی أَنَسٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ ، وَعَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى تَشَهُّدٌ فِـی كُـلِّ رَكْـعَتَيْـنِ ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ ، ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ ، يَقُولُ: تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَـقْبِلًا بِبُطُـونِهِـمَا وَجْهَكَ ، تَقُولُ: يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِیَ خِدَاجٌ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 404، مسند احمد: 1/ 131، نصب الراية، زيلعی: 2/ 145، مسند احمد (الفتح الربانی): 4/ 366، 367، مشكل الآثار، طحاوی: 3/ 34، سنن دارقطنی: 1/ 418، سنن ترمذی: 385، ضعيف الجامع الصغير: 3512.

ترجمة الحدیث سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعت ہے۔ ہر دو رکعتوں میں تشہد (التحیات) ہے اور تضرع، خشوع اور مسکینی اختیار کرنا ہے۔ پھر تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا لے، راوی کہتا ہے: ان کو اپنے رب کی طرف اٹھا لے، ان کے اندرونی حصے کا رخ اپنے چہرے کی طرف

❶ شرح صحيح مسلم: 1/ 121.
❷ شرح صحيح مسلم 1/ 121.

کر لے، پھر کہے: اے میرے رب، اے میرے رب! جس نے ایسا نہ کیا تو اس کی نماز ناقص ہے۔"

شرح الحدیث (1) خشوع وخضوع:...... یہ دونوں قریب المعنی الفاظ ہیں۔ ایک قول ہے کہ خضوع بدن میں ہوتا ہے اور خشوع آنکھ، بدن اور آواز میں ہوتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ خضوع ظاہر، جب کہ خشوع باطن میں ہوتا ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں ہم معنی ہیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَوْ خَشَعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ)) [1]

"اگر اس کا دل عاجز ہو گیا تو باقی اعضاء بھی عاجز ہو جائیں گے۔"

یہاں ظاہر و باطن دونوں کے لیے خشوع کا لفظ آیا ہے۔ خشوع نماز کا کمال ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝﴾ (المؤمنون: 1، 2)

"یقیناً کامیاب ہو گئے مومن، وہی جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔"

(2) "تخشع":...... میں باب تفعل سے ہونے کی وجہ سے تکلف کا معنی پایا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اگر اس میں خشوع نہ بھی ہو، وہ بہ تکلیف خشوع پیدا کرے اور خشوع والوں کی سی کیفیت اختیار کرے۔

(3) "تضرع":...... "النہایہ" میں ہے کہ تضرع، ذلت اختیار کرنے اور سوال میں مبالغہ اور رغبت کرنے کو کہتے ہیں۔ [2] یعنی نماز میں یہ کیفیت طاری کرنی چاہیے۔

(4) تمسکن:...... آدمی کا ذاتی طور پر مسکینی کا اظہار کرنا۔ یعنی نماز میں مسکنت کی حالت ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے انتہائی عجز، بے بسی اور فروتنی کو پیش کرنا ہے۔

(5) خداج:...... کہتے ہیں جب اونٹنی وقت سے پہلے بچہ پیدا کر دے، یعنی جو شخص حدیث مذکورہ بالا میں موجود کیفیات کی نماز میں رعایت نہ رکھے، اس کی نماز ناقص ہے۔ علامہ منذری نے "الترغیب والترھیب" میں ذکر کیا ہے کہ "اجر و فضیلت کے اعتبار سے نماز ناقص ہوگی۔" [3]

دوران نماز کنکریوں سے نہ کھیلیں

[55]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِیَّ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِی الْأَحْوَصِ ، عَنْ أَبِی ذَرٍّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى

[1] المرقاة بحواله تحفة الاحوذی: 1/ 299.
[2] تحفة الأحوذی: 1/ 299. [3] تحفة الأحوذی: 1/ 299.

الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ، فَلَا يُحَرِّكَنَّ الْحَصَى)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 418، مسند احمد (الفتح الربانى): 4/ 83، سنن ابوداؤد: 945۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو بیشک رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے، لہٰذا وہ قطعاً کنکری کو حرکت نہ دے۔''

شرح الحدیث (1)......نماز میں کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے، جس سے توجہ تقسیم ہوتی ہے، یہاں اس کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ رحمت الٰہی نمازی پر اترتی اور اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اگر وہ کسی اور کام میں مشغول ہو تو یہ اعزاز اور حظ چھن جائے گا۔

(2)......اس کی ایک اور توجیہ بھی ذکر کی گئی ہے، جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ابو صالح فرماتے ہیں: جب تو سجدہ ریز ہو تو کنکریوں کو مت چھو، کیوں کہ بے شک ہر کنکری پسند کرتی ہے کہ اس کے اوپر سجدہ کیا جائے۔ [1]

(3)......ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت کی طرف متوجہ رہنا ہے، کنکریوں کی وجہ سے اس سے توجہ نہیں ہٹانی، چاہے حاجت اور ضرورت ہو، جیسا کہ سجدے والی جگہ کو درست کرنا، یا ضرر رساں چیز کو ہٹانا۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق آیا ہے کہ وہ نماز میں کنکریوں کو درست کر لیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ [2]

(4)......کنکریوں کو چھونے کے متعلق دوسری حدیث میں ہے: سیدنا معقیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں کنکری کو چھونے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ضرور ہی کرنے والا ہے تو ایک مرتبہ کر لے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا موقف درست نہیں ہے۔

[56]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ مَوْلَى بَنِي كَثِيرٍ، يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، وَابْنُ الْمُسَيِّبِ جَالِسٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَزَالُ اللّٰهُ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ)).

[1] تحفة الأحوذی: 1/ 296.
[2] تحفة الأحوذی: 1/ 296.

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 418، 419، مسند احمد (الفتح الربانی) : 4/ 87، ضعيف الجامع الصغير : 6345.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ہمیشہ بندے پر متوجہ رہتا ہے جب تک وہ (نماز میں) التفات نہیں کرتا۔ پس جب وہ اپنا چہرہ پھیرتا ہے تو وہ بھی اس سے پھر جاتا ہے۔''

شرح الحدیث (1)......صحیح بخاری ''باب الالتفات فی الصلاۃ'' میں حدیث ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اچکنا ہے، جسے شیطان بندے کی نماز سے اچکتا ہے۔'' [1]

صحیح بخاری کی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں التفات مکروہ ہے۔

(2)...... دوسری حدیث میں ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار نقش و نگار والی چادر میں نماز پڑھی تو فرمایا: مجھے اس کے نقش و نگار نے مشغول کر دیا۔ اس کو ابوجہم کی طرف لے جاؤ اور میرے پاس انجانیہ (چادر کی قسم) لے کر آؤ۔

(3)...... مذکورہ بالا حدیث میں التفات کا مطلب ہے کہ جب تک اپنے سینے اور پوری گردن کے ساتھ گھوم نہ جائے اور التفات کی کراہت کا سبب یہ ہے کہ اس سے خشوع میں نقص آ جاتا ہے یا بعض بدن کے پھرنے سے قبلہ رخ ہونے کا ترک لازم آتا ہو۔ [2]

قراءتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

[57]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَيْكَةَ حَدَّثَهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِیِّ ﷺ وَصَلَاتِهِ ، فَقَالَتْ: ((مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ؟ كَانَ يُصَلِّی ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا يُصَلِّی ، ثُمَّ يُصَلِّی قَدْرَ مَا نَامَ ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا يُصَلِّی ، حَتَّى يُصْبِحَ ، وَنَعَتَتْ لَهُ قِرَاءَتَهُ ، فَإِذَا هِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 421، مسند احمد : 6/ 294، سنن أبوداؤد : 1466،

[1] صحيح بخاری : 751.
[2] فتح الباری : 2/ 303.

سنن ترمذی : 2923۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث یعلی بن مملک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور نماز کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے فرمایا: تمہارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا کیا واسطہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے، پھر سو جاتے، جس قدر کہ نماز پڑھی ہوتی، پھر نماز پڑھتے جس قدر کہ سوئے ہوتے، پھر سو جاتے، جس قدر کہ نماز پڑھتے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز ہوتی یہاں تک صبح کرتے، اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا انداز بیان کیا، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو ایک ایک حرف ظاہر اور کھول کر بیان کر رہی تھیں۔

شرح الحديث (1)...... اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (قیام اللیل، تہجد) کا ایک طریقہ وعمل بیان کیا گیا ہے۔ رات کی نماز کا مذکورہ بالا طریقہ واقعتاً جگر کاوی والا عمل ہے۔ اس لیے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کیا واسطہ؟

(2)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی آسانی کے لیے رات کے ہر حصے میں قیام فرمایا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات (رات کے ہر حصے میں) وتر پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر سحری تک ختم ہوگیا۔'' ❶

(3)...... حدیث بالا میں دوسری چیز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا بیان ہے کہ وہ خوب ٹھہر ٹھہر کر ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ترتیل سے تلاوت فرماتے۔ صحیح بخاری میں ''باب مد القراء ۃ'' میں ہے: قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں سوال کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (قرأت کو) خوب لمبا کرتے تھے۔ ❷

دوسری حدیث میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کھینچ کر ہوتی، پھر ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' اس طرح پڑھی کہ ''بسم اللّٰہ'' کو لمبا کیا، ''الرحمٰن'' کو لمبا کر کے پڑھا اور اس طرح ''الرحیم'' پر بھی مد کی۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ یا اونٹنی پر تھے اور وہ چل رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فتح یا سورۂ فتح میں سے، نرم قرأت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کو حلق

❶ صحیح بخاری : 996.
❷ صحیح بخاری : 5045.
❸ صحیح بخاری : 5046.

میں گھما رہے تھے۔ ❶

کتنی راتوں میں قرآن مکمل کریں؟

[58]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مِخْرَاقٍ ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ نَاسًا يَقرأُ أَحَدُهُمُ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا؟ فَقَالَتْ: ((أُولَئِكَ قَرَءُوا وَلَمْ يَقْرَءُوا ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُومُ اللَّيْلَةَ التَّمَامَ فَيَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ، وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ ، وَسُورَةَ النِّسَاءِ ، لا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا اسْتِبْشَارٌ إِلَّا دَعَا وَرَغَّبَ ، وَلا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا تَخْوِيفٌ إِلَّا دَعَا اللّٰهَ وَاسْتَعَاذَ))

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 421، مسند احمد : 24609۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث مسلم بن مخراق نے کہا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ام المؤمنین! بے شک کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک رات میں دو یا تین مرتبہ پورا قرآن پڑھتا ہے۔فرمایا کہ انہوں نے پڑھا، لیکن نہیں پڑھا، رسول اللہ ﷺ تمام رات قیام فرماتے، آپ ﷺ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے، پھر خوش خبری والی جس آیت سے بھی گزرتے، تو ضرور دعا کرتے اور رغبت کرتے اور خوف دلانے والی جس آیت سے بھی گزرتے تو ضرور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور پناہ مانگتے۔

شرح الحدیث (1)......کم از کم کتنی مدت میں قرآن مجید مکمل کیا جائے، اس بارے امام بخاری رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا ہے: ''في كم يقرأ القرآن'' اور ساتھ آیت ذکر کی ہے،

﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (المزمل : 20)

اس کے بعد درج ذیل حدیث ذکر کی ہے، سفیان (بن عیینہ رحمہ اللہ) نے بیان کیا کہ ابن شبرمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے غور کیا کہ آدمی کو قرآن میں سے کتنا کافی ہے، تو میں نے کوئی سورت تین آیات سے کم نہ پائی تو میں نے کہا کہ کسی کے لیے لائق نہیں کہ وہ تین آیات سے کم تلاوت کرے''، پھر ذکر کیا کہ علقمہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو ملے اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح بخاری : 5047.

''جس نے رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے کافی ہو جائیں گی۔'' ❶

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ ابن شبرمہ رحمہ اللہ نے جو موقف اختیار کیا کہ کم از کم تین آیات ضرور پڑھنی چاہئیں، قرآن کی آیت اور حدیث کی رو سے درست نہیں بلکہ دو آیات بھی کافی سمجھی گئی ہیں۔ ❷

(2)......سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''سات دن میں قرآن پڑھو اور اس سے زیادہ نہ کرو۔'' ❸

(3)...... تین راتوں میں پڑھنے کی اجازت بھی آئی ہے۔ سیدنا سعد بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں تین راتوں میں قرآن پڑھ لوں؟ فرمایا: ''ہاں'' کہا کہ پھر وہ فوت ہونے تک اسے پڑھا کرتے تھے۔ ❹

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سند عمدہ، قوی اور حسن ہے۔ ابن لھیعہ کی تدلیس اور برے حافظے سے ڈر ہے لیکن یہاں اس نے تصریح سماع کر رکھی ہے۔ ❺

(4)......بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، جیسا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا تمیم داری رحمہ اللہ نیز بعض تابعین جیسا کہ سعید بن جبیر اور علقمہ وغیرہ ہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ان آثار کی اسانید صحیح ہیں۔ ❼

(5)......امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ رمضان میں، دن رات میں دو قرآن مکمل کر لیتے تھے اور رمضان کے علاوہ ایک قرآن اور امام بخاری رحمہ اللہ نے رمضان میں دن اور رات میں ایک قرأت مکمل کرتے تھے۔ ❽

(6)......بعض سلف سے اس سے کم وقت میں بھی پورا قرآن پڑھنے کا ذکر آیا ہے، حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سلف صالحین سے اس نوعیت کے صحیح واقعات ملتے ہیں یا تو ان کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس بارے انہیں وہ حدیث نہیں پہنچی، جس میں تین راتوں سے کم میں قرآن مکمل کرنے کی ممانعت آئی ہے (جس نے اسے تین راتوں سے کم میں پڑھا، اس نے سمجھا نہیں)۔ ❾

---

❶ صحیح بخاری: 5051. ❷ فتح الباری: 9/ 95.

❸ صحیح بخاری: 5054، صحیح مسلم: 1159.

❹ مسند احمد: 27807، الزھد، ابن مبارك: 1274.

❺ تفسیر ابن کثیر: 1/ 117. ❼ تفسیر ابن کثیر: 1/ 119، 120.

❽ تفسیر ابن کثیر: 1/ 121. ❾ مسند احمد: 2/ 189، 165، سنن ابو داؤد: 1394.

یا پھر یقیناً وہ اس سرعت کے باوجود غور وفکر بھی کر لیتے تھے اور سمجھ بھی لیتے تھے۔ ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پسندیدہ موقف یہ ہے کہ مختلف اشخاص کے اعتبار سے یہ مختلف ہے۔ جس کے پاس دقیق فکر کے ساتھ، لطائف ومعارف ہیں وہ اتنا پڑھنے پر اکتفا کرے کہ اسے کمال فہم حاصل ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص علم پھیلانے اور دیگر مہمات دین نیز مسلمانوں کی عام مصلحتوں میں مشغول ہے، وہ اتنا پڑھنے پر اکتفا کرے کہ جس سے اس کے ٹارگٹ میں خلل واقع نہ ہو اور جو شخص ان مذکورہ لوگوں میں سے نہیں ہے تو وہ جتنا ممکن ہو، زیادہ سے زیادہ پڑھ سکتا ہے، اکتاہٹ اور ناپسندیدہ طور پر جلدی پڑھنے کی حد تک نکلے بغیر۔ ❷

قابلِ رشک

[59]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِیهِ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ هَذَا الْقُرْآنَ فَهُوَ یَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 423، صحيح ابن حبان : 1/ 188، صحيح بخاری : 5025.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال سے نوازا، وہ اس میں سے دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے، اور وہ آدمی جسے اس نے یہ قرآن دیا، وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے۔''

شرح الحدیث (1)...... حسد کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور مجازی۔ حقیقی یہ ہے کہ کسی نعمت والے سے نعمت کے زوال کی تمنا کرے۔ اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور مجازی سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نعمت کی مثل نعمت کی تمنا کرے، جو دوسرے پر ہے، اس سے زوال نعمت کی تمنا کیے بغیر۔ اگر یہ دنیاوی امور میں ہو تو مباح اور جائز ہے اور اگر نیکی واطاعت میں ہو تو مستحب ہے۔ حدیث کے اندر یہ مستحب رشک مراد ہے اور وہ بھی صرف ان دو خوبیوں کی بنیاد پر۔ ❸

❶ تفسیر ابن کثیر : 1/ 121.
❷ تفسیر ابن کثیر : 1/ 221، 222.
❸ شرح صحیح مسلم : 1/ 272 (816).

(2)...... عامر بن واثلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبدالحارث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عسفان میں ملے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا، فرمایا کہ اہل وادی پر کسے گورنر بنا کر آئے ہو؟ کہا: ابن ابزی کو۔ پوچھا کہ ابن ابزی کون ہے؟ کہا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ فرمایا: تو نے ان کے اوپر ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا جانشین تعینات کر دیا؟ کہا کہ بے شک وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا قاری ہے اور یقیناً وہ وراثت کے مسائل جانتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! بے شک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ اس کتاب کی وجہ سے کئی قوموں کو بلندی عطا فرما دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔''[1]

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

[60]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِی خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِی حَازِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِی حَقٍّ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِی بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)) .

تخریج الحدیث صحيح بخاری : 73، الزهد، ابن مبارك : 353، 424، سنن ابن ماجه : 4208، صحيح ابن حبان : 1/ 167، حلية الأولياء، ابو نعيم : 7/ 363 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشک صرف دو آدمیوں پر ہے: ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا اور اسے حق پر خرچ کرنے پر قدرت دی اور وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت سے نوازا، وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں قرآن کی بجائے حکمت کا ذکر ہے۔ حکمت کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو جہالت سے روکے اور قبیح چیز سے ڈانٹے۔ کتاب وسنت دین ہیں اور ان کا فہم حکمت ہے۔ اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (البقرة : 269)

''اور جس شخص کو حکمت دی گئی تو اسے بہت بھلائی عطا کی گئی۔''

[61]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، أَخْبَرَنِی

[1] صحيح مسلم : 817 .

السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ، أَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ، ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 426، مسند احمد : 426، ابن سعد : 3/ 363، سنن نسائی : 1783- محدث البانی نے اسے "صحيح الإسناد" قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سائب بن یزید نے بیان کیا کہ بے شک شریح حضرمی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا آدمی ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتا۔

شرح الحديث (1)...... قرآن مجید کو تکیہ بنانا، اس میں مدحت اور مذمت دونوں پہلو نکلتے ہیں۔ مدحت یہ ہے کہ قرآن مجید کو معمولی سمجھ کر پس پشت نہیں ڈالنا بلکہ اس کی توقیر و تعظیم بجا لانی ہے اور مذمت کا پہلو یہ ہے کہ سونے والا تکیے پر اوندھے منہ گر جاتا ہے اور بے خبر و غافل ہوتا ہے اس طرح قرآن سے غفلت شعاری اختیار نہیں کرنی۔ صاحب ''القاموس المحيط'' نے کہا کہ پہلی (مدحت کی) مثال ہے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: ''قرآن کو تکیہ نہ بناؤ۔'' اور دوسری (مذمت کی) مثال ہے: ایک شخص نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم کو تکیہ بنانے سے بہتر ہے کہ تم جہالت کو تکیہ بنا لو۔ [1]

(2)...... سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم پر نکلے اور ہم مسجد میں ایک دوسرے کو قرآن پڑھ، پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب کو سیکھو اور اسے اپنی جمع پونجی بنا لو۔'' کہا کہ میرا خیال ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اس کے ساتھ غنا حاصل کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً وہ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کے اپنی رسی سے چھوٹنے سے بھی زیادہ بھاگنے والا ہے۔'' [2]

پچھلی رات میں قبولیت کی گھڑی

[62]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا

[1] ترتيب القاموس المحيط : 4/ 608، 609 .

[2] صحيح الجامع الصغير للألباني : 2961 .

إِلَّا أُعْطِيَهُ ، وَهِيَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 428، 4/ 449، صحيح مسلم : 5/ 36 (166، 167)، مسند احمد : 3/ 313، 331، 348.

ترجمۃ الحدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات میں ایک گھڑی ہے، جو مسلمان بندہ بھی خیر و بھلائی کا سوال کرتے ہوئے اسے پا لیتا ہے، اسے ضرور عطا کیا جاتا ہے، اور وہ (گھڑی) ہر رات ہوتی ہے۔

شرح الحدیث (1)...... دوسری حدیث میں ہے: ''ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور کہتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ اور کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟'' [1]

(2)...... ایک روایت میں ہے کہ ''فجر روشن ہونے تک یہ قبولیت کا وقت رہتا ہے۔'' [2]

اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لطف و کرم کے وقت میں وسعت ہے، نیز دعاء و استغفار کی تمام وقت میں ترغیب ہے، ساتھ ہی یہ بھی پتا چلا کہ دعا، استغفار، نماز اور دیگر نیکیوں کے لیے رات کے پہلے وقت کی نسبت آخری حصہ زیادہ موزوں ہے۔

(3)...... ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت فرماتا ہے: ''کون ہے جو اسے قرض دے جو نہ مفلس ہے نہ بڑا ظالم'' [3]

قرض سے مرد نیکی کے اعمال جیسا کہ صدقہ، نماز، روزہ، ذکر اور دیگر اعمال خیر ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بندوں سے کمال محبت و ملاطفت کرتے ہوئے ان اعمال کو اپنے اوپر قرض قرار دیا ہے تاکہ وہ نیکی میں مبادرت و مسارعت سے کام لیں۔ کیوں کہ قرض اسی وقت ہوتا ہے کہ جب قرض لینے والا، دینے والے سے معرفت رکھتا ہو، دونوں کے درمیان انس اور محبت ہو۔ جب وہ قرض کے درپے ہو تو وہ اس کا مطلوب و مقصود بر لائے۔ گویا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نیکیوں کے اجر و ثواب کو اپنے اوپر قرض کی ادائیگی کی طرح لازمی قرار دے رہے ہیں۔ فرمان

[1] صحيح مسلم : 758.
[2] صحيح مسلم : 758.
[3] صحيح مسلم : 758.

باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً﴾ (البقرہ: 245)

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے؟ پھر اللہ وہ مال اس کے لیے کئی کئی گنا بڑھا دے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (المزمل: 20)

''اور اللہ کو قرض دو، اچھا قرض دینا۔''

(4)...... ایک حدیث میں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیتا اور کشادہ کر دیتا ہے۔ [1] اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے، نیز پتہ چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت، کثرت عطاء، اجابت دعا اور اسباغ نعمت کا بہاؤ کس قدر وافر اور بے پایاں ہے۔ (نیز دیکھئے حدیث نمبر 42)

[63]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَوْفٍ ، عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِی مَخْلَدٍ ، عَنْ أَبِی الْعَالِيَةِ ، حَدَّثَنِی أَبُو مُسْلِمٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ: أَیُّ قِيَامِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِی ، فَقَالَ: ((نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ جَوْفُ اللَّيْلِ)) ، شَكَّ عَوْفٌ ، وَقَلِيلٌ فَاعِلُهُ .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 428، مسند احمد: 21555، صحيح ابن حبان (الموارد): 169۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث ابو مسلم نے کہا کہ میں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رات کا کون سا قیام افضل ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کا نصف کا درمیان۔ عوف (راوی) کو شک ہے اور اسے کرنے والے کم ہیں۔''

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں آدھی رات کا ذکر ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ صحیح روایت یہی ہے کہ ''جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جائے۔'' شیوخ الحدیث نے یوں ہی فرمایا ہے۔ [2]

(2)...... ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس وقت سے فائدہ اٹھانے والے کم ہی ہیں اور زیادہ لوگ اسے ضائع کر دیتے ہیں۔

---

[1] صحيح مسلم: 758.
[2] شرح صحيح مسلم: 1/ 258 (758).

مسواک کا بیان

[64]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ ، وَلَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ ، إِنَّهُ إِذَا مَضَى نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثُ اللَّيْلِ ، ذَكَرَ نُزُولَهُ ، فَقَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 437، صحيح مسلم : 3/ 132 (42)، سنن ابن ماجه : 691، 287، مسند احمد (الفتح الربانی) 1/ 294، مستدرك حاكم : 1/ 146، مسند دارمی : 1/ 140، صحيح ابن حبان : 2/ 288، سنن ابو داؤد : 1/ 69، سنن الكبریٰ بيهقی : 1/ 184، 185، تاريخ بغداد : 9/ 346، مؤطا مالك : 1/ 133، 134، سنن ترمذی : 1/ 101 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ہر وضو کے وقت مسواک کا ضرور انہیں حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو نصف رات یا تہائی رات تک موخر کرتا۔ بات یہ ہے کہ جب نصف رات یا رات کا تہائی حصہ گزر جاتا ہے۔ تو (پھر آپ ﷺ نے) اللہ عزوجل کے نزول کا ذکر فرمایا (اور کہا کہ) وہ فرماتا ہے ''کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی دعا قبول کروں گا۔'' کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں گا کون ہے جو مجھ اسے استغفار کرے، میں اسے بخشش دوں گا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔''

شرح الحديث (1)...... اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ کے اپنی امت پر مہربانی اور شفیق و رحیم ہونے کا بیان ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم ﴾ (التوبہ : 128)

''اس پر تمھارا تکلیف میں مبتلا ہونا گراں (گزرتا) ہے، وہ تمھارے لیے (بھلائی کا) حریص ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ ٱلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ﴾ (الأحزاب : 6)

''یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے۔''

(2)...... **مسواک کے اوقات:** مسواک تمام اوقات میں مستحب ہے، لیکن پانچ اوقات میں اور بھی مستحب ہے۔ (1) نماز کے وقت (2) وضو کے وقت (3) قرآن مجید پڑھنے کے وقت (4) نیند سے بیدار ہوتے وقت (5) منہ کا ذائقہ جب بدل جائے۔ ذائقے کا بدلنا کئی چیزوں سے ہوتا ہے۔ کبھی کھانا پینا چھوڑنے سے، کبھی بدبودار چیز کھانے سے، کبھی لمبی خاموشی سے، کبھی زیادہ گفتگو سے وغیرہ۔

مسواک نہ زیادہ کھردری اور خشک ہو کہ زخمی کر دے اور نہ ہی زیادہ تر اور نرم ہو کے صفائی نہ کرے، اسی طرح مسواک عرض میں کی جائے نہ کہ لمبائی میں تاکہ دانتوں کے گوشت کو زخمی نہ کر دے۔

مسواک دانتوں کے اندر باہر، ڈاڑھوں پر، زبان پر، حلق میں اور سارے منہ میں گھمانی چاہیے، مسواک منہ کے دائیں جانب سے شروع کی جائے۔ اجازت سے دوسرے کی مسواک بھی دھو کر استعمال کی جاسکتی ہے۔ بچوں کو بھی عادت ڈالنے کے لیے مسواک کروائی جائے۔ [1]

(3)...... **نماز عشاء کا وقت:** غروب شفق (سرخی ختم) ہوتے ہی نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نصف رات تک وقت ہے۔ نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مسنون و افضل ہے۔ لیکن امت سے مشقت دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے آخری وقت پر ہمیشگی نہیں فرمائی۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تاخیر سے نماز عشاء پر ہمیشگی سے خدشہ تھا کہ کہیں اس وقت فرض نہ کر دی جائے یا لوگ اسے واجب سمجھنے لگیں، اس لیے تاخیر سے پڑھنا چھوڑ دیا، جس طرح کے نماز تراویح کو چھوڑا تھا اور اس کی علت بیان فرمائی کہ فرض نہ ہو جائے اور لوگ عاجز آجائیں گے۔ [2]

(4)...... اس حدیث میں پچھلی رات دعا کی قبولیت کے وقت میں مزید وسعت کا بیان ہے کہ طلوع شمس تک یہ وقت بیان کیا گیا ہے، جب کہ باقی روایات میں طلوع فجر تک بیان ہوا ہے۔

باوضو ہوکر سونے کی فضیلت

[65]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحَسنِ بْنِ ذَكْوَانَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِی شِعَارِهِ مَلَكٌ ، فَلَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ؛ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا)) .

---

[1] شرح صحیح مسلم : 1/ 127 .
[2] شرح صحیح مسلم : 1/ 228 .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 441، صحيح ابن حبان : (الموارد) 69، سلسلة الصحيحة : 2539 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے باوضو ہو کر رات گزاری تو اس کے بدن سے لگے ہوئے کپڑے میں فرشتہ رات بسر کرتا ہے، یہ رات کی جس گھڑی بھی بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: یا اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، بے شک اس نے باوضو ہو کر رات گزاری ہے۔''

شرح الحدیث (1)...... **شعار:** اس کپڑے کو کہتے ہیں کہ جو جسم کے ساتھ لگا ہوا ہو۔ اور ''دثار'' اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اوپر ہو۔ ایک حدیث ہے: ''الأنصار شعار والناس دثار''

(2)...... اس حدیث میں رات کے وقت وضو کی فضیلت کا بیان ہے۔ جو شخص رات کو باوضو ہو کر سوتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے اور اس کے اٹھنے کے بعد اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ فرشتے اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ فرشتہ جو کرے یا کہے یہ سب امر الٰہی سے ہوتا ہے تو پھر اس کی دعا کیسے رد ہو سکتی ہے!

(3)...... سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے باوضو ہو کر اپنے بستر پر جگہ پکڑی، وہ اللہ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ اسے اونگھ نے پا لیا، وہ رات کی جس گھڑی میں بھی پہلو بدلے گا (جب بھی بیدار ہوگا) اللہ سے دنیا و آخرت کی خیر میں سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا، اللہ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ [1]

نفل نماز کے متعلق ایک مسئلے کی وضاحت

[66]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ ، قَالَ: قِيلَ لِعُبَيْدٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصَلَاةٍ غَيْرِ الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ: ((بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 444، مسند احمد : 23652، مجمع الزوائد ، هيثمی : 2/ 229، اور فرمایا کہ اسے احمد اور طبرانی (کبیر) نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام طرق کا دارومدار ایک آدمی پر ہے جس کا نام نہیں لیا گیا اور احمد کے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں۔ شیخ شعیب نے بھی اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

[1] جامع ترمذی : 3526، سنن ابو داؤد : 5042، جامع الأصول : 4/ 478 کے محقق نے کہا کہ اس حدیث کے ہم معنی شواہد موجود ہیں جن سے یہ تقویت پا لیتی ہے۔

ترجمة الحديث سلیمان تیمی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک آدمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبید سے کہا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے علاوہ کسی نماز کا حکم دیتے تھے؟ کہا: ہاں، مغرب اور عشاء کے درمیان۔

شرح الحديث (1)...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں ایک مجہول راوی ہے۔ لہٰذا مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی ایسی خاص نماز نہیں ہے کہ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو۔

(2)...... بعض لوگوں نے اس وقت "صلاۃ الأوابین" کا گمان کیا ہے، لیکن "صلاۃ الأوابین" کا یہ وقت نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صلاۃ الأوابین" اس وقت ہے جب اونٹنی کا بچہ گرمی محسوس کرے۔" ❶

(3)...... جامع ترمذی کی ایک حدیث میں مغرب کے بعد چھ رکعتوں کا ذکر ہے، لیکن یہ عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام بخاری نے اسے سخت ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ ❷

(4)...... جامع ترمذی کی ایک اور روایت میں مغرب کے بعد بیس رکعتوں کا ذکر آیا ہے، لیکن اس میں یعقوب بن ولید مدائنی کذاب راوی ہے، لہٰذا یہ بھی ضعیف ہے۔ ❸

(5)...... مغرب و عشاء کے درمیان کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں ہے البتہ نوافل بغیر تعین عدد کے پڑھے جاسکتے ہیں، کیوں کہ یہ وقت ممنوع اوقات میں سے نہیں ہے جیسا کہ ظہر اور عصر کے درمیان کوئی نفل پڑھنا چاہے تو اسے روکا نہیں جا سکتا، کیوں کہ وہ ممنوع اوقات میں سے نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مغرب سے عشاء تک نوافل پڑھے، لیکن یہ کوئی مخصوص نماز نہیں، نہ ہی اس کا کوئی نام ہے اور نہ کوئی متعین رکعات، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ والی روایت کے متعلق علامہ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے نسائی نے عمدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ❹

عشاء کے بعد والی رکعتوں کا بیان

[67]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنبأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ بَشِيرٍ الْعِجْلِيِّ ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: ((لَمْ يَكُنْ يَلْزَمُهُ لِلصَّلَاةِ شَيْءٌ أَحْرَى أَنْ يُؤَخِّرَهَا إِذَا كَانَ عَلَى حَدِيثٍ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ، وَمَا صَلَّاهَا قَطُّ ، فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى بَعْدَهَا أَرْبَعًا أَوْ سِتًّا ،

❶ بلوغ المرام : 419.
❷ جامع الترمذی : 4435.
❸ تحفه الأحوذی : 1/ 330 (435).
❹ تحفة الأحوذی : 1/ 330.

وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِيًا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ قَطُّ ، إِلَّا أَنِّي أَذْكُرُ يَوْمَ مَطَرٍ فَإِنَّا بَسَطْنَا تَحْتَهُ بِسَاطًا أَوْ شَيْئًا ذَكَرَهُ، يَعْنِي نِطَعًا ، فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَى خَرْقٍ فِيهِ يَنْبُعُ مِنْهُ الْمَاءُ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 451، مسند احمد : 24305۔ شیخ شعیب نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمۃ الحدیث شریح بن ھانی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: نمازوں میں سے، عشاء کی نماز سے زیادہ، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت میں ہوتے، کسی نماز کو مؤخر کرنے کے زیادہ لائق نہ تھے اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (نماز عشاء) پڑھی اور پھر میرے پاس تشریف لائے تو چار یا چھ رکعتیں ضرور پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے کبھی کسی چیز کے ساتھ بچاؤ اختیار نہ کرتے، البتہ مجھے ایک بارش والا دن یقیناً یاد ہے، کہ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے ایک چٹائی بچھا دی یا کوئی اور چیز جس کا (راوی) نے ذکر کیا، یعنی چرمی فرش، گویا کہ میں اس میں سوراخ کو دیکھ رہی ہوں، جس سے پانی نکل رہا ہے۔

شرح الحدیث حدیث پاک میں تین چیزوں کا تذکرہ ہے۔

(1)......عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا۔

(2)......عشاء کے بعد چار یا چھ رکعتیں پڑھنا۔ اکثر احادیث میں عشاء کے بعد دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ علامہ زرقانی ''شرح المواھب'' میں فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی عشاء کی نماز پڑھی، پھر میرے گھر تشریف لائے تو ضرور چار رکعتیں پڑھیں۔'' یعنی کبھی کبھار ایسا ہوا اور کبھی چھ بھی پڑھیں اور صحیح مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز عشاء پڑھاتے اور میرے گھر میں داخل ہوتے تو دو رکعتیں پڑھتے:'' اسی طرح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عشا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں جاتے تو جیسے آسانی ہوتی، کبھی دو اور کبھی چھ رکعتیں پڑھتے۔ [1]

لیکن عشاء کے بعد چھ رکعتوں والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ کیوں کہ اس میں مقاتل بن بشیر عجلی مجہول ہے۔ ابن حبان 7/509 کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی اور علامہ ذہبی نے فرمایا: وہ غیر معروف

[1] عون المعبود: 3/ 131.

ہے۔ ❶ لہٰذا علامہ زرقانی رحمہ اللہ کی چھ رکعتوں کے بارے مذکورہ بالا تصریح محل نظر ہے۔ البتہ عشاء کے بعد چار رکعت پڑھنا مسنون اور ثابت ہے بلکہ ان کی بڑی فضیلت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جس نے عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھیں وہ لیلۃ القدر میں پڑھی گئی چار رکعتوں کے برابر ہیں۔'' ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''عشاء کے بعد چار رکعتیں لیلۃ القدر کی اتنی رکعتوں کے برابر قرار دی گئی ہیں۔'' ❸ لیکن ان چار رکعتوں کو ایک سلام سے پڑھنا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان سلام کا فاصلہ نہیں کرتا، وہ لیلۃ القدر کی اتنی رکعتوں کے برابر قرار دی جائیں گی۔ ❹

یہ تینوں موقوف روایات مرفوع حکمی ہیں کیوں کہ اجر وثواب اور تعداد رکعات وغیرہ عبادات صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کر سکتے۔ اسی طرح کئی تابعین سے بھی ان کا ثبوت ملتا ہے۔ ❺

(3)...... اس حدیث میں تیسری چیز یہ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران چٹائی وغیرہ پر کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ ننگی زمین پر نماز پڑھتے تھے۔ لیکن یہ حدیث سنداً کمزور ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چٹائی پر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ❻

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز پڑھی۔ ❼

[68]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، حَدَّثَنِي حَبَّانُ بْنُ وَاسِعٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثٍ؟ قَالَ: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ)) . قَالَ: فَكَانَ يَقْرَؤُهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى تُوُفِّيَ .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 452، سلسلة الصحيحة : 1512 .

ترجمة الحديث سیدنا سعید بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

---

❶ ميزان الاعتدال : 4/ 171 .
❷ مصنف ابن ابی شیبة : 7351 .
❸ مصنف ابن ابی شیبة : 7352 .
❹ مصنف ابن ابی شیبة : 7353 .
❺ مصنف ابن ابی شیبة : 7354، 7355، 7356، 7357 .
❻ صحيح بخاری : 333، صحيح مسلم : 270 .
❼ صحيح مسلم : 271، 285، سنن ابن ماجه : 1029 .

کیا میں تین راتوں میں قرآن پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو طاقت رکھتا ہے (تو پڑھ لے)۔'' کہا کہ پھر وہ ایسے ہی پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

شرح الحدیث اس حدیث کی وضاحت کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 58.

گھر سے نکلنے سے قبل دو رکعتیں پڑھنا

[69]...... حدثنا جدی، نا حبان، قال أخبرنا عبد اللّٰه بن المبارك، قَالَ: وَحَدَّثَنِی رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: حَدَّثَنِی أَبُو قَيْسٍ الْأَوْدِيُّ، عَنِ الْهُذَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِی قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)).

تخریج الحدیث الزهد: 454، صحيح ابن حبان (الموارد) 176۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے پاس سے نکلے تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں ضرور پڑھیں۔

شرح الحدیث اس کی سند میں ''رجل من الأنصار'' مبہم ہے جس کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔ مگر آپ ﷺ کا معمول تھا کہ گھر سے نکلتے وقت دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

تحیۃ المسجد کا بیان

[70]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِی قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 456، صحيح بخاری: 444، سنن ابن ماجه: 1013، معجم صغير طبرانی: 1/ 137، سنن شافعی (بدائع المنن) 1/ 105، تاريخ بغداد: 12/ 318، 5/ 236، صحيح مسلم: 5/ 226، رقم: 69، 70، سنن الكبرىٰ بيهقی: 3/ 53، تلخيص الجير: 2/ 20.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے

کوئی ایک مسجد میں داخل ہوتو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔‘‘

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں تحیۃ المسجد کا بیان ہے۔علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ’’تحیۃ المسجد کے سنت ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے داؤد ظاہری اور اس کے اصحاب سے اس کا واجب ہونا حکایت کیا ہے۔نیز اس حدیث میں بغیر نماز مسجد میں بیٹھنے کی کراہت ہے اور اس سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔

(2)......مسجد میں جس وقت بھی داخل ہوں تحیۃ المسجد مستحب ہے اور جن حضرات نے ممانعت کے اوقات میں منع کیا ہے، ان کا جواب یہ ہے کہ غیر سببی نماز منع ہے۔کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد ظہر کی دو رکعتوں کی قضا دی ہے۔اس نے نہی کو خاص کر دیا اور سبب والی نماز پڑھ لی اور کسی حالت میں بھی تحیۃ المسجد کو نہیں چھوڑا، بلکہ جو شخص جمع والے دن مسجد میں داخل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ بیٹھ گیا تو اسے حکم دیا کہ وہ کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ لے حالانکہ خطبہ کی حالت میں نماز ممنوع ہے، سوائے تحیۃ المسجد کے۔اگر تحیۃ المسجد کسی صورت بھی چھوڑی جاتی تو اس وقت چھوڑی جاتی۔کیوں کہ وہ شخص تو بیٹھ چکا تھا اور یہ نماز بیٹھنے سے پہلے مشروع ہے اور اس لیے بھی کہ وہ اس کے حکم سے ناواقف تھا اور اس لیے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ کاٹا اور اس سے کلام کیا اور اسے حکم دیا کہ تحیۃ المسجد پڑھے۔اگر تمام اوقات (ممنوع اور جائز) میں تحیۃ المسجد کے اہتمام کی شدت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اس کا اہتمام قطعاً نہ فرماتے۔

(3)......ضروری نہیں کہ تحیۃ المسجد کی نیت کرے، بلکہ دو فرض، سنت راتبہ یا کوئی اور رکعتیں اسے کافی ہو جائیں گی اور اگر تحیۃ المسجد اور فرض نماز کی اکٹھی نیت کر لے تو اس کی نماز منعقد ہو جائے گی اور دونوں نمازیں اسے حاصل ہو جائیں گی۔

(4)...... جب حاجی مسجد حرام میں داخل ہوگا تو سب سے پہلے طواف قدوم کرے گا، وہی اس کی تحیۃ المسجد ہے، طواف کی دو رکعتیں اس کے بعد پڑھے گا۔[1]

(5)......تحیۃ المسجد مسجد کا اکرام اور حق ہے۔

[71]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارِكِ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

---

[1] شرح صحیح مسلم : 1/ 248 (714).

تخریج الحدیث مذکورہ بالا حدیث میں تخریج گزر چکی ہے۔

ترجمۃ الحدیث امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ ایسی ہی حدیث بیان کی ہے (جیسی کہ اوپر گزر چکی ہے)

نفلی نماز کی فضیلت

[72]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِی الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنِی كَثِيرٌ الْأَعْرَجُ، قَالَ: كُنَّا بِذِی الصَّوَارِی وَمَعَنَا أَبُو فَاطِمَةَ الْأَزْدِیُّ، وَقَدِ اسْوَدَّتْ جَبْهَتُهُ وَرُكْبَتَاهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُودِ، فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ، أَكْثِرْ مِنَ السُّجُودِ، فَإِنَّهِ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 457، سنن ابن ماجه: 1422، مسند احمد: 3/ 428۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمۃ الحدیث کثیر اعرج نے کہا کہ ہم ''ذی صواری'' (جگہ) پر تھے اور ہمارے ساتھ ابوفاطمہ ازدی بھی تھے، ان کی پیشانی اور گھٹنے کثرت سجود کے سبب سیاہ ہو چکے تھے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں جس پر استقامت اختیار کروں اور اسے بجا لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سجدوں کو لازماً اختیار کرلو۔ کیوں کہ بے شک تو اللہ کے لیے ایک سجدہ بھی کرے گا تو اس کے بدلے اللہ تیرا ایک درجہ ضرور بلند کرے گا اور اس کے سبب تیرا ایک گناہ یقیناً معاف کرے گا۔'')

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں زیادہ سجدوں یعنی نفل نماز کی فضیلت کا بیان ہے۔ صحیح بخاری (806) میں قیامت کے احوال واھوال کے متعلق طویل حدیث میں ہے:

((حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللَّهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ)) [1]

[1] صحيح بخاری: 806.

’’یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ جہنمی لوگوں میں سے جس کے ساتھ رحمت کا ارادہ کرے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، اس کو نکالیں، پس وہ انہیں نکالیں گے اور انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچانیں گے اور اللہ نے آگ پر حرام کر دیا گیا ہے کہ سجدوں کے نشانات کو کھائے، پس وہ اس میں سے نکلیں گے، سارے ابن آدم کو آگ کھا لے گی، سوائے سجدوں کے نشانات کے۔‘‘

نمازِ چاشت کی فضیلت

[73]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ ، عَنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا ، فَبَقِيتُ فِي عَمَلِهِ كُلِّهِ فَرَأَيْتُهُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ، أَوْ زَاغَتْ ، أَوْ كَمَا قَالَ ، إِنْ كَانَ فِي يَدِهِ عَمَلُ الدُّنْيَا رَفَضَهُ ، وَإِنْ كَانَ نَائِمًا فَكَأَنَّمَا نُوقِظُ لَهُ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ ، ثُمَّ يَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يُتِمُّهُنَّ وَيُحْسِنُهُنَّ وَيَتَمَكَّنُ فِيهِنَّ ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَنْطَلِقَ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَكَثْتَ عِنْدِي شَهْرًا وَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ مُلِئْتَ الْخَيْرَ مِنْ ذٰلِكَ ، فَبَقِيتُ فِي عَمَلِكَ كُلِّهِ ، فَرَأَيْتُكَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَاغَتْ فَإِنْ كَانَ فِي يَدِكَ عَمَلٌ رَفَضْتَهُ ، فَإِنْ كُنْتَ نَائِمًا تُوقَظُ فَتَغْتَسِلُ أَوْ تَتَوَضَّأُ ، ثُمَّ تَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تُتِمُّهُنَّ وَتُحْسِنُهُنَّ وَتَتَمَكَّنُ فِيهِنَّ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَأَبْوَابَ الْجَنَّةِ يُفْتَحْنَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ ، فَلَا يُوَافِي أَحَدٌ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَصْعَدَ مِنِّي إِلَى رَبِّي فِي تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ)) ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَزَادَنِي الْأَوْزَاعِيُّ ، قَالَ: فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي فِي أَوَّلِ عَمَلِ الْعَابِدِينَ .

تخريج الحديث سنن ابوداؤد: 1270، جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی: 348/1 (459)، سنن ابن ماجة: 1157۔ امام ترمذی نے فرمایا: ”حديث عبد الله بن السائب حديث حسن غريب“.

ترجمة الحديث سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ماہ (ان کے ہاں) اترے۔ میں آپ ﷺ کے تمام کاموں کے لیے باقی رہا۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب سورج ڈھل جاتا یا ٹیڑھا ہو جاتا ہے یا جیسے میں نے کہا۔ اگر آپ ﷺ دنیا کے کسی کام میں مصروف ہوتے تو آپ اسے چھوڑ دیتے اور اگر آپ ﷺ سوئے ہوتے تو گویا ہم آپ کو اس کے لیے بیدار کر دیتے، آپ ﷺ کھڑے

ہوتے، غسل یا وضو کرتے، پھر آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، انہیں مکمل کرتے، خوبصورت کرتے اور انہیں خوب اطمینان و تمکین سے ادا فرماتے، جب آپ ﷺ نے (ہمارے گھر سے) جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ میرے پاس ایک مہینہ رہے اور یقیناً میں نے جانا کہ بے شک آپ ﷺ اس سے خیر و بھلائی سے بھر دیے گئے۔ میں آپ ﷺ کے سب کاموں کو جاننے کے لیے آپ کے ساتھ رہا (مسنون اعمال کا خوب مشاہدہ کرنے کے لیے)، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب سورج ڈھل جاتا یا ٹیڑھا ہوجاتا، اگر آپ ﷺ کے ہاتھ میں کوئی کام ہوتا تو آپ ﷺ اسے چھوڑ دیتے، اگر آپ ﷺ سوئے ہوتے تو آپ ﷺ کو بیدار کیا جاتا، آپ ﷺ غسل یا وضو فرماتے، پھر چار رکعتیں پڑھتے، آپ انہیں مکمل کرتے، خوبصورت کرتے اور انہیں خوب اطمینان و تمکین سے ادا فرماتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آسمان کے دروازے اور جنت کے دروازے اس گھڑی اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں۔ جو بندہ اس نماز کے ساتھ تو میں نے پسند کیا کہ میرے لیے، میرے رب کی طرف اس گھڑی میں خیر و بھلائی چڑھے۔

شرح الحدیث (1)......عون المعبود میں ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جانے کا مطلب ہے کہ یہ حسن قبول اور سرعت وصول سے کنایہ ہے اور ان رکعتوں کا نام سنت زوال ہے۔ یہ ظہر کی سنتوں کے علاوہ ہیں۔ اس کی وضاحت غزالی نے کی ہے جیسا کہ علامہ مناوی نے فرمایا ہے۔[1]

(2)......سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ جس کی نشاندہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''وفی الباب'' میں فرمائی ہے، اس کے متعلق علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''لم أقف علیہ'' علامہ فیض الرحمٰن ثوری بہاولپوری رحمہ اللہ کے بارے فرماتے ہیں: ''قال الشیخ (فی الباب عن علی) لم اقف علیہ ۱ھـ۔ اقول أخرجه الترمذي : 326/1، 410/1، والنسائی، وابن ماجه واحمد وابن ابی شیبة والبیهقی : 50/3 والدارقطني، ص : 194 .[2]

(3)...... جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: بے شک نبی ﷺ ظہر سے قبل جب سورج ڈھل جاتا تو چار رکعتیں پڑھتے، ان میں سلام کا فاصلہ نہ کرتے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سورج ڈھلتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ علامہ مناوی نے فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے اور حنفیہ نے کہا

---

1. عون المعبود : 104/4 .
2. رش السحاب فیما ترك الشیخ مما فی الباب، ذیل تحفة الأحوذی : 348/1 .

کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی افضل ہیں اور کہا کہ یہ شافعی کے برخلاف حجت ہے جو انہیں دو سلام سے پڑھنے کے قائل ہیں۔ ❶

(4)......مصنف ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں: "إن أبواب الجنة تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج حتى تقام الصلاة، فأحب أن أقدم" ❷ "بے شک جنت کے دروازے سورج کے ڈھلنے کے وقت کھولے جاتے ہیں، پس وہ بند نہیں کیے جاتے، یہاں تک کہ نماز کھڑی کردی جاتی ہے، پس میں پسند کرتا ہوں کہ آگے بھیجوں۔"

(5)......اس حدیث میں اگرچہ عبیدہ بن معتب ضبی کی وجہ سے کلام ہے، لیکن کثرتِ طرق سے تقویت پکڑی جاتی ہے اور حسن کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ کے محقق محمد عوامہ نے کہا کہ منذری نے "الترغيب والترهيب: 399/1" میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ان دونوں کی اسناد میں تحسین کا احتمال ہے۔ محقق نے مزید کہا ہے کہ "فالحديث بهذه الطرق يتقوى" ❸

دعا ہی عبادت ہے

[74]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غَافِر: 60])).

تخریج الحدیث جامع ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة: 2969، سنن أبوداؤد: 1479۔ محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک دعا عبادت ہے، پھر آپ ﷺ نے (آیت) پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن: 60) "اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

شرح الحدیث (1)......رسول اللہ ﷺ نے دعا کے عبادت ہونے کی دلیل کے طور پر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جس کے آخر میں ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

❶ تحفة الأحوذي: 348/1. ❷ مصنف ابن ابی شيبة: 274/4 (5992).

❸ مصنف ابن ابی شيبة: 274/4.

''بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' یہاں عبادت سے مراد دعا ہے، کیونکہ پیچھے دعا کا حکم اور ترغیب ہے۔

(2)...... اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ''دعا'' کا واحد حق دار ہونے کی دلیل کے طور پر اپنا تعارف ''رَبُّكُمْ''، (تمہارا رب) کے لفظ کے ساتھ کروایا "ادْعُونِي" (مجھے پکارو) کا حکم تمہیں وہ دے رہا ہے، جو ہر لمحے کسی کی شرکت کے بغیر تمہاری پرورش کر رہا ہے اور تمہاری ہر ضرورت پوری کر رہا ہے۔

(3)...... تمہارے رب نے فرمایا کہ تم مجھے پکارو، مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، میں تمہیں دوں گا، نہ مجھ سے بدگمان ہو، نہ کسی اور کو پکارو اور اس سے مانگتے پھرو، یہ سمجھ کر کے وہ تمہیں کچھ دے گا، یا تمہاری درخواستیں میرے دربار سے منظور کروا دے گا۔

(4)...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، مگر دوسری جگہ قبولیت کے وعدے کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ذکر فرمائیں۔ پھر فرمایا:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝۱۸۶﴾ (البقرۃ: 186)

''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے تو لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ دعا تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ضرور قبول ہوتی ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا جلد قبول کر لیتا ہے یا آخرت میں اس کا ذخیرہ کر لیتا ہے یا اس سے اتنی برائی ٹال دیتا ہے۔ [1]

دعا کی قبولیت کی شرطوں اور صورتوں کی تفصیل سے آگاہی ضروری ہے۔

(5)...... ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ﴾ یہ جملہ دلیل ہے کہ دعا ہی عبادت اور پکارنا ہی بندگی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، اس سے مانگتا ہے اور اس سے فریاد کرتا ہے وہ اس کی عبادت کرتا ہے اور جو مافوق الاسباب اشیاء کے لیے اس کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے یعنی ''یا علی مدد'' کہتا ہے، یا ''شیخ عبدالقادر جیلانی

[1] مسند احمد: 18/3 (11139)، صحیح.

شیئا للہ'' کہتا ہے، بہاؤ الحق یا کسی خود ساختہ داتا، دستگیر، گنج بخش یا غریب نواز کو پکارتا ہے اور ڈوبتی کشتی کو کنارے لگانے کی درخواست کرتا ہے، درحقیقت وہ اس کی عبادت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، جو اس کے ہاں ناقابل معافی ہے، یہ کہنا کہ ہم ان بزرگ ہستیوں کو صرف پکارتے ہیں، ان کی عبادت نہیں کرتے، سراسر دھوکا ہے، جو دھوکا مشرک اپنے آپ کو اور اللہ کے بندوں کو دے رہے ہیں کیونکہ پکارنا ہی تو عبادت ہے۔

(6)...... جو لوگ کبر میں مبتلا ہیں۔ اللہ کی آیات، اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے اور اس سے دعا نہیں کرتے، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ دنیا میں وہ جس قدر اونچے بنتے تھے، قیامت کے دن اتنے ہی ذلیل وحقیر ہوں گے۔ شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں: ''بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا، نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے۔'' (موضح)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ، يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ، تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ.)) [1]

''تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ ہر طرف سے ذلت انہیں ڈھانک رہی ہوگی۔ پھر انہیں جہنم میں ایک قید خانے کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا جس کا نام ''بولس'' ہے۔ ان پر آگوں کی آگ چڑھی ہی ہوگی۔ انہیں جہنمیوں کے جسموں سے نکلنے والا لہو اور پیپ پلائی جائے گی۔''

(7)...... اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے کہ اس سے مانگا جائے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ.)) [2] ''جو اللہ سے نہ مانگے، وہ اس سے غصے ہو جاتا ہے۔''

کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے ؏

---

[1] جامع ترمذی، صفة القيامة والرقائق، باب ما جاء فی شدة الوعيد للمتكبرين : 2492.

[2] جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب منه : 3373.

اَللّٰهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ
وَتَرَى ابْنَ آدَمَ حِينَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ

''اللہ تعالیٰ غصے ہوتا ہے اگر تو اس سے مانگنا چھوڑ دے، اور تو ابن آدم کو دیکھے گا کہ جب اس سے مانگا جائے تو غصہ ہوتا ہے۔''

[75]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي سُفْيَانُ نَحْوًا مِنْهُ.

تخریج الحدیث اس حدیث کی تخریج پچھلی حدیث کے تحت دیکھیں۔

ترجمة الحدیث دوسری سند سے اسی حدیث کو بیان فرمایا ہے۔

تحیۃ المسجد اختصار کے ساتھ پڑھیں

[76]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ، دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: قَدْ حَفِظْتُهُمَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، قَالَ: أَرَأَيْتَنِي نَقَصْتُ مِنْ حُدُودِهَا شَيْئًا، وَلَكِنْ خَفَّفْتُهُمَا، بَادَرْتُ بِهِمَا السَّهْوَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ وَلَعَلَّهُ لَا يَكُونُ لَهُ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا عُشْرُهَا أَوْ تُسْعُهَا أَوْ ثُمُنُهَا أَوْ سُبُعُهَا أَوْ خُمُسُهَا)).

تخریج الحدیث مسند أحمد : 18894۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ بے شک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو ہلکی ہلکی دو رکعتیں پڑھیں۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابویقظان! یقیناً میں نے انہیں یاد کرلیا ہے۔ فرمایا کہ کیا تو نے مجھے دیکھا کہ میں نے ان کی حدود میں سے کوئی چیز کم کی ہے، لیکن میں نے ان میں تخفیف کی ہے، میں نے ان دونوں کے ساتھ، بھولنے سے جلدی کی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک آدمی یقیناً نماز پڑھتا ہے اور شاید کہ اس کے لیے اس کی نماز میں سے نہیں ہوتا، مگر اس کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں اور یا پانچواں حصہ۔

شرح الحدیث نفل نماز میں ادب یہ ہے کہ نشاط، توجہ اور انہاک ہو تو طوالت کو اختیار کرلیں۔ لیکن اگر عدم توجہ کا اندیشہ ہو تو بے جا طوالت اختیار نہ کی جائے۔ اسی طرح اجر وثواب میں کمی واقع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دلوں

کو دیکھتا ہے نہ کہ لمبے لمبے قیام۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا مقصد یہی ہے۔ نیز وہ فرمایا کرتے تھے:

((اِحْذِفُوْا هٰذِهِ الصَّلَاةَ قَبْلَ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ .)) [1]

"یعنی اس نماز کو شیطان کے وسوسے سے پہلے پہلے مختصر کر دو۔"

اگرچہ اس کی سند میں کلام ہے، لیکن معنی درست ہے۔

البتہ فرض نماز میں اپنے سے زیادہ مقتدیوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((أُمَّ قَوْمَكَ ، وَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَالْحَاجَةِ ، فَإِذَا صَلَّيْتَ لِنَفْسِكَ فَصَلِّ كَيْفَ شِئْتَ .))

"اپنی قوم کو امامت کروا اور جو اپنی قوم کو امامت کروائے تو تخفیف کرے کیونکہ بے شک ان میں کمزور، بڑا اور ضرورت والا ہے، پس جب تو اپنے لیے نماز پڑھے تو جیسے چاہے نماز پڑھ۔"

اس حدیث پاک سے فرض اور نفل نماز میں تخفیف اور طوالت کا اصول واضح ہے۔

نماز باجماعت کی اہمیت

[77]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ ، نَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ الْكَلَاعِيُّ ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ فَقُلْتُ: فِي قَرْيَةٍ دُونَ حِمْصَ ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ)) ، قَالَ السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ: الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ .

تخریج الحدیث سنن أبوداؤد : 547۔ محدث البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث معدان بن ابی طلحہ یعمری نے کہا کہ مجھے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری رہائش کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ حمص سے پہلے ایک بستی میں۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی بھی تین آدمی، جو کسی بستی یا دیہات میں رہتے ہوں، ان میں نماز نہ قائم کی جاتی ہو تو لازماً

[1] مصنف ابن ابی شیبة : 3/501 (4701).

شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے، پس تو جماعت کو لازم پکڑ، بے شک بھیڑیا دور چلنے والی (بکری) کو کھا جاتا ہے۔ سائب (بن حبیش) نے کہا کہ جماعت سے آپ کی مراد نماز والی جماعت ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث پاک میں نماز باجماعت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ نیز جماعت کا اہتمام نہ کرنے سے ڈرایا گیا ہے اور جماعت سے پیچھے رہنے والے شخص کو ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی بکری سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح وہ بکری کسی بھی لمحے بھیڑیے کی چیرہ دستیوں کا شکار بن سکتی ہے اسی طرح ایسا شخص بھی شیطان کا تر نوالہ بن سکتا ہے جو نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کرتا۔

جھوٹ کی سنگینی

[78]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِیِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعِ الزُّورَ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 1903، 6057.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جھوٹ نہ چھوڑا اور اس کے ساتھ عمل کرنا (نہ چھوڑا) اور جہالت (نہ چھوڑی) تو اللہ کو اس کے کھانے اور پینے چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

شرح الحدیث (1)...... امام ابن بطال فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے روزہ چھوڑنے کا حکم دیا جائے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جھوٹی بات اور جو چیزیں اس کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں، ان سے احتراز کیا جائے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی مثل ہے: جس نے شراب بیچی وہ خنزیروں کو ذبح کرے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ نے اسے خنزیر ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، بلکہ شراب بیچنے والے کے گناہ کی سنگینی بیان کرنا مقصد ہے۔

(2)...... جھوٹ وغیرہ افعال جو منع کیے گئے ہیں، روزے کے علاوہ بھی ممنوع ہیں، لیکن روزے کی حالت میں اجتناب اور بھی ضروری ہے۔ جس نے روزہ رکھ کر بھی ان محظورات و ممنوعات کا ارتکاب کیا، اس نے روزے کا خاک خیال رکھا! اس نے روزے کے مقصد کو پایا ہی نہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ کو محض اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

[79]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِیِّ ،

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ ، وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ قِیَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ)) .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجة : 1690۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کئی روزے دار ایسے ہیں کہ اس کے لیے اس کے روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں اور کئی قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ اس کے لیے اس کے قیام سے سوائے بیداری کے کچھ نہیں۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں روزے اور قیام کے آداب کو شدت سے اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور جھوٹ کی سنگینی کا بیان ہے۔ دوسری روایت میں ہے: ''جس نے جھوٹ کو نہ چھوڑا اور اس پر عمل کو (نہ چھوڑا) تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑے رکھے۔ [1]

ایک حدیث میں ہے کہ جو جہالت کو نہ چھوڑے۔ [2]

(2)...... روزہ و قیام کے معنوی اثرات سے زندگی کے زاویے بھی بدلنے چاہیں۔ روزہ و قیام کے لیے ایمان واحتساب کی شرط بیان کی گئی ہے۔ [3] جس کا مطلب ہے کہ بغیر ایمان اور ثواب کی نیت کے روزہ اور قیام نہیں ہیں۔ احتساب کا معنی محاسبۂ نفس بھی ہے۔ یعنی جس نے اپنا محاسبہ نہ کیا اس کا نہ روزہ ہے نہ قیام۔ دوسری حدیث میں ہے: ''(روزہ دار) نہ فحاشی والی بات کرے نہ فحش کام اور جہالت سے کام نہ لے اور اگر کوئی اس کے ساتھ لڑے یا گالی دے تو یہ کہے بے شک میں روزہ دار ہوں۔ [4]

جنت کے آٹھ دروازوں کا بیان

[80]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنا مَالِكٌ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ نُودِیَ فِی الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ ، هَذَا خَیْرٌ ، فَإِنْ کَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ ، وَإِنْ کَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ ، وَإِنْ کَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ ، وَإِنْ کَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ)) ، فَقَالَ أَبُو

[1] صحیح بخاری : 1903 .
[2] صحیح بخاری : 6057 .
[3] صحیح بخاری : 1901 .
[4] صحیح بخاری : 1894 .

بَكْرٍ: بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ ، فَهَلْ أَحَدٌ يُدْعَى مِنَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 467، صحيح مسلم : 7/ 115، رقم : 85، 86، صحيح البخاری : 4/ 90، مؤطا : 3/ 50، مسند احمد : 2/ 366، مستدرك حاكم : 2/ 87 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کے راستے میں دو جوڑے خرچ کیے، اسے جنت میں منادی دی جائے گی، اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ اگر وہ نماز والوں سے ہوا تو اسے نماز کے دروازے سے آواز دی جائے گی اور اگر وہ زکوۃ والوں سے ہوا تو اسے زکوٰۃ کے دروازے سے آواز دی جائے گی اور اگر وہ جہاد والوں سے ہوا تو اسے جہاد کے دروازے سے آواز دی جائے گی اور اگر وہ روزے والوں سے ہوا تو اسے باب ریان (بہت سیراب کرنے والا) سے آواز دی جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، اس بات کی کوئی ضرورت تو نہیں کہ ان تمام دروازوں سے کسی کو آواز دی جائے (لیکن) کیا کوئی ایسا ہے کہ جسے ان تمام دروازوں سے ہی آواز دی جائے؟ فرمایا کہ ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تو انہی میں سے ہے۔

شرح الحدیث (1)......جس نے اللہ کے راستے میں دو جوڑے خرچ کیے، اس کا مطلب قاضی ہروی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد دو گھوڑے، یا دو غلام یا دو اونٹ ہیں۔ ابن عرفہ نے کہا کہ ہر چیز جسے کسی دوسری چیز سے ملایا جائے تو اسے زوج (جوڑا) کہتے ہین جیسا کہ درہم اور دینار، درہم اور کپڑا۔ زوج (جوڑے) کا لفظ دو پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور ایک پر بھی، جبکہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہو، اسی طرح زوج کا لفظ قسم اور صنف پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۟ۙ ﴾ (الواقعه : 7)

''اور تم تین قسم (کے لوگ) ہو جاؤ گے۔''

یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیث سے تمام نیک اعمال مراد لیے گئے ہوں جیسا کہ دو نمازیں، دو دنوں کے روزے اور اصل مقصد صدقے کو دوسرے کے ساتھ ملانا اور صدقے کی فضیلت، نیکی میں خرچ کرنے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی طرف تنبیہ ہے۔ [1]

[1] شرح صحيح مسلم : 1/ 330 .

(2)...... "فِـیْ سَبِیْـلِ اللّٰـهِ" اللہ کے راستے سے مراد عموم ہے اور اس میں خیر و بھلائی کی تمام صورتیں شامل ہیں، اور یہی قول زیادہ صحیح اور ظاہر ہے۔ [1]

(3)...... اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے:...... اس کا مطلب ہے کہ یہاں خیر، ثواب اور رشک ہے، یا یہ معنی ہے کہ ہمارے (فرشتوں کے) مطابق یہ دروازہ باقی دروازوں کی نسبت ثواب اور نعمت کے اعتبار سے تیرے لیے زیادہ بہتر ہے، لہٰذا آؤ اور اس میں داخل ہو یعنی ہر منادی کرنے والا اپنے دروازے کے متعلق افضلیت کا اعتقاد رکھتا ہوگا۔

(4)...... حدیث میں مختلف دروازوں سے داخل ہونے کا ذکر ہے، اس کا مطلب ہے کہ جو عمل اس کا باقی اعمال کی نسبت غالب ہوگا اسے اسی میں سے آواز دی جائے گی۔

(5)...... روزے دار کے لیے باب ریان ہے، کیوں کہ اس کے معنی ہے خوب سیراب کرنے والا، تاکہ روزے میں پیاس کی شدت جو کڑکتی دوپہروں میں اللہ کی رضا کے لیے سہی اس کا بدلہ دیا جائے۔

(6)...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و منقبت بھی اس حدیث سے مترشح ہو رہی ہے۔ نیز یہ جواز بھی ملا کہ کسی انسان کی تعریف اس کے سامنے کر سکتے ہیں کہ جب کہ اس کے متعلق کسی خود پسندی اور عجب میں شکار ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(7)...... اس حدیث میں چار دروازوں کا ذکر آیا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ باقی دروازوں کا ذکر اور حدیث میں آیا ہے اور وہ ہیں: توبہ کا دروازہ، غصہ پینے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں کا دروازہ، راضی ہو جانے والوں کا دروازہ، یہ سات دروازے ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے اور وہ حدیث جس میں ستر ہزار آدمیوں کے بغیر حساب جنت میں جانے کا ذکر ہے، اس میں ہے کہ وہ دائیں دروازے سے جنت میں جائیں گے، شاید یہ آٹھواں دروازہ ہے۔ [2]

عمل چاہے قلیل ہو لیکن دوام ہو

[81]...... حَـدَّثَـنَـا جَـدِّی ، نَـا حَبَّـانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ، أَنَّ الْـقَـاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا عَمِلَتْ عَمَلًا دَاوَمَتْ عَلَيْهِ .

[1] شرح صحيح مسلم : 1/ 330 .
[2] شرح صحيح مسلم : 1/ 330 .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 468، صحيح مسلم : 6/ 72، رقم : 216، 218، صحيح بخاري : 1/ 75، مسند احمد : 6/ 180، مسند طيالسي : 2/ 28، 29، اللباب، المراغي : 208.

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال (وہ ہیں) جن پر ہمیشگی کی جائے اور اگرچہ کم ہی ہوں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جب بھی کوئی عمل کرتیں تو اس پر ہمیشگی کرتیں۔

شرح الحدیث (1)......نماز ہو یا کوئی بھی نیکی کا عمل اس میں مداومت اور ہمیشگی پسندیدہ ہے۔ وہ بڑا عمل جس میں انقطاع آجائے اس سے بہتر چھوٹا، دوام والا عمل ہے۔ کیونکہ دوام والے قلیل عمل سے اطاعت، ذکر، مراقبہ، نیت، اخلاص اور خالق کائنات کے طرف لگاتار توجہ رہتی ہے، نیز ایسا قلیل دائمی عمل ہی ثمرور ہوتا ہے اور زیادہ لیکن انقطاع والے عمل سے کہیں گنا بڑا جاتا ہے۔

(2)...... نیک اعمال میں بھی میانہ روی ضروری ہے، اگر دشواری، مشقت، سستی، تکان اور عدم توجہی پیدا ہوجائے تو ایسا عمل مفید نہیں ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسی دو ستونوں کے درمیان پھیلائی ہوئی تھی، پوچھا: یہ کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں، جب سستی یا کاہلی کا شکار ہوتی ہے تو اس کو پکڑ لیتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کھول دے، تمہارا کوئی اپنے نشاط تک نماز پڑھے، اگر سستی یا کاہلی کا شکار ہوجائے تو بیٹھ جائے۔ [1]

(3)......ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کے پاس سے گزری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں موجود تھے، تو میں نے کہا کہ یہ حولاء بنت تویت ہے اور لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ رات بھر سوتی نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ رات بھر سوتی نہیں! اتنا عمل اختیار کرو جتنی طاقت رکھتے ہو، پس اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا، یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو۔ [2]

مؤطا امام مالک میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کیا، حتیٰ کہ میں نے کراہت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں پہچان لی۔ [3]

---

[1] صحيح مسلم : 266/1.
[2] صحيح مسلم : 267/1.
[3] شرح صحيح مسلم : 1/ 267.

(4)...... اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت و رافت کا بھی پتہ چلتا ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے اس چیز کی طرف رہنمائی کی جس میں امت کی اصلاح اور ان کے لیے آسانی تھی، مشقت اور مضرت نہیں تھی، تاکہ نفس زیادہ نشاط والا اور دل انشراح والا ہو، جس سے عبادت کا ثمر ملے۔ جن لوگوں نے عبادت میں مشقت اختیار کی اور افراط سے کام لیا، اللہ نے ان کی مذمت کی ہے۔

﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾

(الحدید : 27)

''اور دنیا سے کنارہ کشی تو انھوں نے خود ہی ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر نہیں لکھا تھا مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے (انھوں نے یہ کام کیا) پھر انھوں نے اس کا خیال نہ رکھا جیسے اس کا خیال رکھنے کا حق تھا۔''

(5)...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے عبادت کی تخفیف اور شدت سے اجتناب کے متعلق جب رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول نہ کیا تو اس پر نادم ہوئے۔

لمبی زندگی کے ساتھ اچھا عمل بھی

[82]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللهِ أَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 472، جامع ترمذی : 2329۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس کی عمر لمبی ہوئی اور عمل اچھا ہوا۔

شرح الحديث (1)...... دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ فرمایا: ''جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔'' اس نے کہا کہ لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر طویل اور عمل برا ہو۔'' [1]

[1] جامع ترمذی : 2330.

(2)...... علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بے شک اوقات اور گھڑیاں تاجر کے راس المال کی طرح ہیں، تاجر کو چاہیے کہ نفع مند چیز میں تجارت کرے۔ نیز راس المال جس قدر زیادہ ہوگا، فائدہ بھی اتنا زیادہ ہوگا، پس جس نے اپنی زندگانی سے فائدہ اٹھایا، بایں طور کہ اس کا عمل اچھا ہوا تو یقیناً وہ کامیاب ہوا اور جس نے اپنا راس المال ضائع کر دیا، اسے کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ واضح گھاٹے میں گیا۔ [1]

عمل صالح اور بلندیِ درجات

[83]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، وَلَمْ یَذْكُرِ الْخَبَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَیْمُونٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِیعَةَ السُّلَمِیِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِیِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ آخَی بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا، وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ، فَصَلَّیْنَا عَلَیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَا قُلْتُمْ؟))، قَالُوا: دَعَوْنَا لَهُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ أَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((فَأَیْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ، وَأَیْنَ عَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ؟، وَأُرَاهُ قَالَ: صَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ، فَإِنَّ بَیْنَهُمَا كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))، قَالَ عَمْرُو بْنُ مَیْمُونٍ: ((أَعْجَبَنِی هَذَا الْحَدِیثُ لِأَنَّهُ أُسْنِدَ لِی)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 472، سنن أبوداؤد: 2524- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبید بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) دو آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، ان میں سے ایک شہید کر دیا گیا اور دوسرا اس کے بعد فوت ہوا، ہم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم نے کیا کہا؟'' انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کے لیے دعا کی: یا اللہ! اس پر رحم فرمانا، الٰہی اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دینا! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کی نماز اس کی نماز کے بعد کہاں گئی؟ اور اس کا عمل کہاں گیا؟'' اور میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا روزہ اس کے روزے کے بعد کہاں گیا؟'' ان دونوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔'' عمرو بن میمون نے کہا کہ مجھے یہ حدیث پسند ہے، کیوں کہ اس نے

[1] تحفة الأحوذی: 3/ 264.

میرے لیے سند بیان کی ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد تک دونوں کا عمل برابر رہا اگرچہ ایک رتبہ شہادت پا گیا اور دوسرا غازی بن گیا۔ ﴿ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾ (النساء : 95)

پھر غازی نے باقی زندگی میں، فوت ہونے تک جو نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور دیگر صالح اعمال کیے ان کے باعث وہ شہید سے بہت آگے نکل گیا۔

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ﴾ (الحدید : 21)

''یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے یہ دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

عرشِ الٰہی کا سایہ پانے والے سات خوش نصیب

[84]...... حَدَّثَنِی جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِی ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِی طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِی خَلَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا فَقَالَ: إِنِّی أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 473، صحيح بخاری: 3/ 227، جامع ترمذی: 7/ 67، مسند طيالسی: (الساعاتی): 2/ 56، سنن الكبرٰی بيهقی: 3/ 65.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سایے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سایے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، عادل حکمران اور وہ جوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت میں پرورش پائی اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں اور وہ آدمی، گویا اس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا ہے اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اور وہ آدمی جسے ایک جاہ و جمال والی عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا، یہاں تک کہ اس کا

بائیاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دائیں نے کیا کیا۔"

شرح الحدیث (1)......سایہ عرش کا ہوگا: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس کی دلیل سعید بن منصور کی حدیث ہے جس کی سند حسن ہے، اس میں الفاظ ہیں:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّ عَرْشِهِ)) ❶

"سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔"

نیز فرمایا:

((فَيُرَجَّحُ أَنَّ الْمُرَادَ ظِلُّ الْعَرْشِ)) ❷

"لہٰذا راجح یہی ہے کہ سایہ عرش کا ہوگا۔"

(2)......اس حدیث میں سات آدمیوں کا ذکر ہے، جس سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ ثواب ان کے ساتھ ہی خاص ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ بھی ایسے لوگ ہیں جن کو عرش الٰہی کا سایہ حاصل ہوگا، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے: "جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اسے قرض میں کچھ چھوٹ دے دی، اسے اللہ اپنے سایے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔"

(3)......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تلاش کیا تو مجھ ایسی اور احادیث ملیں جن میں اس جیسے اعمال مذکور تھے، جو دس سے زیادہ خوبیاں تھیں، میں نے ان میں سے سات کو، جو عمدہ اسانید سے وارد ہوئی تھیں، منتخب کیا، جو درج ذیل ہیں: (1) غازی کو اپنی حفاظت میں لینا (2) مجاہد کی مدد کرنا (3، 4) تنگ دست کو مہلت دینا یا کچھ چھوٹ دینا (5) مقروض کی مدد کرنا (6) مکاتب (ایسا غلام جس نے آزادی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے اپنے آقا سے طے کر لیا ہے اور اس کے لیے مال جمع کر رہا ہے، اس) کی اعانت کرنا۔ (7) اپنے قول و فعل میں سچ بولنے والا تاجر۔ پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان سات میں سے مزید خصلتوں کو تتبع کے بعد جمع کیا اور اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے: "معرفة الخصال الموصلة الى الظلال" ❸

ظالم کا ہاتھ روک لیں ورنہ......

[85]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ:

❶ فتح الباری : 2/ 188 .
❷ فتح الباری : 2/ 188 .
❸ فتح الباری : 187، 188 .

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، خُذُوا عَلَى أَيْدِي سُفَهَائِكُمْ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ قَوْمًا رَكِبُوا الْبَحْرَ فِي سَفِينَةٍ فَاقْتَسَمُوهَا ، فَأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مَكَانًا فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْهُمُ الْفَأْسَ فَبَقَرَ مَكَانَهُ ، فَقَالُوا: مَا يَصْنَعُ؟ قَالَ هُوَ مَكَانِي إِنِّي أَصْنَعُ فِيهِ مَا شِئْتُ ، فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ نَجَوْا وَنَجَا ، وَإِنْ تَرَكُوهُ غَرِقَ وَغَرِقُوا ، فَخُذُوا عَلَى أَيْدِي سُفَهَائِكُمْ قَبْلَ أَنْ يَهْلَكُوا)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 475، صحيح ابن حبان : 1/ 306، 307، 308، مسند احمد : 4/ 268، 269، 273، معجم صغير طبراني : 2/ 29، صحيح بخاري : 2493 .

ترجمة الحدیث شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو برسر منبر فرماتے ہوئے سنا: اپنے بے وقوفوں کے ہاتھ پکڑ لو، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کچھ لوگ سمندر میں کشتی پر سوار ہوئے، انہوں نے اپنا اپنا حصہ تقسیم کیا اور ہر آدمی اپنے حصے کی جگہ پر پہنچ گیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کلہاڑا پکڑا اور اپنی جگہ سوراخ کرنے لگا، انہوں نے کہا کہ کیا کر رہے ہو؟ وہ بولا: یہ میری جگہ ہے، میں اس میں جو چاہوں کروں، اگر تو انہوں نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا تو نجات پا جائیں گے اور وہ بھی نجات پا لے گا اور اگر انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ ڈوب جائے گا اور یہ بھی غرق ہو جائیں گے، لہٰذا اپنے احمقوں کے ہاتھ پکڑ لو، اس سے پہلے کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔''

شرح الحدیث یہ اصول کہ ''جو جہاں لگا ہے، لگا رہے'' یکسر غلط ہے۔ برائی سے روکنا ضروری ہے۔ جرم سے صرف مجرم ہی نہیں بلکہ اہل علاقہ اور گردو پیش پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کر وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ مظلوم کی مدد تو ہم کریں گے، ظالم کی مدد کیسے کریں؟ فرمایا کہ اس کا ہاتھ روک لو۔

دوسری حدیث میں ہے کہ برائی کو اپنے ہاتھ سے روک، اگر یہ نہیں کر سکتا، تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل سے (برا جان) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ [1]

[86]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ، عَنْ سَيْفِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ عَدِيٍّ الْكِنْدِيَّ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا مَوْلَى لَنَا أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي

[1] صحيح مسلم : 177 .

يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ لا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتَّى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلا يُنْكِرُوْهُ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ بِالْخَاصَّةِ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 476، مسند أحمد: 17720، سلسلة الضعيفة: 3110۔
شیخ شعیب نے اسے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث عدی بن عدی کندی کہتے ہیں کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے ہمیں بیان کیا کہ اس نے میرے دادا کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے (برے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا، یہاں تک کہ وہ برائی کو اپنے درمیان دیکھ لیں اور وہ اسے روکنے کی طاقت بھی رکھتے ہوں، لیکن اسے نہ روکیں، جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کو بھی عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث سے واضح ہوا کہ معاشرہ اگر طاقت کے باوجود جرم پسند عناصر پر قابو نہیں پاتا ہے اور اسے نظر انداز کر دیتا ہے تو ان کی وجہ سے پورا معاشرہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ جاتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنكُمْ خَآصَّةً ۚ﴾ (الانفال: 25)

''اور فتنے سے بچو جو یقیناً تم میں سے محض خاص لوگوں کو ہی نہیں پہنچتا۔''

طلبِ علم کی فضیلت

[87]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى مَجْلِسَيْنِ أَحَدُهُمَا يَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ وَالْآخَرَ يَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كِلَا الْمَجْلِسَيْنِ عَلَى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا هٰؤُلَاءِ أَفْضَلُ)) ثُمَّ جَلَسَ مَعَهُمْ.

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 488، سنن ابن ماجة: 229، سلسلة الضعيفة: 11.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مجلسیں دیکھیں، ان میں سے ایک اللہ سے دعا اور اس کی طرف رغبت کر رہے تھے اور دوسرے دین کی سمجھ بوجھ سیکھ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونوں مجلسیں خیر پر ہیں اور ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ فضیلت والی ہے، رہے یہ لوگ تو اللہ سے دعا اور اس کی طرف رغبت کر رہے ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں عطا فرما دے اور اگر چاہے تو انہیں نہ دے اور لیکن یہ لوگ سیکھ رہے اور جاہل کو تعلیم دے رہے ہیں اور مجھے بھی بس معلم بنا کر بھیجا گیا ہے، لہٰذا یہ لوگ افضل ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

شرح الحديث (1)...... دعا و رغبت ایسی نیکیاں ہیں جن کا اثر اپنی ذات تک محدود ہے اور تعلیم و تعلم آگے سے آگے منتقل ہونے والے اعمال خیر سے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیادہ سراہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) [1]

''تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اس کی تعلیم دی۔''

(2) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے اضافے کے لیے دعا کرنے کا ارشاد الٰہی ہوا:

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ (طٰهٰ : 114)

''کہیے: اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر۔''

(3)...... دعا و مناجات سے اپنا مدعا ملے نہ ملے لیکن علم سے مقصود حقیقی حاصل ہو جاتا ہے، اور یہ علم آگے منتقل ضرور ہوتا ہے بلکہ جسے سکھایا جا رہا ہے بسا اوقات وہ سکھانے والے سے بھی بڑا فقیہ اور عالم ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ حقائق سے ثابت ہو چکا ہے۔ حدیث میں ہے:

''رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعَى مِنْ سَامِعٍ''

''کئی پہنچائے جانے والے، سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

''وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ''

''کئی فقہ کے حامل اسے سکھا رہے ہوتے ہیں جو اس سے بھی زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔''

---

[1] صحيح بخاري : 5027.

امام بخاری رحمہ اللہ کی مثال ہی لے لیں۔ایک ہزار اسی اساتذہ سے علم حاصل کیا، جن میں امام علی بن مدینی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور قتیبہ بن سعید رحمہم اللہ جیسے جہابذہ اور نابغہ روزگار شخصیات ہیں، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تنہا ان کے متفرق علم کے جامع اور علم وفقاہت میں جداگانہ آن شان رکھتے ہیں۔

[88]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ ، قَالَ: أَخبرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ ، أَنَّ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ قَالَ لَهُ إِنِّيْ رَأَيْتُكَ تَدْخُلُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ وَتَغْشَاهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا تُحَاضِرُهُمْ بِهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخطَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ)) فَكَانَ عَلْقَمَةُ يَقُوْلُ رُبَّ حَدِيْثٍ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا سَمِعْتُ مِنْ بِلَالٍ .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 490، جامع ترمذی : 2319، صحيح ابن حبان : 1/ 294، 298، الموارد، هيثمي : 379۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ بے شک سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا؛ یقیناً میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو ان امراء کے پاس داخل ہوتے ہو اور انہیں ڈھانپتے ہو سو دیکھو کہ کس چیز کے ساتھ تم ان کے پاس حاضر ہوتے ہو، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً آدمی خیر کا کوئی ایسا کلمہ بولتا ہے کہ وہ اس کی انتہا کو نہیں جانتا، اللہ اس وجہ سے اس کے لیے اس دن تک جب اس سے ملاقات کرے گا اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور بے شک آدمی کوئی ایسی بری بات کرتا ہے کہ وہ اس کی انتہاء کو نہیں جانتا تو اس وجہ سے اللہ اس کے لیے، اس دن تک جب اس سے ملاقات کرے گا، اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' علقمہ کہا کرتے تھے کہ کتنی ہی حدیثیں جو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے سنیں وہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہوگئیں۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں زبان کی حفاظت کا بیان ہے، ہر حالت میں یہ فرمان الٰہی پیش نگاہ رہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق : 18)

''وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگران ہوتا ہے۔''

(2)...... امرا اور حکمرانوں کی مجلس میں بالخصوص اس کا التزام ہو۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا کہ وہاں اچھی بات

کا مطلب ہے کہ حاکم کو ظلم سے روکے اور بری بات سے اجتناب کا مطلب ہے، کہ ایسی بات جو اسے ظلم کی طرف کھینچ کر لے جائے۔ ❶

(3)...... علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اللہ کے اس کے لیے اپنی رضامندی لکھنے کا کیا معنی ہے اور قیامت کے دن تک حد بندی کا کیا فائدہ ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اسے خیر و بھلائی اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی توفیق ارزاں فرمائے گا۔ وہ دنیا میں لائق تحسین وتعریف زندگی گزارے گا اور برزخ میں عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا، اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ سو جا جیسے وہ دلہن سو جاتی ہے، جسے صرف اس کا خاوند ہی اٹھاتا ہے، قیامت کے دن وہ خوش بخت اٹھایا جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے گا، پھر اس کے بعد ہمیشہ کی نعمت پائے گا، پھر اللہ کی ملاقات سے کامیابی پائے گا اور اس کے برعکس بری بات اور اس کی وجہ سے اللہ کی ناراضی کو تصور کیا جائے۔ اس کی مثال ابلیس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝﴾

''بے شک جزا کے دن تک تیرے اوپر میری لعنت ہے۔'' ❷

روزہ دار کے پاس جب کھایا جائے

[89]...... حَدَّثَنَا جَدِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبٌ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ مَوْلَاةٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ أُمِّ عَمَارَةِ بِنْتِ كَعْبٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ لِيْ: ((كُلِيْ))، فَقُلْتُ: أَنَا صَائِمَةٌ. قَالَ: ((إِنَّ الصَّائِمَ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ الطَّعَامُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ)) أَوْ قَالَ: ((حَتَّى يَقْضُوْا أَكْلَهُمْ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 500، سنن ابن ماجه: 1748، صحيح ابن حبان: (المورد) 237، مسند دارمی: 1/ 349، طبقات ابن سعد: 4/ 415، 416، حلية الأولياء، ابونعيم: 2/ 65، المطالب العاليه، ابن حجر: 2/ 310، سلسلة الضعيفة: 1332.

ترجمة الحدیث سیدہ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کھاؤ، میں نے کہا کہ میں روزے سے

❶ تحفة الأحوذی: 3/ 261.
❷ تحفة الأحوذی: 3/ 261

ہوں۔فرمایا: بے شک روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جائے ،تو فرشتے اس کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوجائے۔'' یا فرمایا:''یہاں تک کہ وہ اپنا کھانا ختم کر دیں۔''

شرح الحدیث روزہ صبر کا نام ہے۔جب روزے دار کے پاس کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اسے مزید صبر کرنا ہوتا ہے۔اس لیے اس کا اجر بھی مزید بیان کیا گیا ہے، نیکی کے راستے میں جو مشقت بھی کوئی مومن جھیلتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کا اجر عطا فرماتا ہے۔

نعمتِ الٰہی کی قدر کیسے پہچانیں؟

[90]...... أَنَا جَدِّي أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ ، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعْلَمَ قَدْرَ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ تَحْتَهُ ، وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 502، صحيح مسلم : 1748 بمعناه .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے اوپر اللہ کی نعمت کی قدر معلوم کرنا چاہے تو اس کی طرف دیکھے جو اس سے نیچے ہے اور اس کی طرف نہ دیکھے جو اس سے اوپر ہے۔

شرح الحدیث (1)...... یہ دنیاوی اور مادی نعمتوں کے اعتبار سے فرمایا ہے کہ جب وہ غور کرے گا تو دیکھے گا کہ اس کے گرد و پیش ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں کہ جن کے پاس وسائل زندگی بہت محدود اور ناکافی ہیں، اس طرح اس کے دل میں نعمت کی قدر و قیمت موجزن ہوگی اور شکر کے جذبات ابھریں گے اور اگر یہ اپنے سے کہیں زیادہ آسودہ حال اور پر تعیش زندگی بسر کرنے والوں کی طرف دیکھے گا تو قدر نعمت کا احساس جاں گزیں نہ ہوگا، بلکہ ناشکری و ناسپاسی ہوگی۔فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝﴾ (ابراهيم : 7)

''اور جب تمہارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمہیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

(2)...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں جس

میں ہوئیں، اللہ اسے شکر کرنے والا، صبر کرنے والا لکھے گا اور جس میں وہ نہ ہوئیں، اللہ اسے شکر کرنے والا لکھے گا اور نہ صبر کرنے والا۔ جس نے اپنے دین میں اس کی طرف دیکھا جو اس سے اوپر ہے اور اس کے پیچھے چلا اور اپنی دنیا میں اس کی طرف دیکھا جو اس سے نیچے ہے اور اس پر اللہ کی تعریف کی ہے جس نے اسے اس پر فضیلت عطا فرمائی تو اللہ اسے شکر کرنے والا، صبر کرنے والا لکھے گا اور جس نے اپنے دین میں اس کی طرف دیکھا جو اس سے نیچے ہے اور اپنی دنیا میں اس کی طرف دیکھا جو اس سے اوپر ہے اور اس پر افسوس کیا جو اس سے چوک گیا، اللہ اسے شکر کرنے والا لکھے گا اور نہ صبر کرنے والا۔ ❶

[91]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یَحْیَی بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِی ، یَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ ، یَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ یَلِجَ أَحَدٌ بِعَمَلِهِ الْجَنَّةَ)) ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا ، إِلَّا أَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ ، أَوْ تَسَعَنِی مِنْهُ عَافِیَةٌ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 507، سنن ابن ماجه : 4201، صحيح ابن حبان : 1/ 337، 2/ 37، مسند احمد (الفتح الربانی) 19/ 346، الادب المفرد ، البخاری : 216، حلية الأولياء، ابو نعيم : 7/ 129، 8/ 279۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز کوئی ایک اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا انہوں نے کہا کہ اور نہ آپ ﷺ اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: ''اور نہ ہی میں الا یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے یا مجھے اس کی عافیت وسیع ہو جائے۔''

شرح الحدیث (1)...... جنت میں داخلہ عمل کی وجہ سے نہیں ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ہوگا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے؛ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نہ جنت میں داخل کرے گا اور نہ ہی اسے آگ سے بچائے اور نہ مجھے مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ۔ ❷

(2)......قرآن مجید میں جو یہ آیا ہے کہ:

﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝﴾ (النحل : 32)

---

❶ جامع ترمذی : 2512، اس کا بعض حصہ صحیح مسلم :2963 میں ہے۔ سنن ابن ماجه : 4142.

❷ فتح الباری : 7/ 319.

''جنت میں داخل ہو جاؤ اس وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔''

اس سے مراد بھی محض عمل نہیں ہے بلکہ مقبول عمل ہے، اور عمل کا قبول ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی ہے۔ ❶

(3)...... انسان کا عمل و طاعت بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ساتھ نہ ہوتی تو نہ ایمان حاصل ہوتا اور نہ ہی کوئی نیکی کہ جس کے سبب نجات حاصل ہوتی ہے۔ ❷

معاشرے میں خیر و بھلائی کو رواج دیں

[92]...... حَدَّثَنِي جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُذَيْفَةَ، أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَالَ: قَامَ سَائِلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ فَأَمْسَكَ الْقَوْمُ، ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا أَعْطَاهُ فَأَعْطَى الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَنَّ خَيْرًا فَاسْتُنَّ بِهِ فَلَهُ أَجْرُهُ، وَمِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ مِنْ غَيْرِ مُنْتَقَصٍ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنِ اسْتَنَّ شَرًّا فَاسْتُنَّ بِهِ فَعَلَيْهِ وِزْرُهُ، وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنْ تَبِعَهُ غَيْرَ مُنْتَقَصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا)).

تخريج الحديث: الزهد، ابن مبارك: 513، مسند احمد: 5/ 387، مجمع الزوائد، هيثمى: 1/ 167، مشكل الآثار، طحاوى: 1/ 482، سنن بيهقى: 4/ 175، 176، سنن ابن ماجة: 204، صحيح الجامع الصغير: 6014.

ترجمة الحديث: سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سائل کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا، لوگ خاموش رہے، پھر بے شک ایک آدمی نے اسے دیا تو لوگوں نے بھی اسے دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نیکی کی راہ نکالی، پھر اسے اپنایا گیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کا بھی جس نے اس کی پیروی کی، ان کے اجر میں کمی کیے بغیر اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اور اسے اپنایا گیا تو اس پر اس کا بوجھ ہے اور ان کے بوجھ کی مثل بھی جنہوں نے اس کی تابع داری کی، ان کے بوجھ سے کچھ بھی کم کیے بغیر۔''

شرح الحديث: (1)...... جب ایک شخص نے صدقہ کی ابتدا کی تو دیکھا دیکھی سب نے دینا شروع کر دیا، دوسری حدیث میں ہے:

---

❶ فتح الباری: 7/ 358.
❷ فتح الباری: 7/ 357.

((فَمَا بَقِيَ فِي الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ))❶

''تو مجلس میں جو بھی آدمی تھا، اس نے تھوڑا یا زیادہ ضرور اس پر صدقہ کیا۔''

اس پر نبی اکرم ﷺ نے نیکی کے کام میں پہلے کرنے والے کی وہ فضیلت بیان فرمائی جو حدیث میں ہے۔

(2)...... واضح رہے کہ بدعات کو رواج دینے والے بھی اس قسم کی احادیث پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حدیث کے دوسرے حصے پر غور کرنا چاہیے، جس میں برا طریقہ جاری کرنے والے کے لیے وعید شدید بیان ہوئی ہے، کیوں کہ دین میں اختراع یقیناً برا طریقہ اور گمراہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خطبے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:

((وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

''سب سے برے کام دین میں نئے کام ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔''

نمازِ عصر میں تاخیر کی سنگینی

[93]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((مَا أَعْرِفُ مِنْكُمْ شَيْئًا كُنْتُ أَعْهَدُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ قَوْلُكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ))، قُلْنَا: يَا أَبَا حَمْزَةَ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((قَدْ صَلَّيْتُمْ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، أَوَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ ثُمَّ قَالَ: عَلَى أَنِّي لَمْ أَرَ زَمَانًا خَيْرًا لِلْعَامِلِ مِنْ زَمَانِكُمْ هَذَا)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 531 اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ ''إِلَّا أَنْ يَكُونَ زَمَانًا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ''، مسند أحمد: 13861۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں تمہارے اندر کسی چیز کو نہیں پہچانتا، جس سے میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں واقف تھا، سوائے تمہارے قول ''لا الـٰه الا اللّٰـه'' کے۔ ہم نے کہا کہ اور نہ ہی نماز، اے ابوحمزہ!؟ فرمایا: تحقیق تم نے سورج غروب ہونے کے بعد نماز (عصر) پڑھی ہے، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہوا کرتی تھی؟ پھر فرمایا کہ اس کے باوجود کہ میں نے کوئی زمانہ نہیں دیکھا

❶ سنن ابن ماجه: 204، شعب الايمان، بيهقى: 6/ 494.

جو عمل کرنے والے کے لیے تمہارے اس زمانے سے بہتر ہو۔

شرح الحدیث تغیر زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں جو عملی کوتاہیاں پیدا ہوگئی تھیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ ان پر درد دل بیان کر رہے ہیں کہ اب تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پر سعادت والا کلمہ باقی رہ گیا ہے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی جو عہد رسالت مآب جیسی ہو، بالخصوص نمازِ عصر کہ جسے اتنا تاخیر سے پڑھا جانے لگا کہ سورج غروب ہونے کا وقت ہو جاتا ہے۔

یہ تو قرون اولیٰ کی بات ہے اور ان زمانوں کی کہ جن کے خیر و بھلائی پر ہونے کی خبر خود صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ آج کے دور میں لوگوں میں اسلام اور اعمال سے دوری کا اندازہ کیا جا سکتا ہے!

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

نکاحِ زینب رضی اللہ عنہا

[94]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا انْتَهَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ: ((اذْكُرْهَا عَلَيَّ)). قَالَ: فَانْطَلَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ، أَبْشِرِي، أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُكِ، فَقَالَتْ: ((مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 541، مسند احمد (الفتح الربانی) 21/ 87، حلية الأولياء، ابو نعيم: 2/ 52، صحيح مسلم: 1428.

ترجمۃ الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ زینب (بنت جحش) رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید (بن حارثہ) رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس (زینب رضی اللہ عنہا) کو میری طرف سے پیغام نکاح دو، کہا کہ میں چلا اور کہا کہ اے زینب رضی اللہ عنہا! خوش ہو جاؤ، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، وہ تجھے پیغام نکاح دے رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کرنے والی، یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے مشورہ (استخارہ) کرلوں، وہ اپنی مسجد کی طرف کھڑی ہوگئیں اور قرآن نازل ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، یہاں تک کہ بغیر اجازت کے ان پاس آگئے۔

شرح الحدیث (1)...... پس منظر: سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو اگرچہ اصلاً عرب تھے، لیکن کسی نے انہیں بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطور غلام بیچ دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر انہیں اور ان کے بھائی کو خاندانی وجاہت کی بنا پر تامل ہوا کہ زید رضی اللہ عنہ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴾ (الأحزاب: 36)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے۔ بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سر تسلیم خم کر دے۔ چنانچہ یہ آیت سننے کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وغیرہ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا اور ان کا باہم نکاح ہو گیا۔

(2)...... لیکن چوں کہ ان کے مزاج میں فرق تھا، بیوی کے مزاج میں خاندانی نسب و شرف رچا ہوا تھا، جب کہ زید رضی اللہ عنہ کے دامن پر غلامی کا داغ تھا، ان کی آپس میں ان بن رہتی تھی، جس کا تذکرہ سیدنا زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہتے تھے اور طلاق کا عندیہ بھی ظاہر کرتے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دینے سے روکتے اور نباہ کرنے کی تلقین فرماتے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیش گوئی سے بھی آگاہ فرما دیا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے طلاق واقع ہو کر رہے گی اور اس کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا جائے گا تاکہ جاہلیت کی اس رسم تبنیت پر ضرب کاری لگا کر واضح کر دیا جائے کہ منہ بولا بیٹا، احکام شرعیہ میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الأحزاب: 37)

"(یاد کرو) جب کہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی

کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھا جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف کھاتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تو اس سے ڈرے، پس جب کہ زید نے اس سے اپنی غرض پوری کر لی، ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب کہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کر لیں۔ اللہ کا (یہ) حکم تو ہو کر رہی رہنے والا تھا۔“

(3)...... اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیج دیا جس کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔

قیامت کا بیان

[95]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيـهِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُـعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) ، وَكَانَ إِذَا ذَكَـرَ السَّـاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ ، وَعَلَا صَوْتُهُ ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 45، صحیح ابن حبان : 1/ 109۔ ابن حبان اور محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ اور جب آپ ﷺ قیامت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو جاتے، آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی اور آپ ﷺ کا غصہ تیز ہو جاتا، گویا آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں۔“ وہ صبح تم پر حملہ کر دے گا، وہ شام کو تم پر دھاوا بول دے گا۔“

شرح الحدیث (1)...... ”ان دو کی طرح“ کا مطلب ہے شہادت والی اور درمیانی انگلی۔ یہ ایک بلیغ انداز ہے۔ قیامت کے قرب کو بیان کرنے نیز اس سے ڈرانے کا۔

(2)...... اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں آنے والا بلکہ آپ ﷺ ہی خاتم النّبیین ہیں۔

دنیا جانے ہی والی ہے

[96]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ، ثُمَّ خَطَبَنَا إِلَى أَنْ غَابَتِ الشَّمْسُ ، فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثَنَا بِهِ ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ ، وَقَالَ حِينَ ذَهَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ: ((إِنَّمَا مَضَى مِنْ دُنْيَاكُمْ فَمَا بَقِيَ مِنْهَا كَمَا مَضَى مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَا بَقِيَ مِنْهُ)) .

تخريج الحديث جامع ترمذی : 2191۔ محدث البانی نے کہا: اس حدیث کا بعض حصہ کمزور اور ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز عصر دن کے وقت پڑھائی، پھر ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا، آپ ﷺ نے کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جو قیامت تک ہونی تھی۔ مگر آپ ﷺ نے وہ ہمیں بیان کر دی، اسے یاد کر لیا جس نے یاد کیا اور اسے بھلا دیا جس نے بھلا دیا اور آپ ﷺ نے اس وقت کہ جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا، فرمایا: ''اور تمہاری دنیا جتنی گزر چکی ہے اور جتنی باقی ہے وہ تمہارے اسی دن کی طرح ہے کہ وہ جتنا گزر چکا ہے اور جتنا باقی ہے۔''

شرح الحديث (1)......اس حدیث کا تعلق فتنوں کے ساتھ ہے۔ رسول ناطق وحی ﷺ نے امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے یہ حکم الٰہی آئندہ پیش آنے والے فتنوں کے متعلق آگاہ فرما دیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اسے ''کتاب الفتن'' میں لائے ہیں۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جو امام ترمذی کے نزدیک صدوق اور دوسروں کے نزدیک ضعیف ہے۔ [1]

(2)...... دنیا کی مثال دن کے ساتھ دی گئی ہے کہ جتنا دن گزر چکا ہے، اتنی دنیا گزر چکی اور جتنا دن باقی ہے، دنیا بھی اتنی ہی باقی رہ گئی ہے، یعنی دنیا بہت کم باقی رہ گئی ہے، کیوں کہ وہ وقت سورج کے غروب ہونے کے قریب کا تھا۔

[97]...... حَدَّثَنِي جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَزِمِ ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: ((لَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ عَلَى رَجُلَيْنِ وَثَوْبُهُمَا فِي أَيْدِيهِمَا)) .

تخريج الحديث صحیح بخاری : 6506 .

[1] تحفة الأحوذی : 3/ 219 .

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ البتہ قیامت ضرور دو آدمیوں پر قائم ہوگی، اس حال میں کہ ان دونوں کا کپڑا ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔

شرح الحديث قیامت اچانک واقع ہوگی، لوگ اپنے اپنے معاملات میں مگن ہوں گے لیکن سب دھرا کا دھرارہ جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ (یٰس : 49)

''انہیں صرف ایک سخت چیخ کا انتظار ہے جو انہیں آ پکڑے گی اور یہ باہم لڑائی جھگڑے میں ہی ہوں گے۔''

[98]...... حَـدَّثَنَا جَدِّى ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ نَا خَالِدُ أَبُو الْعَلَاءِ ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ ، وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ؟)) فَكَأَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ ، فَقَالَ لَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قُولُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا .

تخريج الحديث جامع ترمذی : 2431، الزهد، ابن مبارك : 557، صحیح ابن حبان (الموارد) 617، مستدرك حاكم : 4/ 559، معجم صغير طبرانی: 1/ 24، حلية الأولياء، ابو نعيم : 5/ 10، 7/ 130، 312، تاريخ بغداد : 3/ 363۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں خوش اور آسودہ حال کیسے رہ سکتا ہوں اور قرن (سینگ) والا یقیناً قرن کو لقمہ بنائے ہوئے ہے اور غور سے کان لگایا ہوا ہے، کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ پھونکے گا۔'' گویا یہ محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزرا تو اس وقت آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم کہو: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے، اللہ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا۔''

شرح الحديث (1)...... قیامت یقینی امر ہے، اسرافیل فرشتے کے صور پھونکنے سے وہ رونما ہو جائے گی، وہ پوری تاک میں اور مستعد ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایمان کامل کے سبب زہد وتقشّف کی جانب مائل اور دنیوی مرغوبات سے کنارہ کش اور بے رغبت رہتے تاکہ آخرت کی تیاری میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بن سکے اور امت کے لیے آخرت بنانے کے لیے اسوہ حسنہ میسر آسکے۔

(2)...... قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لیے اس دعا کو ورد زبان بنانا ضروری ہے، جو اس حدیث میں

بیان کی گئی ہے۔

[99]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عبد اللّٰهِ بن الْمُبَارك عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِیِّ ، عَنْ أَسْلَمَ ، عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ ، فَقَالَ: مَا الصُّورُ؟ فَقَالَ: ((قَرْنٌ يُنْفَخُ بِهِ)) .

تخریج الحدیث جامع ترمذی : 2430، مسند احمد : 2/ 162، 192، مسند دارمی : 2/ 344، حلیة الأولیاء، ابو نعیم : 7/ 243۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔''

شرح الحدیث (1)......قرآن مجید میں ہے کہ صور پھونکا جائے گا۔

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾ (یٰس : 51)

''اور صور میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے۔''

اب وہ صور کیا ہے؟ اس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے بیان کردی کہ وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔

(2)......اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔

قیامت کی ہولناکیاں

[100]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَيَطْوِی السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)) .

تخریج الحدیث مسند دارمی : 2/ 233، سنن ابن ماجه : 33، صحيح بخاری : 4812 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ قیامت والے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا، پس آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: ''صرف میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

شرح الحدیث (1)......فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ﴾ (الانبیاء : 104)

''جس دن ہم آسمان کو کاتب کے کتابوں کو لپیٹنے کی طرح لپیٹ دیں گے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ (الفاتحہ : 3)

''بدلے کے دن کا مالک ہے۔''

(2)...... اس حدیث میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ دنیا میں عارضی اور فانی بادشاہت کے کھوٹے سکے چلانے والے فریب خوردہ شاہوں کو للکارا جائے گا لیکن ہر سو سراسیمگی چھائی ہوگی، کوئی صدا بلند نہ ہوگی، ہر سمت ہُو کا عالم ہوگا، کاش! اہل دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں!

(3)...... اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ رب تعالیٰ کی ہی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات و یسے ہی ہیں، جیسی اس کی شان کے لائق، انہیں مخلوق سے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور نہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔

[101]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنا سَعِيدُ بْنُ أَبِی أَيُّوبَ ، حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِی سُلَيْمَانَ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِیِّ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ [الزلزلة: 4] ، قَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ: ((فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ وَأَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا ، أَنْ تَقُولَ: عَمِلَ كَذَا وَكَذَا فِی يَوْمِ كَذَا وَكَذَا ، فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا)) .

تخریج الحدیث جامع ترمذی : 2429، 3353، مسند احمد : 2/ 374، صحیح ابن حبان (الموارد) : 641، تاریخ بغداد : 5/ 438۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴾ (الزلزال : 4) ''اس دن وہ (زمین) اپنی خبریں بیان کرے گی۔'' آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے اور بندی پر، جو اس نے زمین کی پشت پر عمل کیا ہوگا، گواہی دے گی اور بولے گی کہ اس نے فلاں فلاں دن میں یہ یہ عمل کیا تھا، تو یہ اس کی خبریں ہیں۔

شرح الحدیث انسان زمین کی وسعتوں سے باہر نہیں ہے۔ اس کا ہر ہر نیک اور برا عمل زمین کے جس ٹکڑے پر رونما ہوا، قیامت والے دن وہی ٹکڑا بول اٹھے گا، کوئی عمل چھپا نہیں رہے گا، بلکہ انسان کا اپنا وجود بولے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ ﴾ (یٰس : 65)

[102]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: ((﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: 6] حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)) .

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الجنة رقم : 60، 17/ 195، سنن ابن ماجه : 4228، مسند احمد : 2/ 13، 19، 64، 70، 105، 112، 125، 126، جامع ترمذى، كتاب صفة القيامة : 2، 7/ 106 .

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ﴿ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ''جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔'' یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے نصف کانوں تک اپنے پسینے میں غائب ہو جائے گا۔

شرح الحدیث اس کی وضاحت حدیث نمبر 104 میں آ رہی ہے۔

[103]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنِيهِ صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

تخريج الحديث حدیث بالا کی تخریج جیسی ہی ہے۔

ترجمة الحديث گزشتہ حدیث کی مثل ہے۔

[104]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ ، حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتَّى تَكُونَ قَيْدَ مِيلٍ أَوِ اثْنَيْنِ)) ، قَالَ سُلَيْمٌ: لَا أَدْرِي أَيَّ الْمِيلَيْنِ يَعْنِي: أَمَسَافَةُ الْأَرْضِ أَوِ الْمِيلُ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ ، قَالَ: ((فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُونُونَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ ، فَمِنْهُمْ مَنْ

يَأْخُذُهُ الْعَرَقُ إِلَى عَقِبَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا)) ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، وَهُوَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ يَقُولُ: ((يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا)) .

تخریج الحديث جامع ترمذی : كتاب صفة القيامة : 2 باب منه : 2421، صحيح بخاری : 6532، صحيح مسلم : 2864 .

ترجمة الحديث رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا تو سورج بندوں کے قریب کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ ایک یا دو میل کے بقدر ہو جائے گا۔ سلیم (راوی) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ دو میلوں میں سے کون سا مراد ہے، آیا زمین کی مسافت والا یا وہ سرمچو جس کے ساتھ آنکھ میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ فرمایا: سورج انہیں پگھلا رہا ہوگا، تو وہ پسینے میں اپنے اعمال کے مطابق ہوں گے، بعض ان میں سے وہ ہے جسے پسینہ اس کی ایڑھیوں تک پکڑے ہوگا اور بعض وہ ہے جسے اس کے گھٹنوں تک پکڑے ہوگا اور بعض وہ ہے جسے اس کی کوخوں (کمر) تک پکڑے ہوگا اور بعض وہ ہے جسے لگام پہنائے ہوگا، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے منہ کی طرف اشارہ کر رہے اور فرما رہے تھے: ''اسے لگام پہنائے ہوگا۔''

شرح الحديث (1)...... شیخ عبدالحق ''اللمعات'' میں فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ فرسخ (مسافت) والا میل مراد ہے اور یہ انہیں عذاب دینے اور ایذا رسانی کے لیے کافی ہے اور رہا سرمہ ڈالنے والا تو وہ معنی مراد لینا بعید ہے۔ [1]

(2)...... ابن ملک نے کہا کہ اگر آپ یہ کہیں کہ جب پسینہ سمندر کی طرح ہوگا، بعض کو لگام پہنا رہا ہوگا تو دوسرے آدمی کے ٹخنے جتنا کیسے ہوگا؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بعض کے پاؤں کے نیچے زمین میں بلندی پیدا فرما دے یا اللہ تعالیٰ ہر انسان کا پسینہ اس کے عمل کے مطابق روک دے گا۔ دوسرے کی طرف اس میں سے کوئی چیز پہنچ نہیں پائے گی، جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے پانی کے بہاؤ کو روک دیا تھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا کہ دوسرا قول ہی معتمد ہے، کیوں کہ آخرت کا سارا معاملہ خرق عادت ہے، کیا تو دیکھتا نہیں کہ ایک قبر میں دو شخص ہوں، ایک کو عذاب ہو رہا ہوتا ہے اور دوسرا نعمت میں ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے کوئی

[1] تحفة الأحوذی : 3/ 292 .

دوسرے کے بارے میں جانتا نہیں ہوتا۔ ❶

(3)......جن کا پسینہ منہ تک ہوگا اور لگام پہنائے ہوئے ہوگا وہ ان کے لیے بات کرنے سے بھی مانع اور رکاوٹ بن جائے گا۔ ❷

روزہ اور قرآن سفارش کریں گے

[105]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ حُيَيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَیْ رَبِّ ، إِنِّی مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِی فِيهِ ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: رَبِّ ، إِنِّی مَنَعْتُهُ النَّومَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِی فِيهِ ، فَيُشَفَّعَانِ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 114، مستدرك حاكم : 1/ 554، صحيح الترغيب والترهيب : 984.

ترجمة الحدیث سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے لیے سفارشی بنیں گے۔ روزہ کہے گا: میرے رب! میں نے اسے دن کے وقت کھانے اور شہوتوں سے روکا، لہٰذا اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: میرے رب! میں نے رات کے وقت اسے سونے سے روکا، سو اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما، تو دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔

شرح الحدیث روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکانوں میں سے ایک رکن ہے اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام برحق ہے جو بذریعۂ جبریل علیہ السلام امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا۔ روزہ اور قرآن دونوں ہی بندے کے حق میں، جس نے ان کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرب الٰہی حاصل کیا، سفارش کریں گے اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ سبحان اللہ!

قیامت کا پہلا فیصلہ

[106]...... حَدَّثَنِی جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ أَبِی

❶ تحفة الأحوذی : 3/ 292. ❷ تحفة الأحوذی : 3/ 292.

وَائِلٍ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)).

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 478، صحيح بخاري : كتاب الديات : 12/ 159، صحيح مسلم، كتاب القسامة، رقم : 28، سنن ترمذي، كتاب الديات ، باب الحكم فى الدعاء : 4/ 653، 654، سنن ابن ماجه : 2615، 2617، مسند احمد : 1/ 388، 441، 442، مسند الشهاب، قضاعى بحواله اللباب شرح الشهاب : 38، حلية الأولياء، ابو نعيم : 7/ 87، 88.

ترجمة الحديث سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔''

شرح الحديث (1)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے تعارض نہیں ہے، جس میں ہے کہ ''قیامت والے دن سب سے پہلے بندے سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا۔ وہ اس کی نماز ہے۔'' کیوں کہ پہلی حدیث کا تعلق معاملات کے ساتھ ہے اور دوسری کا خالق کی عبادت کے ساتھ۔ ❶

(2)...... ابتدا زیادہ اہم کام سے ہوتی ہے اور گناہ کا بڑا ہونا، اس کی مضرت کے بڑا ہونے، مصلحت کے فقدان اور انسانی اقدار کے قتل سے، ہوتا ہے۔ قتل کی سنگینی کے بارے کئی ایک آیات اور احادیث ہیں: فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النساء : 93)

''اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ہمیشہ اپنے دین کی وسعت میں رہتا ہے، جب تک حرام خون کو نہ پہنچے۔'' ❷ یعنی قتل کی وجہ سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے۔

(3)...... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بے شک کاموں کی وہ ہلاکتیں کہ جن سے نکلنے کا اپنے آپ کو ان

❶ فتح الباری : 11/ 482.
❷ صحیح بخاری : 6862.

میں واقع کرنے والے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے، حرام خون کو، بغیر اس کے حلال ہونے کے، بہانہ ہے۔ ❶

کافر کا اخروی انجام

[107]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، أَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، وَقَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ، جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ ، فَارْجِعْنِی آتِكَ بِهِ كُلِّهِ ، فَيَقُولُ لَهُ: أَرِنِی مَا قَدَّمْتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ، جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ ، فَارْجِعْنِی آتِكَ بِهِ كُلِّهِ ، فَإِذَا كَانَ عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيَمْضِی بِهِ إِلَى النَّارِ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 357، جامع ترمذی، كتاب صفة القيامة : 2427۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت والے دن بندے کو لایا جائے گا، گویا کہ وہ ایک بکری کا بچہ ہے، اسے اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا، اللہ فرمائے گا، میں نے تجھے دیا، میں نے تجھے نوازا اور میں نے تجھ پر احسان کیا تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: یا رب! میں نے اسے جمع کیا، اسے بڑھایا اور جتنا (مال) تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا، تو مجھے لوٹا دے، میں تیرے پاس وہ سارا لے آتا ہوں، وہ اس سے کہے گا: مجھے دکھا جو تو نے آگے بھیجا، تو وہ کہے گا کہ میں نے اسے جمع کیا، اسے بڑھایا اور جتنا تھا اس سے بڑا چھوڑ آیا، تو مجھے لوٹا، میں تیرے پاس وہ سارا لے کر آتا ہوں، اچانک اس بندے نے کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی ہوگی تو اسے آگ کی طرف چلا دیا جائے گا۔''

شرح الحدیث (1)......اس بندے سے مراد کافر ہے کیونکہ قرآن نے کفار کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ قیامت والے دن دنیا میں واپس آنے کی درخواست کریں گے:

﴿ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝٩٩ لَعَلِّیٓ أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ﴾ (المؤمنون : 99، 100)

(2)......اس معنی کی حدیث سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت والے دن بندے کو بلایا جائے گا، وہ اس سے کہے گا: کیا میں نے تیرے لیے، کان، آنکھ، مال اور

---

❶ صحیح بخاری : 6863.

اولاد نہ بنائی تھی اور تیرے لیے چوپائے اور کھیتی مسخر نہ کی تھی اور میں نے تجھے چھوڑا، تو سردار بنتا تھا اور چوتھا حصہ وصول کرتا تھا (دور جاہلیت میں بادشاہ مال غنیمت کا چوتھا مخصوص حصہ لیتا تھا، اسے مرباع کہا جاتا تھا) تو کیا تجھے خیال تھا کہ یقیناً تو اپنے اس دن میں مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے؟ وہ کہے گا کہ نہیں، تو وہ اس سے کہے گا کہ آج کے دن میں تجھے بھول جاؤں گا جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا۔ ❶

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور ''میں آج تجھے بھول جاؤں گا۔'' کا مطلب ہے کہ میں تجھے عذاب میں چھوڑ دوں گا، بعض اہل علم نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

﴿ اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ ﴾ (الجاثیہ : 34) ''آج کے دن ہم ان کو بھلا دیں گے۔''

یعنی آج کے دن انہیں عذاب میں ہی چھوڑ دیں گے۔ ❷

آسان حساب کا مطلب

[108]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ)) ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: 8] ، قَالَ: ((ذَلِكَ الْعَرْضُ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 465، صحيح بخاري، كتاب الرقاق : 49، باب من نوقش الحساب عذب : 11/ 337، صحيح مسلم، كتاب الجنة رقم : 79-17/ 208، جامع ترمذي، كتاب صفة القيامة : 5 باب العرض : 7/ 112، مسند احمد : 6/ 47، 108، 127، 206.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس سے حساب میں مناقشہ (پوچھ گچھ) کی گئی، وہ ہلاک ہو جائے گا، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ ﴾ (الانشقاق : 7، 8) ''پس لیکن وہ شخص جسے اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا، سوعنقریب اس سے حساب لیا جائے گا، نہایت آسان حساب۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ محض پیشی ہوگی۔

❶ جامع ترمذي مع تحفة الأحوذي : 3/ 295.
❷ جامع ترمذي مع تحفة الأحوذي : 3/ 295.

شرح الحدیث امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت میں جس آسان حساب کا ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ مومن پر اس کے اعمال پیش کے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ دنیا میں اللہ کی طرف سے اپنے عیوب کی پردہ پوشی اور آخرت میں عفو و درگزر کو پہچان لے گا، جس طرح کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سرگوشی والی حدیث میں ہے۔ [1]

کلمۂ توحید کی عظمت

[109]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، نَا عَامِرُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا ، كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ . فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَلَكَ عُذْرٌ أَوْ حَسَنَةٌ؟ فَبُهِتَ الرَّجُلُ ، وَقَالَ: لَا يَا رَبِّ . فَيَقُولُ: بَلَى ، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً ، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ ، فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ، فَمَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ ، قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ ، وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ وَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك فی زيادات نعيم : 110، سنن ابن ماجه : 4300، مستدرك حاكم : 1/ 6، 519، مسند احمد : 3/ 213۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت والے دن میری امت کے آدمی کو تمام مخلوق کے سامنے منتخب کرے گا، اس کے آگے ننانوے رجسٹر کھول دے گا، ہر رجسٹر حد نگاہ تک ہوگا، پھر اس سے فرمائے گا، کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے، کیا تجھ پر میرے حفاظت کرنے والے، لکھنے والوں نے ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں یا رب! اللہ فرمائے گا، کیا تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ وہ آدمی انتہائی پریشانی میں مبتلا ہوگا اور کہے گا: نہیں، یا رب! وہ کہے گا: کیوں نہیں، بے شک تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور یقیناً آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اس کے لیے ایک پرچی نکالی

[1] فتح الباری : 11/ 39 .

جائے گی، جس میں ہوگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ وہ کہے گا کہ اپنے وزن کے پاس آ، وہ بولے گا: اے پروردگار! ان رجسٹروں کے سامنے اس پرچی کی کیا حیثیت ہے؟ وہ کہے گا: بے شک تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر سب رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ رجسٹر ہلکے پڑ جائیں گے اور وہ پرچی وزنی ہو جائے گی، کہ اللہ کے نام سے وزنی کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

شرح الحدیث اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اسلام پر مرا، نواقض توحید میں سے کسی چیز کا ارتکاب نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے کہ باقی صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی سزا کے بعد اور بغیر سزا کے ہی اسے جنت میں داخل فرما دے۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے، اس شخص کے باقی گناہوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اسی بنیاد پر کہ وہ کلمہ گو تھا، اسے معاف کر دیا گیا۔

شفاعتِ کبریٰ

[110]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ قَالَ:

فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي ، نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ، فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ ، أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، فَإِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كِذْبَاتٍ ، فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ ، نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى ، فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ، فَضَّلَكَ بِرِسَالَاتِهِ وَبِتَكْلِيمِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا ، نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ، فَيَأْتُونَ فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ ، فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ ، أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ، غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ، ثُمَّ يَفْتَحُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ، ثُمَّ يُقَالُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ: ارْفَعْ رَأْسَكَ ، سَلْ تُعْطَهْ ، اشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي ، فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي . فَيُقَالُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ: أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ . قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى)) .

تخریج الحدیث الزھد، ابن مبارک فی زیادات نعیم : 110، صحیح مسلم، کتاب الایمان : 3/ 65، 3/ 69، رقم : 328، جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ : 10، باب ما جاء فی الشفاعۃ : 7/ 121 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی دستی بلند کی گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے دانتوں سے نوچا، پھر فرمایا: میں قیامت والے دن لوگوں کا سردار ہوں گا اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسے ہوگا؟ اللہ پہلے پچھلے تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا، پکارنے والا انہیں سنا سکے گا، نگاہ انہیں پار کر جائے گی اور سورج قریب ہو جائے گا، لوگ غم اور کرب کی (اس انتہاء کو) پہنچ جائیں گے کہ جس کی تاب رکھتے ہوں گے نہ برداشت کر پائیں گے، لوگ بعض بعض سے کہیں گے: لازماً آدم علیہ السلام کے پاس چلو، وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے باپ ہیں، اللہ نے آپ علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو وہ آپ علیہ السلام کے لیے سجدہ ریز ہوئے، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجئے، کیا آپ علیہ السلام دیکھ نہیں رہے جس (پریشانی) میں ہم ہیں، کیا آپ علیہ السلام اس کی طرف نہیں دیکھ رہے جو ہم کو پہنچا، تو آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس کی مثل اس سے پہلے غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کی مثل اس کے بعد غضب ناک ہوگا اور بے شک اس نے مجھے اس درخت سے منع کیا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی تھی، ہائے میری جان، میری جان! جاؤ میرے غیر کی طرف، نوح علیہ السلام کی طرف جاؤ، پھر وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے نوح علیہ السلام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین والوں کی طرف پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ علیہ السلام کا نام انتہائی شکر گزار بندہ رکھا ہے۔ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کریں، کیا آپ علیہ السلام دیکھ نہیں رہے ہم کس (پریشانی) میں ہیں، کیا آپ علیہ السلام اس کی طرف نہیں دیکھ رہے جو ہم کو پہنچا؟ وہ کہیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس کی مثل اس سے پہلے غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کی مثال اس کے بعد غضب ناک ہوگا اور بے شک میرے لیے ایک دعا (کا اختیار) تھا اور وہ بددعا میں اپنی قوم پر کر چکا، ہائے میری جان، میری جان! میرے غیر کی طرف جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کی طرف جاؤ، وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آجائیں گے اور کہیں گے: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ علیہ السلام اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے دوست ہیں، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کریں، کیا آپ علیہ السلام دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس (پریشانی) میں ہیں، تو وہ ان سے کہیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کی بعد اتنا غضب ناک ہوگا اور بے شک میں نے تین خلاف واقع باتیں کی تھیں، ابوحیان (راوی) نے حدیث میں ان کو ذکر کیا ہے۔ ہائے میری جان، میری جان، میرے غیر کی طرف جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کی طرف جاؤ۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس

آ جائیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، اس نے آپ ﷺ کو اپنی رسالتوں اور کلام کے ساتھ لوگوں پر فضیلت دی، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کریں، کیا آپ علیہ السلام دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس (پریشانی) میں ہیں؟ تو وہ کہیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس سے پہلے اتنا غضب ناک ہوا ہے اور نہ ہی اس کے بعد اتنا غضب ناک ہوگا اور بے شک میں نے ایک ایسی جان کو قتل کیا تھا کہ جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، ہائے میری جان، میری جان، میرے غیر کی طرف جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاؤ۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور اس کی روح ہیں اور آپ علیہ السلام نے گود میں لوگوں سے کلام کیا، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کریں، کیا آپ علیہ السلام دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس (پریشانی) میں ہیں؟ تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس کی مثل اس سے پہلے غضب ناک ہوا اور نہ اس کی مثل اس کے بعد غضب ناک ہوگا اور کسی گناہ کا ذکر نہیں کریں گے۔ ہائے میری جان، میری جان، میرے غیر کی طرف جاؤ، محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جاؤ، وہ محمد ﷺ کے پاس آ جائیں گے اور کہیں گے: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں، اللہ نے آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیے، ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے، کیا آپ ﷺ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس (پریشانی) میں ہیں؟ میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آ جاؤں گا، پھر اپنے رب کے لیے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پھر اللہ میرے اوپر اپنی حمد اور اچھی تعریف میں سے وہ چیز کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئی ہوگی، پھر کہا جائے گا: اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیے، مانگیں آپ ﷺ کو دیا جائے گا، سفارش کریں، آپ ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی، تو میں اپنی سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا: میری امت، یا رب میری امت، یا رب میری امت! پس محمد ﷺ سے کہا جائے گا: آپ ﷺ جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے اپنی امت میں اسے داخل کریں، جس پر کوئی حساب نہیں ہے اور وہ اس کے علاوہ دروازوں میں باقی لوگوں کے شریک ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے (دروازوں کے) کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان کا (فاصلہ) ایسے ہے جیسے مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

شرح الحدیث شفاعت کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے کچھ امت کے مابین متفق علیہ ہیں اور کچھ میں معتزلہ اور ان جیسے اہل بدعت نے اختلاف کیا ہے۔

پہلی قسم:......پہلی سفارش، جسے شفاعت عظمیٰ بھی کہتے ہیں، یہ باقی سب انبیاء علیہم السلام میں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور اس حدیث میں اسی کا ذکر ہوا ہے۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ائمہ حدیث نے شفاعت کبریٰ والی اس حدیث کو بیان کرتے وقت حذف واختصار سے کام لیا ہے اور اس میں باریٰ تعالیٰ کے فصلِ قضا کے لیے آنے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ سیاق کلام کا تقاضا یہی تھا اور اس مقام پر اصل مقصود بھی یہی تھا، لیکن انہوں نے صرف اتنا حصہ بیان کیا جس میں خوارج اور اس کے پیرو معتزلہ کا رد مقصود تھا، جو آگ میں داخل ہونے کے بعد کسی کے بھی نکلنے کا قائل نہیں ہیں۔ ❶

دوسری اور تیسری قسم:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے لوگوں کے لیے سفارش جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے سفارش کریں گے تاکہ وہ جنت میں داخل کر دیئے جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کے بارے میں سفارش کہ جنہیں آگ کی طرف حکم دیا جا چکا ہوگا کہ وہ اس میں داخل نہ کیے جائیں۔

چوتھی قسم:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنتیوں کے بارے میں سفارش کے ان کے درجات بلند کیے جائیں، اس سے کہیں زیادہ کہ جس کا تقاضا اس کے اعمال کا اجر وثواب کرتا ہے۔ معتزلہ صرف اس شفاعت میں اہل سنت کے ہم نوا ہیں۔

پانچویں قسم:......ایسے لوگوں کے لیے سفارش کہ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوسکیں جس طرح کہ سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ انہیں ان ستر ہزار لوگوں میں شامل فرما لے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ❷

چھٹی قسم:......عذاب کے مستحق سے، عذاب میں تخفیف کے لیے سفارش، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے چچا ابو طالب کے لیے سفارش کہ اس کے عذاب پر تخفیف کر دی جائے۔ ❸

امام قرطبی رحمہ اللہ نے "التذکرہ" میں اس قسم کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ (المدثر : 48)

---

❶ شرح عقیدہ طحاویہ، ص : 164.

❷ صحیح بخاری : 5811، صحیح مسلم : 216، 217.

❸ صحیح بخاری : 3883، صحیح مسلم : 209.

''پس انہیں (کفار کو) سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہیں دے گی۔''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں آگ سے نکلنے کا فائدہ نہیں دے گی، جیسا کہ گناہ گار توحید پرستوں کو فائدہ دے گی کہ جنہیں آگ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ❶

ساتویں قسم:......آپ ﷺ کی سفارش کے تمام اہل ایمان کو جنت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے، جیسا سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے بارے میں سب سے پہلا سفارش کرنے والا ہوں گا۔'' ❷

آٹھویں قسم:......آپ ﷺ کی اپنی امت کے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے سفارش، جو آگ میں داخل ہو چکے ہوں گے، پھر انہیں وہاں سے نکال دیا جائے گا، اس بارے متواتر احادیث ہیں، اس کا علم خوارج اور معتزلہ سے مخفی رہ گیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ سفارش کی اس قسم میں آپ ﷺ کے ساتھ فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اہل ایمان بھی شریک ہیں اور اس سفارش کی آپ ﷺ کی طرف سے چار بار تکرار ہوگی، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ .)) ❸

''میری سفارش، میری امت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لیے ہے۔''

شفاعت کی مذکورہ بالا اقسام کے لیے دیکھیں۔ شرح عقیدہ طحاویہ ص : 161-167 .

[111]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ دُخَيْنٍ الْحَجْرِيِّ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ ، قَالَ: يَقُولُ عِيسَى: هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، فَيَأْتُونِي ، فَيَأْذَنُ اللّٰهُ لِي أَنْ أَقُومَ ، فَيَثُورَ مِنْ مَجْلِسِي أَطْيَبُ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ ، حَتَّى آتِيَ رَبِّي فَيُشَفِّعَنِي ، وَيَجْعَلَ لِيَ نُورًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى ظُفُرِ قَدَمِي ، ثُمَّ يَقُولُ الْكُفَّارُ: قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَهُمْ فَمَنْ يَشْفَعُ لَنَا؟ فَيَقُولُونَ: مَا هُوَ غَيْرُ إِبْلِيسَ هُوَ الَّذِي أَضَلَّنَا ، فَيَأْتُونَهُ ، فَيَقُومُ فَيَثُورُ مِنْ مَجْلِسِهِ أَنْتَنُ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ ، ثُمَّ يُورِدُهُمْ لِجَهَنَّمَ ، وَيَقُولُ عِنْدَ ذٰلِكَ ﴿وَقَالَ

❶ شرح عقیدہ طحاویہ : 165 .
❷ صحیح مسلم : 196 .
❸ مسند احمد : 3/ 213 .

الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ﴾ [إِبْرَاهِيم: 22] الْآيَةَ .

تخريج الحديث الزهد فی زیادات نعیم، ابن مبارك : 111، سنن الدارمی : 2846۔ شیخ حسین سلیم اسد نے اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کا ذکر کیا اور فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: کیا میں تمہاری اس پر نبی امی کی طرف رہنمائی کروں؟ تو وہ میرے پاس آجائیں گے تو اللہ مجھے کھڑے ہونے کی اجازت دے گا، میری مجلس سب سے پاکیزہ خوشبو سے لوٹ آئے گی جسے کسی ایک نے سونگھا ہو، یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس آؤں گا تو وہ میری سفارش قبول کرے گا اور میرے سر کے بالوں سے لے کر میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لیے نور کر دے گا، پھر کافر کہیں گے: یقیناً مومنوں نے پا لیا جوان کے لیے سفارش کرے گا، تو ہمارے لیے کون سفارش کرے گا، تو وہ کہیں گے کہ وہ ابلیس کے علاوہ اور کوئی نہیں، وہی ہے جس نے ہمیں گمراہ کیا، وہ اس کے پاس آجائیں گے، وہ کھڑا ہوگا تو اس کی مجلس سب سے بدبودار بو سے لوٹے گی، جسے کسی ایک نے سونگھا ہو پھر وہ انہیں جہنم میں وارد کرے گا اور اس وقت کہے گا: ﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ﴾ (ابراهيم : 22) ''اور جب (جنت یا جہنم کے) معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا: بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا، اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کی میں نے خلاف ورزی کی۔''

شرح الحديث یہ حدیث میں شفاعت کبریٰ والی مذکورہ بالا حدیث کی مزید وضاحت ہے، اس میں شیطان اور اس کے پیروکاروں کی اخروی ذلت اور ابدی محرومی کا بیان ہے۔

[112]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ ، وَأَبَا الدَّرْدَاءِ ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لِي فِي السُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَأَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِرَفْعِ رَأْسِهِ ، فَأَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيَّ فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ ، وَأَنْظُرُ عَنْ يَمِينِي فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ ، وَأَنْظُرُ عَنْ شِمَالِي فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ ، وَأَنْظُرُ خَلْفِي فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ)) ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى

أُمَّتِكَ؟ فَقَالَ: ((غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ مِنَ الْأُمَمِ غَيْرَهُمْ ، وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُوتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ، فَأَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ، وَأَعْرِفُهُمْ بِنُورِهِمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ دُونَهُمْ)).

تخریج الحدیث الزهد فی زيادات نعيم، ابن مبارك : 112، مسند احمد : 21737، مشكوة : 299۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوذر اور ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلا ہوں جسے قیامت والے دن سجدے کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلا ہوں جسے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی، میں اپنے آگے دیکھوں گا تو امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنی دائیں جانب دیکھوں گا تو امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنی بائیں جانب دیکھوں گا تو امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے دیکھوں گا تو امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم امتوں کے درمیان سے جو نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی اپنی امت تک ہوں گی، اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے وضو کے نشانات کی وجہ سے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے، ان کے علاوہ امتوں میں سے کوئی اور (ایسا) نہ ہوگا اور میں ان کو پہچان لوں گا، بے شک ان کو ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں تھمائے جائیں گے اور میں انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان لوں گا، ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کی وجہ سے اور میں ان کو ان کے نور کی وجہ سے پہچان لوں گا جو ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری امت کی فضیلت و منقبت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ شان والے ہیں۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی امتیازی شان و مقام کی حامل ہے اور یہ جداگانہ آن، بان دنیا میں اور آخرت میں بھی قائم رہے گی۔ اس حدیث میں آخرت میں جو امتیازی مقام ملے گا، اس کا بیان ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا﴾ (التحریم : 8)

''ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرفوں میں دوڑ رہا ہوگا، وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کرو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی فضیلت

[113]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوسَی بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، قَالَ: ((يَأْتِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ أُمَّتِی مِثْلُ اللَّيْلِ أَوِ السَّيْلِ ، فَيَخْطَفُ النَّاسَ خَطْفَةً وَاحِدَةً ، فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: لَمَا جَاءَ مَعَ مُحَمَّدٍ أَكْثَرُ مِمَّا جَاءَ مَعَ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ)).

تخریج الحدیث مجمع الزوائد، هيثمی : 10/ 344 اور کہا کہ اسے بزار نے بیان کا ہے اور اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے اسے "المطالب" میں ذکر کیا اور کہا کہ اسے عبد بن حمید نے بیان کیا ہے اور اس میں ضعف ہے اور اعظمی نے کہا کہ بوصیری نے کہا کہ اسے عبد بن حمید نے بیان کیا ہے، اس میں موسیٰ بن عبیدہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: "قیامت والے دن میری امت کے ساتھ رات کی مثل یا سیلاب کی مثل آئے گا جو لوگوں کو یکبارگی اچک لے جائے گا، تو فرشتے کہیں گے کہ یقیناً جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے وہ زیادہ ہیں، ان سے جو باقی امتوں کے ساتھ آئے گا۔

شرح الحدیث بلاشبہ ہمارے پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ شان و منقبت کے مالک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جداگانہ شان اور امتیازی مقام کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کمیت اور کیفیت یعنی تعداد اور اخلاص و اعمال میں سب امتوں سے بڑھ کر ہو۔ پس آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اعزاز و کمال سے بھی نوازا جائے گا۔ [1]

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

[114]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هِشَامٍ ، سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَذْكُرُ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةً قَدْ دَعَا بِهَا ، وَإِنِّی اسْتَخْبَأْتُ دَعْوَتِی شَفَاعَةً لِأُمَّتِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 563، 564، صحيح مسلم : فی كتاب الإيمان، رقم 345۔ 3/ 77، صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب لكل نبی دعوة مستجابة : 11/ 80، سنن دارمی، كتاب الرقاق 85، باب ان لكل نبي دعوة مستجابة : 2/ 235، سنن ترمذی، فی كتاب

[1] نیز دیکھئے صحیح بخاری: 6541۔

الدعوات : 10/ 63.

ترجمة الحديث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو قبول کی جانے والی ہے، یقیناً وہ اس کے ساتھ دعا کر چکا ہے اور بے شک میں نے قیامت والے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اپنے دعا کو چھپا رکھا ہے۔

شرح الحديث (1)......صحیح بخاری میں الفاظ ہیں:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا ، وفي أخرى: كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَ......)) [1]

''ہر نبی کے لیے ایک قبول کی جانے والی دعا ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ دعا کرتا ہے، اور ایک دوسری روایت ہے، ہر نبی کے لیے ہے کہ وہ کوئی سوال کر سکتا ہے، یا فرمایا کہ ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو اس نے دعا کی اور قبول کر لی گئی۔''

گزشتہ بالا حدیث نمبر 110 میں گزر چکا ہے کہ جب سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کے لیے کہیں گے تو وہ عذر بیان کرتے ہوئے فرمائیں گے: ''بے شک بات میرے لیے ایک دعا کا اختیار تھا جو میں اپنی قوم پر بددعا کر چکا ہوں۔''

(2)......آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کون خوش نصیب مستفید ہو سکے گا؟ اس بارے صحیح مسلم کی حدیث ہے:

((فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)) [2]

''پس وہ اگر اللہ نے چاہا تو اسے حاصل ہوگی، جو میری امت میں سے اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔''

(3)......اس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء پر فضیلت ثابت ہو رہی ہے کہ انہوں نے دنیا میں ہی اپنی دعا کا یہ حق استعمال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے مخصوص ہے اور نہ اپنے اہل بیت کے لیے بلکہ امت کے کبیرہ کے مرتکبین کے لیے، کیوں کہ وہی اس وقت اطاعت گزاروں کی نسبت زیادہ ضرورت مند ہوں گے۔ نیز یہ دعا امت اجابت کے لیے ہوگی

[1] صحیح بخاری : 6304، 6305.   [2] فتح الباری : 11/ 116.

نہ کہ امت دعوت کے لیے۔

(4)...... یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے ساتھ کمال محبت اور شفقت ہے نیز ان کی مصلحتوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بلیغ اور اہتمام بالغ ہے۔

(5)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں اہل سنت کے اس موقف کی دلیل ہے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا نہ تھا، وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رکھا جائے گا، چاہے وہ کبیرہ گناہوں پر اصرار کرتا رہا۔ ❶

[115]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ تُوفُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً ، أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك بزيادات نعيم : 114 ، سنن ابن ماجه : 4288، مسند احمد : 5/ 3، 5، سنن دارمی ، كتاب الرقاق : 47، باب قول النبی ﷺ أنتم آخر الامم : 2/ 221۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث بھز بن حکیم اپنے باپ اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک تم قیامت والے دن ستر امتوں کو پورا کرنے والے ہو، تم ان میں سب سے بہترین اور اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے معزز ہو گے۔''

شرح الحدیث اس حدیث میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت و منقبت بیان کی گئی۔ سنن ابن ماجہ کی دوسری حدیث میں ہے: ''ہم قیامت والے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے، ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر ہوں گے۔'' ❷

[116]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، سَمِعْتُ أَبِی ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وذَلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ أُوتُوهُ مِنْ قَبْلِنَا ، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعدِهِمْ ، فَهَذَا يَومُهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوا فِيهِ ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ)) .

❶ فتح الباری : 11/ 117 .
❷ سنن ابن ماجه : 4287 .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 114، صحيح بخارى : 876، صحيح مسلم، كتاب الجمعة، رقم : 19، 20، 6/ 144، مسند احمد : 2/ 502.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم آخر میں آنے والے (لیکن) قیامت کے دن سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ (اس طرح کہ) بے شک اہل کتاب یہ (جمعے کا دن) ہم سے پہلے دیئے گئے اور ہمیں یہ دن ان کے بعد دیا گیا تو یہ ان کا وہ دن ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ نے اس کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی، سو وہ اس میں ہمارے تابع ہیں، یہودیوں کا اگلا دن (ہفتہ) ہے اور نصرانیوں کا اس سے بھی اگلا دن (اتوار) ہے۔

شرح الحدیث اللہ تعالیٰ نے اس آخری امت کو باقی امتوں پر جن جن اعزازات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہیں جمعے والا دن عطا فرمایا جو ان کے نزدیک باقی ہفتے کے ایام میں سے زیادہ فضیلت والا ہے اور اللہ کو بھی پسند ہے۔ حالانکہ پہلی امتوں کے پاس پہلے آنے کی وجہ سے یہ موقع تھا کہ وہ اسے منتخب کرتیں لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور یہودیوں نے ہفتے کا دن، جب کہ عیسائیوں نے اتوار کو مخصوص و محتشم مانا، ہم امت محمدیہ سب کے بعد آئے اور جمعے کو اللہ کی توفیق سے ہم نے چن لیا۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ بڑا ناز تھا
"ہم" آئے اور سب بہاروں پر چھا گئے

اور بقول غالب:

وہ آئے بزم میں اتنا تو دیکھا غالب
اور پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی

امتِ محمدیہ اور آگ کی پرستش

[117]...... حَـدَّثَـنَـا جَدِّى، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ قَيْسٍ، حَدَّثَ أَبَا بَرْزَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: ((إِنَّ مِـنْ أُمَّتِـى لَمَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتَّى يَكُونَ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِهَا، وَإِنَّ مِنْ أُمَّتِى لَمَنْ يَشْفَعُ لِأَكْثَرَ مِنْ رَبِيعَةَ، وَمُضَرَ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 4323، مستدرك حاكم، كتاب الايمان : 1/ 71۔ امام حاکم نے

اسے شرط مسلم پر ''صحیح'' کہا ہے اور محدث البانی نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک میری امت میں سے بعض وہ ہے جو آگ کی تعظیم بجا لائے گا، یہاں تک کہ اس کے ارکان میں سے ایک رکن بن جائے گا اور یقیناً میری امت میں سے البتہ وہ بھی ہے جو ربیعہ اور مضر (قبیلوں) سے بھی زیادہ (لوگوں) کے لیے سفارش کرے گا۔

شرح الحديث (1)...... واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی دو قسمیں ہیں: ایک: امت اجابت، یعنی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و رسول مانا اور دوسرے: امت دعوت، یعنی جن کو اسلام میں آنے کی دعوت دینی ہے اور وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہیں۔

شرک کرنے والے یا شرکیہ اسباب فراہم کرنے والوں کا تعلق امت کی دوسری قسم سے ہے، جسے امت دعوت کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا اور سچا امتی، موحد ہوتا ہے، شرک اور اسباب شرک سے نفرت کرنے والا ہوتا ہے۔ البتہ کچے ایمان والوں سے امکان شرک ضرور ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ۝﴾ (یوسف : 106)

''اور ان کے اکثر اللہ پر (اس طرح) ایمان لاتے ہیں کہ وہ مشرک ہی ہوتے ہیں۔''

(2)......اس امت کے صالحین بھی اللہ کی منشا اور اذن سے سفارش کر سکیں گے۔ حدیث نمبر 110 کی شرح میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(3)......ربیعہ اور مضر قبیلوں کا نام اس لیے لیا گیا ہے کیوں کہ ان کی تعداد زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

بغیر حساب و کتاب جنت میں جانے والے

[118]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا ، تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا

عُكَّاشَةُ)) .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 550، صحيح بخارى ، كتاب الرقاق ، باب يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب : 11/ 348، صحيح مسلم ، كتاب الايمان : 3/ 88، رقم : 369 ، 370 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت جن کی (تعداد) ستر ہزار ہوگی، جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی روشنی کی طرف چمک رہے ہوں گے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دھاری دار چادر کو جو ان کے اوپر تھی اٹھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کو بھی ان میں شامل فرمالے۔ پھر انصار کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بارے عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں اس امت کے ستر ہزار خوش نصیبوں کے بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جانے کا ذکر ہے۔ احادیث میں ان کی چار علامات اور اوصاف حمیدہ بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ ❀: وہ آگ سے داغ نہیں لگواتے۔ ❀: وہ دم کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ❀: وہ نحوست نہیں پکڑتے۔ ❀: اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ [1]

(2)......بعض روایات میں ہے کہ ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے۔ [2]

رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوں

[119]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلَانِيُّ ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ ، أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ ، وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَرَغَ اللّٰهُ مِنْ قَضَاءِ الْخَلْقِ ، فَيَبْقَى رَجُلَانِ يُؤْمَرُ بِهِمَا إِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمَا ، فَيَقُولُ الْجَبَّارُ: رُدُّوهُ ، فَيُرَدُّ ، فَيُقَالُ لَهُ: لِمَ الْتَفَتَّ؟ قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى الْجَنَّةِ ،

[1] صحيح بخارى : 6541 . [2] فتح البارى : 11/ 499 .

قَالَ: فَيَقُولُ: هَذَا عَطَاءُ رَبِّي حَتَّى إِنِّي لَوْ أَطْعَمْتُ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي شَيْئًا)) ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَهُ يُرَى السُّرُورُ فِي وَجْهِهِ .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 122، مسند احمد : 22293۔ شیخ شعیب نے اسے ''رشدین بن سعد'' کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا فضالہ بن عبید اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ مخلوق کے فیصلے سے فارغ ہو جائے گا تو دو آدمی باقی رہ جائیں گے، انہیں آگ کی طرف (لے جانے کا) حکم دے دیا جائے گا تو ان میں سے ایک مڑ کر دیکھے گا، جبار کہے گا: اسے لوٹاؤ تو اسے لوٹایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تو نے مڑ کر کیوں دیکھا؟ وہ کہے گا: میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے گا، فرمایا کہ اسے جنت کی طرف (لے جانے کا) حکم دے دیا جائے گا۔ فرمایا: وہ کہے گا کہ یقیناً میرے رب نے مجھے (اتنا) دیا ہے۔ یہاں تک کہ بے شک اگر میں (تمام) اہل جنت کو کھلا دوں تو جو میرے پاس یہ (کھلانا) اس میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب اسے ذکر فرماتے تو آپ ؐ کے چہرے سے خوشی دیکھی جاتی تھی۔

شرح الحدیث اللہ تعالیٰ رحمان و رحیم کی رحمت کی امید سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ مایوسی تو کافروں کا شیوہ ہے:

﴿وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ (يوسف : 87)

یہ اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کا قول ہے جو اپنے بیٹوں سے کہہ رہے ہیں: اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ۔'' اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔''

ان دو میں سے ایک نے رحمت الٰہی کی امید پر آخری کوشش کی کہ مڑ کر دیکھا اور اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا، تو یہی کوشش اس کے کام آگئی، جب کہ دوسرے پر مایوسی چھا چکی تی، اس لیے کوئی کوشش نہ کی اور وہ انجام بد سے دوچار ہوا۔

[120]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَنْعُمٍ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ

اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا ، فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أَخْرِجُوهُمَا ، فَلَمَّا أُخْرِجَا ، قَالَ لَهُمَا: لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا؟ قَالَا: فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا . قَالَ: إِنَّ رَحْمَتِي لَكُمَا أَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ ، فَيَنْطَلِقَانِ فَيُلْقِي أَحَدُهُمَا نَفْسَهُ فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا ، وَيَقُومُ الْآخَرُ فَلَا يُلْقِي نَفْسَهُ ، فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا أَلْقَى صَاحِبُكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ ، أَرْجُو أَنْ لَا تُعِيدَنِي فِيهَا بَعْدَمَا أَخْرَجْتَنِي . فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ: لَكَ رَجَاؤُكَ . فَيَدْخُلَانِ جَمِيعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ)) .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 123، جامع ترمذی : 2599، جامع الأصول، ابن اثیر : 118/4۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ان میں سے جو آگ میں داخل کیے گئے، دو آدمیوں کی چیخ و پکار سخت ہوگئی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ان دونوں کو نکالو۔ جب ان دونوں کو نکالا گیا تو ان سے فرمایا: کس چیز کے لیے تم دونوں کی چیخ و پکار تیز ہوگئی؟ ان دونوں نے کہا: ہم نے یہ کیا تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے، فرمایا: میری رحمت تمہارے لیے یہ ہے کہ تم دونوں چلو اور اپنی جانوں کو آگ میں وہاں ڈالو جہاں تم دونوں تھے، وہ دونوں چلیں گے، ان میں سے ایک اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے گا اور اللہ اسے اس پر ٹھنڈک اور سلامتی والی بنا دے گا اور دوسرا کھڑا رہے گا، وہ اپنے آپ کو نہیں ڈالے گا۔ اس سے رب پوچھے گا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اپنے آپ کو ڈالے، جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! میں امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے اس سے نکالنے کے بعد دوبارہ اس میں نہیں لوٹائے گا، رب اس سے فرمائے گا: تیرے لیے ہی تیری امید ہے، سو وہ دونوں اس کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

شرح الحدیث (1)...... گناہ گار اہل ایمان کا سزا پانے کے بعد یا پہلے جنت میں جانا صحیح احادیث سے معلوم ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

(2)...... جنت میں جانے کا سبب رحمت الٰہی ہوگی۔ نیکی اعمال بلندئ درجات کا ذریعہ بنیں گے۔

سب سے افضل نعمت

[121]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى، وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ. فَيَقُولُ: أَنَا، أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضَائِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)).

تخریج الحدیث زيادات زهد، ابن مبارك: 129، صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار: 11/ 353، صحيح مسلم، كتاب الجنة: 17/ 168، رقم: 9، جامع ترمذى، كتاب صفة الجنة: 17، باب منه: 7/ 271، مسند احمد (الفتح الربانى) 24/ 204، حلية الأولياء، ابو نعيم: 6/ 343، 8/ 184.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری (سعد بن مالک بن سنان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا: اے جنت والو! وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم بار بار حاضر ہیں، وہ فرمائے گا، کیا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے: ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں اور یقیناً تو نے ہمیں وہ کچھ دیا جو اپنی مخلوق میں کسی کو نہ دیا، وہ فرمائے گا: میں ہی تمہیں اس سے بھی افضل چیز دیتا ہوں، وہ کہیں گے: یارب! اس سے افضل چیز کون سی ہوسکتی ہے؟ فرمائے گا: میں تمہارے اوپر اپنی رضامندی کو حلال کرتا ہوں، سو میں اس کے بعد کبھی بھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

شرح الحدیث (1)......فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ (التوبہ: 72)

"اور اللہ کی طرف سے رضامندی سب سے بڑی ہے۔"

کیوں کہ اللہ کی خوشنودی ہر کامیابی اور سعادت مندی کا سبب ہے اور ہر وہ شخص جسے معلوم ہو جائے کہ اس کا آقا اس سے خوش ہے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل اچھا ہوگا، کوئی نعمت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی، کیوں کہ اس میں تعظیم وتکریم ہے۔ [1]

(2)......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضامندی کی یہ نعمت جو اہل جنت کو حاصل ہوگی، اس سے بڑھ کر اور کچھ نہ ہوگا۔

---

[1] فتح البارى: 11/ 514.

اہل جنت کی صفات

[122]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ ، صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ ، وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، ومَجَامِرُهُمْ مِنَ الْأَلُوَّةِ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ ، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبٍ وَاحِدٍ ، يُسَبِّحُونَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا)) .

تخریج الحدیث زیادات زهد، ابن مبارک: 130، صحیح بخاری: 6542، صحیح مسلم، کتاب الجنة: 17/ 170، رقم: 14/ 16، جامع ترمذی، کتاب صفة الجنة: 7، باب صفة اهل الجنة: 7/ 242، سنن دارمی، الرقاق: 102، باب فی اول زمرة یدخلون الجنه: 2/ 240، مسند احمد (الفتح الربانی): 34/ 195، تاریخ بغداد: 9/ 82، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد: 39، باب صفه الجنة رقم: 4333، الزهد، ابن مبارك: 552 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، اس کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی صورت جیسی ہوں گی، وہ اس میں نہ تھوکیں گے، نہ ناک سے رینٹ نکالیں گے اور نہ اس میں پاخانہ کریں گے، اس میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی، اور ان کی انگیٹھیاں اگر کی لکڑی کی ہوں گی، ان کا پسینہ کستوری ہوگی اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، ان دونوں کا گودا حسن کی وجہ سے گوشت کے پیچھے سے نظر آ رہا ہوگا، نہ کوئی اختلاف ہوگا اور نہ باہمی کینہ، ان کے دل ایک دل کی مانند ہوں گے، وہ پہلے اور پچھلے پہر اللہ کی تسبیح بیان کریں گے۔

شرح الحدیث (1)...... امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صورت سے مراد صفت ہے یعنی وہ اپنے چہروں کی چمک دمک میں چودھویں رات کے چاند کی ضیا پاشیوں کی طرح ہوں گے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل جنت کے انوار ان کے درجات کے حساب سے مختلف ہوں گے، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ اس طرح

جمال وغیرہ کی ان کی صفات بھی مختلف ہوں گی۔'' ❶

(2)...... یہی حدیث امام بخاری نے، ''بدء الخلق'' میں ذکر کی ہے، وہاں دوسرے گروہ کا وصف یہ بیان ہوا ہے:

((وَالَّذِيْنَ عَلٰى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَائَةً)) ❷

''اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے ہوں گے وہ روشنی میں آسمان پر چمکتے ہوئے سب سے خوب صورت ستارے کی طرح ہوں گے۔''

ان کے درمیان کوئی بغض نہ ہوگا کیوں کہ:

﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ (الحجر : 47)

''اوران کے سینوں میں جو کینہ حسد ہوگا ہم نکال دیں گے، (وہ) تختوں پر آمنے سامنے (بیٹھے) بھائی بھائی ہوں گے۔''

[123]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِی خَالِدٍ ، عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِی مَخْزُومٍ ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِی سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ ، صُورَةُ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ كَصُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ فِی السَّمَاءِ ، ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنَازِلُ)) .

تخريج الحديث الزهد، ابن مبارك : 549، صحيح بخاری : 3246، مع نقض فی أوله وزيادة فی آخره، مسند أحمد : 2/ 473، 504، تاريخ بغداد : 2/ 160 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر میں آنے والے (لیکن) قیامت والے دن سبقت لے جانے والے ہیں، میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، وہ ستر ہزار ہوں گے، جن کا کوئی حساب نہ ہوگا، ان میں سے ہر آدمی کی صورت، چودھویں رات کے چاند کی صورت جیسی ہوگی، پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوں گے، آسمان پر انتہائی تیز (روشنی والے) ستارے کی طرح ہوں گے،

❶ فتح الباری : 11/ 503 .

❷ صحيح بخاری مع فتح الباری : 11/ 499 .

پھر اس کے بعد کئی مراتب ہوں گے۔

شرح الحدیث اس کی شرح کے لیے دیکھیے حدیث نمبر 118، 122.

[124]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِی حَبِيبٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِی الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ، كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ)).

تخریج الحدیث زیادات الزهد، ابن مبارك: 126، جامع ترمذی، كتاب الجنة: 2538، مسند احمد: 1/ 169، 171۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک جنت کی وہ (نعمت) جو ایک چھوٹے سے ناخن سے بھی کم ہے، اگر ظاہر ہو جائے تو آسمانوں اور زمین کے اطراف و اکناف میں جو کچھ ہے، سب مزین و آراستہ ہو جائے گا اور اگر بے شک اہل جنت میں سے کوئی ایک مرد جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو یقیناً اس کی روشنی سورج کی روشنی کو بے نور کر دے، جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو بجھا دیتا ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں اہل جنت کے زیورات کی خوبصورتی کا بیان ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة: 17)

”پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

[125]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِی الْغُرَفِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ أَوِ الْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَارِبَ فِی الْأُفُقِ أَوِ الطَّالِعَ فِی تَفَاضُلِ الدَّرَجَاتِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُولَئِكَ النَّبِيُّونَ؟ قَالَ: ((بَلَى، وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ وَأَقْوَامٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ)).

تخریج الحدیث زیادات الزهد، ابن مبارك: 126، مسند احمد: 2/ 335 339، صحيح بخاري: 3256، معجم صغير طبراني: 1/ 128.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ''بے شک اہل جنت، باہمی فضیلت کے درجات میں، ایک دوسرے کو بالا خانوں سے ایسے دیکھیں گے، جس طرح تم مشرقی یا مغربی ستارے کو، جو افق میں غروب یا طلوع ہونے والا ہوتا ہے، دیکھتے ہو، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو نبی ہی ہوں گے؟ فرمایا: کیوں نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔''

شرح الحدیث (1)...... اہل جنت کی فضیلت کے مختلف درجات کی وجہ سے، جنت میں متفاوت درجات ہوں گے، یہاں تک کہ اوپر کے درجات والوں کو نیچے والے یوں دیکھیں گے جیسے، ستاروں کو دیکھ رہے ہوں۔ یہ بات اس حدیث سے بھی واضح ہو جاتی ہے جس میں ہے کہ جنت کے سو درجات ہیں اور ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا زمین اور زمین کے درمیان اور سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس ہے۔ ❶

(2)...... یہ سب سے بلند درجات انبیاء کرام علیہم السلام کو اور ان لوگوں کو ملیں گے، جن میں تین اوصاف ہوں گے۔ اللہ پر ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور تمام رسولوں کی تصدیق۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تمام رسولوں کی تصدیق، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ثابت ہوتی ہے، نہ کہ پہلی امتوں کے لیے، کیوں کہ اگر ان میں کوئی ایسا ہو جس نے اپنے اور آنے والے کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی بھی ہو، لیکن وہ توقع کے طریق سے ہے نہ کہ واقع کے طریق سے۔'' واللہ اعلم'' ❷

(3)...... جامع ترمذی میں ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہیں اور انعام یافتہ ہیں۔ ❸

(4)...... جامع ترمذی کی دوسری روایت ہے جس میں تین اوصاف مزید بیان کیے گئے ہیں۔ (1) جس نے نرم گفتگو کی (2) ہمیشہ روزہ رکھا (3) نماز پڑھی جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ ❹

[126]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ

❶ ترمذی مع التحفه: 3/ 326.
❷ فتح الباری: 6/ 395.
❸ فتح الباری: 6/ 395.
❹ فتح الباری: 6/ 396.

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ ، وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً ، وَيُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ)) .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 127، جامع ترمذي، كتاب صفة الجنة : 2562۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے سب سے ادنیٰ وہ ہوگا جس کے لیے اسی خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی، اس کے لیے لؤلؤ، زبرجد اور یاقوت کا (اتنا بڑا) خیمہ نصب کیا جائے، جتنا (فاصلہ) جابیہ اور صنعاء کے درمیان ہے۔

شرح الحدیث جابیہ شام کی ایک بستی ہے اور صنعاء یمن میں ہے۔ دونوں کے درمیان ایک مہینے کی مسافت سے زیادہ مسافت ہے۔ [1]

[127]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرَدُّونَ بَنِي ثَلَاثِينَ سَنَةً فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا ، وَكَذَلِكَ أَهْلُ النَّارِ)) .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 128، جامع ترمذي : 2562۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث اسی سند کے ساتھ (یہ حدیث بھی مروی ہے کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے جو بھی فوت ہوا، چھوٹا یا بڑا، وہ جنت میں تیس سال کی عمر میں لوٹا دیے جائیں گے، وہ کبھی اس سے زیادہ (عمر کے) نہ ہوں گے۔ اور اہل جہنم بھی عمر میں اسی طرح ہوں گے۔

شرح الحدیث (1)...... علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر تم یہ اعتراض کرو گے، اس حدیث اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''باب البکاء'' میں مروی حدیث کے درمیان کی جمع و تطبیق ہے کہ:

((صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ))

''ان (جنتیوں) کے چھوٹے بچے جنت کے چھوٹے گھر والے ہوں گے۔''

یعنی اپنی اپنی منازل پر داخل ہونے والے ہوں گے، کسی چیز سے روکے نہیں جائیں گے، جس طرح کہ دنیا

[1] تحفة الأحوذي : 3/ 338 .

میں (چھوٹے بچوں کا گھر میں معاملہ) ہوتا ہے۔ میں اس اعتراض کے جواب میں کہوں گا کہ "فی الجنة" ظرف ہے "لیردون" کی اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ لوٹائے جانے سے قبل چھوٹے گھر والے نہ تھے۔ ❶

میں کہتا ہوں کہ جمع و تطبیق کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ پہلی حدیث ضعیف ہے۔ صحیح اور ضعیف کے مابین تطبیق نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ صحیح مسلم کی یہ حدیث "باب البکاء" میں نہیں بلکہ کتاب البر والصلة کے باب "فَضْلُ مَنْ يَمُوْتُ لَهُ وَلَدٌ فَيَحْتَسِبُهُ" میں ہے۔ دیکھیں صحیح مسلم: 6701.

(2)...... دعامیص: یہ دُعموص کی جمع ہے، جس کا معنی ہے، چھوٹے گھر والے، اصل میں دعموص اس چھوٹے جانور کو کہتے ہیں جو پانی میں ہی رہتا ہے، اس کی رفاقت کی وجہ سے یعنی یہ چھوٹا بچہ بھی جنت میں ہی رہے گا اس سے جدا نہ ہوگا۔ ❷

[128]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِی السَّمْحِ، عَنْ أَبِی الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ فِی خَدِّهَا أَصْفَى مِنَ الْمِرْآةِ، وَإِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَةٍ عَلَيْهَا لَتُضِیءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ عَلَيْهَا سَبْعُونَ ثَوْبًا يَنْفُذُهَا بَصَرُهُ حَتَّى يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ)).

تخریج الحدیث زیادات الزهد، ابن مبارك: ص 73، مسند أحمد: 11715، مشکوة: 5652۔ محدث البانی اور شیخ شعیب نے اسے "ضعیف" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: "وہ اپنے چہرے کی طرف اس (حور) کے رخسار میں آئینے سے بھی شفاف دیکھے گا اور بے شک ایک سب سے ادنیٰ موتی، جو اس پر ہوگا، یقیناً مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دے گا، اور حقیقت یہ ہے کہ اس پر ستر کپڑے ہوں گے، اس کی نگاہ ان کے پار جائے گی، یہاں تک کہ وہ اس کی پنڈلی کا گودا اس کے پیچھے سے دیکھے گا۔

شرح الحدیث (1)...... اس کی سند میں بھی رشدین بن سعد ہے جو کہ ضعیف ہے، لیکن کتاب وسنت میں حوروں کے اوصاف کا خوب صورت تذکرہ موجود ہے، البتہ اس حدیث کے بعض حصے کی تائید کئی صحیح احادیث سے ہوتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: "ان میں سے ہر مرد کی دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلیوں کا مغز گوشت

❶ تحفة الأحوذی: 3/ 338.
❷ شرح صحیح مسلم: 2/ 331.

کے پار سے نظر آ رہا ہوگا اور جنت میں کوئی شخص بیوی کے بغیر نہیں ہوگا۔ ❶

(2)...... دوسری حدیث میں ہے: ''اور اگر اہل جنت کی کوئی عورت زمین والوں کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کے درمیان کا سارا حصہ روشن ہو جائے اور یہ سارا خلا خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔'' ❷

قرآن مجید میں ہے:

﴿ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴾ (الرحمٰن : 58)

''گویا وہ (عورتیں) یاقوت اور مرجان ہیں۔''

اس سے قبل قرآن مجید نے جنتی عورتوں کا یہ وصف بیان کیا ہے:

﴿ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴾ (الرحمٰن : 56)

''اس میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے۔''

(3)...... جنت کے محلوں، چشموں اور باغوں میں بچھے ہوئے بستروں میں جنتیوں کا دل لگانے والی عورتوں کے ظاہری و باطنی اوصاف اور ان کے کمال و جمال کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کا معنوی حسن بیان فرمایا کہ ان کی آنکھیں خاوندوں کے سوا کسی اور کی طرف نہیں اٹھیں گی اور نہ ہی ان کی نگاہ میں ان کے خاوندوں سے بڑھ کر کوئی ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک وصف ہی ہزاروں اوصاف پر بھاری ہے۔ کوئی عورت کتنی ہی حسین و جمیل ہو، اس وصف سے عاری ہو تو غیور مرد کی نظر میں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں رہتی۔ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے:

وَأَتْــرُكُ حُبَّهَــا مِــنْ غَيْــرِ بُـغْـضٍ
وَذَاكَ لِـــكَـــثْـــرَةِ الشُّـرَكَـاءِ فِيْـهِ
إِذَا وَقَـعَ الـذُّبَــابُ عَـلٰـى طَـعَـامٍ
رَفَـعْــتُ يَـدِيْ وَنَـفْسِـيْ تَشْتَهِيْــهِ
وَتَــجْـتَــنِــبُ الْأَسْــوَدُ وُرُوْدَ مَــاءٍ
إِذَا كَـــانَ الْـكِلَابُ وَلَـغْـنَ فِيْــهِ

❶ صحيح مسلم : 2834.
❷ صحيح بخاري : 2796.

''میں اس کی محبت کسی بغض کے بغیر ترک کر رہا ہوں، کیوں کہ اس محبت میں اور بھی کئی شریک ہیں۔
جب مکھی کھانے پر آ گرے تو میں اپنا ہاتھ اٹھا لیتا ہوں، حالاں کہ میرا دل اسے چاہ رہا ہوتا ہے اور شیر پانی پر آنے سے اجتناب کرتے ہیں، جب کتوں نے اس میں منہ ڈال دیا ہو۔''

(4)...... نیز وہ عورتیں کنواری ہوں گی، اگر دنیا میں خاوندوں کے پاس رہی ہوں گی، تب بھی جنت میں آ کر نئے سرے سے کنواری ہو جائیں گی اور جنت میں ملنے والے خاوندوں سے پہلے کسی نے انہیں چھوا تک نہ ہوگا، اصحاب الیمین (دائیں ہاتھ والوں) کو ملنے والی عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ۝﴾

(الواقعہ: 35-38)

''بلاشبہ ہم نے ان بستر والی عورتوں کو پیدا کیا، نئے سرے سے پیدا کرنا۔ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ جو خاوندوں کو محبوب، ان کی ہم عمر ہیں۔ دائیں ہاتھ والوں کے لیے۔''

(5)...... پھر مقربین کو ملنے والی بیویوں کا معاملہ تو ان سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

[129]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا سَبْعِينَ، أَوْ قَالَ: مِائَةَ سَنَةٍ هِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ))

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك: 523، زيادات الزهد، ابن مبارك: 75، صحيح بخاری، كتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة وأنها مخلوقة: 6/ 251، سنن ابن ماجه: 4335، مسند أحمد: (الفتح الربانی): 24/ 188، دارمی: 2/ 244.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ''بے شک جنت میں ایک ایسا عظیم درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں ستر یا فرمایا سو سال چلتا رہے گا، وہ ہمیشگی کا درخت ہے۔

شرح الحدیث (1)...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوار اس درخت کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا، اسے طے نہ کر سکے گا۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور فرمایا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

[1] صحیح البخاری: 3251.

﴿وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ (الواقعہ : 30) ''اور ایسے سائے میں جو خوب پھیلا ہوا ہے۔''

سائے جگہ کے لحاظ سے پھیلاؤ بھی شامل ہے اور زمانے کے لحاظ سے بھی۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا﴾ (الرعد : 35) ''اس کا پھل دائمی ہے اور اس کا سایہ بھی۔''

(2)...... امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس درخت کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ یہی ''طوبیٰ'' ہے۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں اس کا شاہد عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو احمد، طبرانی اور ابن حبان میں ہے اور یہی قول معتمد ہے۔ [1]

[130]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِینَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 3244، سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، : 39، باب صفة الجنة، مسند أحمد (الفتح الربانی) 24/ 184.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل پر اس کا خیال تک نہیں آیا۔

شرح الحدیث (1)...... دوسری روایات میں آیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ﴾ (السجدہ : 17)

''پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔'' [2]

(2)...... آیت میں لفظ ''نَفْسٌ'' نکرہ ہے، جو عموم کا فائدہ دے دیتا ہے، یعنی کوئی نفس نہیں جانتا خواہ انسان ہو یا جن یا فرشتہ، پھر خواہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل، غرض اللہ کے سوا کوئی ان نعمتوں کو نہیں جانتا، جو اس نے اہل ایمان کے لیے چھپا رکھی ہیں، جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، ان کے ان اعمال کی جزا کے لیے جو وہ کیا

---

[1] فتح الباری : 6/ 393.

[2] صحیح بخاری : 4779، صحیح مسلم : 2824.

کرتے تھے۔

[131]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُمَرَ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ ، جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، ثُمَّ يُذْبَحَ ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ، لَا مَوْتَ ، يَا أَهْلَ النَّارِ ، لَا مَوْتَ ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ)) .

تخريج الحديث صحيح بخاری : 6548، زيادات الزهد، ابن مبارك : 79، مسند أحمد (الفتح الربانی) 24/ 205، حلية الأولياء، ابو نعيم : 8/ 133 .

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت کی طرف اور آگ والے، آگ کی طرف چلے جائیں گے، موت کو لایا جائے گا، یہاں تک کہ اسے جنت اور آگ کے درمیان کر دیا جائے گا، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر منادی اعلان کرے گا، اے جنت والو! (اب) کوئی موت نہیں، اے آگ والو! (اب) کوئی موت نہیں، تو جنت والے اپنی فرحت کی طرف مزید خوشی میں بڑھ جائیں گے اور آگ والے اپنے غم کی طرف مزید غم میں بڑھ جائیں گے۔

[132]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ ، عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، قَالَ: أَظُنُّهُ يَرْفَعُهُ ، قَالَ: ((يُؤْتَى بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ، هَذَا الْمَوْتُ ، يَا أَهْلَ النَّارِ ، هَذَا الْمَوْتُ ، فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ، فَلَوْ مَاتَ أَحَدٌ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ ، وَلَوْ مَاتَ أَحَدٌ حُزْنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ)) .

تخريج الحديث زيادات الزهد، ابن مبارك : 79، مسند احمد : 3/ 9، سنن دارمی ، كتاب الرقاق : 90، باب ذبح الموت : 2/ 236، حلية الأولياء، ابو نعيم : 8/ 184، صحيح بخاری مع الفتح : 11/ 6548، صحيح مسلم : 2850 .

ترجمة الحديث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میرا (راوی کا) خیال ہے کہ انہوں نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔ موت کو قیامت والے دن لایا جائے گا، جس طرح چتکبرہ مینڈھا ہوتا ہے،

اسے جنت اور آگ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا، کہا جائے گا: اے جنت والو! یہ موت ہے، اے آگ والو! یہ موت ہے، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور وہ دیکھ رہے ہوں گے۔ اگر کسی نے خوشی سے مرنا ہوتا تو اہل جنت یقیناً مر جاتے اور اگر کسی نے غم سے مرنا ہوتا تو آگ والے یقیناً مر جاتے۔

شرح الحدیث (1)......قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (مریم : 39)

''اور انہیں پچھتاوے کے دن سے ڈرا جب (ہر) کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ سراسر غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔''

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ عزوجل ﴿ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ ﴾ : 4730 میں ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنے کے بعد ذکر کیا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مذکورہ بالا آیت پڑھی، دلیل ہے کہ ﴿ قُضِيَ الْاَمْرُ ﴾ ''فیصلہ کر دیا جائے گا'' سے مراد موت کو ذبح کر دیا جانا ہے۔ مسند احمد : 3/ 9، ح : 11072 میں اسی حدیث کے شروع میں ہے کہ جب (تمام) جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔

(2)......موت ایک عرض ہے یعنی بغیر جسم کے ہے، اللہ اسے جوہر بنا کر موت دے گا۔ یعنی جسم دے کر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ ﴿ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴾ (ابراھیم : 20)

(3)......امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہی احادیث میں وضاحت ہے کہ اہل جہنم کا اس میں ہمیشہ رہنا ایسی مدت تک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے اور ان کی اقامت وہاں بغیر موت کے اور بغیر ایسی زندگی کے ہے جس میں کوئی نفع اور آرام ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ ﴾ (فاطر : 36)

نیز فرمایا:

﴿ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ﴾ (السجدہ : 20)

''جب کبھی چاہیں گے کہ اس سے نکلیں، اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔''

نیز فرمایا کہ جس نے یہ خیال کیا کہ وہ (جہنمی) اس آگ سے نکل آئیں گے اور جہنم خالی باقی رہ جائے گی یا فنا اور ختم ہو جائے گی، وہ اس سے خارج ہے جو مقتضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جس پر اہل سنت کا

اجماع ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں سات نظریات پیش کیے ہیں اور ان کا رد کیا ہے اور صحیح بات وہی ہے جو امام قرطبی نے بیان فرمائی ہے۔ کتاب وسنت اور اجماع امت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ قرآن کا اٹل فیصلہ ہے:

﴿ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (البقرہ : 167)

''اور وہ کسی صورت آگ سے نکلنے والے نہیں۔''

''بخارجین'' میں باءنفی کی تاکید کے لیے ہے۔

جہنم کی وسعت و گہرائی

[133]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِی السَّمْحِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ، أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ مَسِيرَةَ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ، وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا)).

تخریج الحدیث زيادات الزهد : 84، جامع ترمذی، كتاب جهنم، باب صفة طعام أهل النار : 2588، مسند أحمد (الفتح الربانی) 24/ 165۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بے شک ایک پتھر اس کی مثل اور آپ ﷺ نے کھوپڑی کی طرف اشارہ فرمایا۔ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے اور وہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو یقیناً وہ رات سے پہلے پہنچ جائے گا اور اگر بے شک اسے اس زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے گا تو یقیناً وہ چالیس سال دن رات چلتا رہے گا (جہنم کی تہہ تک) پہنچنے سے پہلے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں جہنم کی گہرائی بیان کر کے ڈرایا گیا ہے۔ زنجیر سے مراد وہی ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے:

﴿ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾ (الحاقة : 32)

''پھر ایک زنجیر میں، جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے، پس اسے داخل کر دو۔''

[1] فتح الباری : 11/ 513.

حکم ہوگا اسے پکڑو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، اور پھر اسے بڑھکتی ہوئی آگ میں جھونک دو، پھر اسے ایک زنجیر میں جکڑ دو جو ستر (70) ہاتھ لمبی ہے۔ جہنمیوں کو جہنم میں طوقوں اور زنجیروں سے جکڑ کر لمبے لمبے ستونوں سے باندھ دیا جائے گا تاکہ وہ حرکت نہ کرسکیں، کیوں کہ حرکت سے بھی عذاب میں کچھ تخفیف ہوتی ہے، فرمایا:

﴿ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ ﴾ (الهمزه : 8، 9)

''یقیناً وہ (آگ) ان پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے لمبے لمبے ستونوں میں۔''

ستر ہاتھ سے مراد یہ پیائش بھی ہوسکتی ہے اور بہت زیادہ لمبائی بھی، کیونکہ عربوں کے ہاں ستر کا عدد کثرت کے لیے بھی آتا ہے۔ پھر ہوسکتا ہے کہ یہ زنجیر ہر مجرم کے لیے الگ الگ ہو اور یہ بھی کہ ایک ہی زنجیر میں سب کو پروتے چلے جائیں۔ [1]

[134]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ يَزِيدَ التَّغْلِبِيِّ ، نَا يَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، ابْكُوا ، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا ، فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ فِي النَّارِ ، حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتَّى تَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ فَتَسِيلَ الدِّمَاءُ فَتَقْرَحَ الْعُيُونُ ، فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُجْرِيَتْ فِيهَا لَجَرَتْ)) .

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك : 85، المطالب، ابن حجر : 4/ 398، سنن ابن ماجه : 4324، مجمع الزوائد، هيثمي: 10/ 391۔ ابن حجر، ہیثمی اور محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! روو، اگر رو نہیں تو رونے والی صورت بناؤ۔ بے شک آگ والے آگ میں روئیں گے، یہاں تک کہ ان کے آنسو، ان کے چہروں پر بہیں گے، جس طرح کہ آب پاشی کی چھوٹی نہریں ہیں، تا آنکہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پس خون بہہ پڑیں گے۔ آنکھیں زخمی ہو جائیں گے، اگر بے شک ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو یقیناً چل پڑیں۔

شرح الحدیث اگرچہ یہ حدیث یزید رقاشی کی وجہ سے سنداً ضعیف ہے، لیکن آخرت کا اور جہنم کا معاملہ

[1] تحفة الأحوذي : 3/ 345 .

بڑا ہولناک ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی چیز پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئی ہے۔ میں نے خیر اور شر کے بارے میں آج کے دن کی طرح (کوئی دن) نہیں دیکھا اور اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم کم ہنسو اور زیادہ روو۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہ آیا، کہا کہ انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپ لیا اور ان کی رونے کی آوازیں (آرہی) تھیں۔ [1]

جہنمیوں کی سزائیں

[135]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِیدِ بْنِ یَزِیدَ أَبِی شُجَاعٍ، عَنْ أَبِی السَّمْحِ، عَنْ أَبِی الْهَیْثَمِ، عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ﴿وَهُمْ فِیهَا کَالِحُونَ﴾ [الْمُؤْمِنُونَ: 104]، قَالَ: ((تَشْوِیهِ النَّارُ، فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْیَا حَتَّی تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ، وَتَسْتَرْخِی شَفَتُهُ السُّفْلَی حَتَّی تَضْرِبَ سُرَّتَهُ)).

تخریج الحدیث زیادات الزهد، ابن مبارك: 84، جامع ترمذی، کتاب جهنم: 5، باب طعام أهل النار: 2587۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿وَهُمْ فِيهَا كٰلِحُوْنَ﴾ (المؤمنون: 104) ''اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے۔'' فرمایا کہ آگ اسے جھلسا دے گی، تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا، یہاں تک کہ اس کے سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور اس کا نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا، تا آں کہ اس کی ناف کو جا لگے گا۔

شرح الحدیث جہنمی آگ میں جلنے سے بدشکل ہو جائے گا۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ تیوری چڑھائیں گے اور ترش رو ہوں گے۔ دوسرا قول ہے کہ ان کے دانت ظاہر ہو جائیں گے اور یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر کے موافق ہے۔ [2]

[136]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((نَارُکُمْ هَذِهِ الَّتِی یُوقِدُ بَنُو آدَمَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ سَبْعِینَ

[1] صحیح بخاری مع الفتح: 8 (4621)، مسلم: 2359.
[2] تحفة الأحوذی: 3/ 345.

جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ)) ، قَالُوا: وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا ، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)) .

تخريج الحديث صحيح بخارى : 3265، زيادات الزهد، ابن مبارك : 88، مؤطا : 4/ 416، كتاب جهنم : 697، بـاب ما جاء فى صفة جهنم، مسند احمد (الفتح الربانى) 24/ 163، 164، سنن دارمى، كتاب الرقاق : 2، بـاب قول النبى ﷺ نـاركـم هذه جزء من كذا، صحيح ابن حبان (الموارد) 648.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری یہ آگ ہے، جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم (کی آگ) کے ستر (70) حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ (دنیا کی آگ ہی) ہوتی تو یقیناً کافی تھی۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: ''بے شک وہ انہتر حصے اس سے بڑھائی گئی ہے۔ وہ سب اس کی گرمی کی مثل ہیں۔''

شرح الحديث سب مصائب و آلام کی جگہ، تمام دکھوں، غموں کی آماجگاہ، شدید عذاب و سزا کا گھر، خوف ناک و بھیانک مناظر کا گڑھ، ذہنی اذیتوں و جسمانی وباؤں کا منبع، قہر الٰہی کی آخری حد اور غضب الٰہی کی انتہائی تصویر جہنم ہے۔ اسی لیے قرآن نے اسے ''بئس المصير'' اور ''بئس المهاد'' جیسے نام دیے ہیں۔ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کا ذکر کیا تو نفرت و کراہت سے اپنے رخ کو پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی، پھر آگ کا ذکر کیا تو اپنے چہرے کو نفرت و کراہت سے پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی، پھر فرمایا: ''آگ سے بچو اور اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی، جو نہ پائے تو اچھی بات کے ساتھ ہی۔'' [1]

[137]...... حَدَّثَنَا جَدِّى ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِى السَّمْحِ ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ ، فَيَنْفُذُ الْجُمْجُمَةَ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ ، فَيَسْلِتُ مَا فِى جَوْفِهِ حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ ، وَهُوَ الصَّهْرُ ، ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)) .

تخريج الحديث زيادات الزهد، ابن مبارك : 89، مسند احمد : 2/ 374، حلية الأولياء، ابو

[1] صحيح بخارى : 6563.

نعیم : 8/ 82، جامع ترمذی : 2582، سلسلة الصحیحة : 3470.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ''بے شک گرم پانی یقیناً ان کے سروں پر ڈالا جائے گا، وہ کھوپڑی کو آر پار کر دے گا، یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا، جو اس کے پیٹ میں ہوگا سب باہر نکال کر رہے گا۔ تا آں کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا اور پگھلانا یہی ہے، پھر اسے جیسے تھا، لوٹا دیا جائے گا۔

شرح الحديث قرآن مجید میں ہے:

﴿يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝﴾ (الحج : 20)

''اس کے ساتھ پگھلا دیا جائے گا، جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور چمڑے بھی۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝﴾ (محمد : 15)

''اور جنھیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، تو وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔''

نیز فرمایا:

﴿ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝﴾ (الصافات : 67)

''پھر بلاشبہ ان کے لیے اس پر یقیناً سخت گرم پانی کی آمیزش ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝﴾ (الواقعه : 54)

''پھر اس پر کھولتے پانی سے پینے والے ہو۔''

اگلی حدیث میں مزید وضاحت آ رہی ہے۔

[138]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنْ أَبِی أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ﴾ [إِبْرَاهِيم: 17]، قَالَ: ((يُقَرَّبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ، فَإِذَا أُدْنِیَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهِ، فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَّعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ، وَيَقُولُ ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ [مُحَمَّد: 15]، وَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا

بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَ تْ مُرْتَفَقًا﴾ [الْكَهْف: 29]))

تخریج الحدیث زیادات الزهد، ابن مبارك: 89، مسند احمد: 5/ 265، حلية الأولياء: 8/ 182، سنن ترمذی: 2583۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں: ﴿وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ﴾ (ابراہیم: 16، 17) ''اور اسے اس پانی سے پلایا جائے گا، جو پیپ ہے، وہ اسے بہ مشکل گھونٹ گھونٹ پیے گا۔'' فرمایا کہ وہ اس کے قریب کیا جائے گا تو اسے سخت ناپسند لگے گا اور جب وہ اس کے نزدیک لایا جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی چمڑی گر جائے گی۔ جب وہ اسے پیے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا، یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے نکل جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ (محمد: 15) ''اور جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، تو وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔'' اور اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ (الكهف: 29) ''اور اگر وہ اپنی مانگیں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا۔ جو چہروں کو بھون ڈالے گا، برا مشروب ہیا اور بری آرام گاہ ہے۔''

شرح الحدیث اس حدیث میں گرم پانی کے ساتھ جہنمیوں کے زخموں کی پیپ بھی انہیں پلانے کا ذکر ہے۔ انہیں زقوم (تھوہر) کے درخت کا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹکنے والا ہوگا، جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک ختم کرے گا۔ لیکن بھوک کی شدت اتنی ہوگی کہ اسے کھاتے جائیں گے، پھر سخت پیاس لگے گی اور پینے کے لیے انہیں پیپ دی جائے گی جو انتہائی گرم، بدبودار، کریہہ المنظر اور بدذائقہ ہوگی لیکن چار و ناچار اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں گے۔ ایسے ہی انتہائی گرم پانی دیا جائے گا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ أعاذنا اللّٰه منه

[139]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَاءٌ كَالْمُهْلِ، قَالَ: ((كَعَكَرِ الزَّيْتِ، فَإِذَا قُرِّبَ إِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ)).

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك: 90، جامع ترمذی، كتاب صفة جهنم، حديث: 2584، مستدرك حاكم، كتاب الأهوال، صفة ماء كالمهل: 604/4، صحيح ابن حبان (الموارد) 649، مسند أحمد: 71/3، حلية الأولياء، ابونعيم: 182/8۔ محدث البانی نے اسے ضعیف کہا

ہے لیکن امام حاکم اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ پانی پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا، تیل کی تلچھٹ کی طرح، جب وہ اس کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی چمڑی گر جائے گی۔''

شرح الحديث پچھلی حدیث میں پیپ سے چہرے کے بھونے جانے کا ذکر تھا اور اس میں گرم پانی سے چہرے کی چمڑی کے گر جانے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے ایسا یکے بعد دیگرے ہو۔ واللہ اعلم

[140]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَسُرَادِقِ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ ، كُثُفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً)) .

تخريج الحديث زيادات الزهد، ابن مبارك : 90، جامع ترمذى، كتاب صفة جهنم : 4، باب صفة شراب أهل النار : 2584، مسند أحمد : (الفتح الربانى) : 24/ 168۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آگ کی قناتیں چار موٹی دیواریں ہیں، ہر دیوار چالیس سال کی مسافت ہے۔''

شرح الحديث اس حدیث کی تفسیر قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ ﴾ (الكهف : 29)

''بے شک ہم نے ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی قناتوں نے انہیں گھیر رکھا ہے۔''

[141]...... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهَرَاقُ بِهِ الدُّنْيَا ، لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا)) .

تخريج الحديث زيادات الزهد، ابن مبارك : 90، جامع ترمذى، كتاب صفة جهنم، باب صفة شراب أهل النار : 2584، تفسير ابن كثير : 42/4۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث اور اسی سند سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بے شک ایک پیپ کا ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو یقیناً دنیا والوں کو بدبودار کر دے۔

شرح الحديث فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ﴾ (ص : 57)

''یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔''

غساق :......جہنمیوں کے چمڑے سے بہنے والی پیپ ''غَسَقَ الْجُرْحُ غَسَقَانًا'' جب زخم سے پیپ وغیرہ نکلے۔ قاموس اور لغت کی دوسری کتابوں میں ''غَسَّاقٌ'' کا معنی ''اَلْبَارِدُ وَالْمُنْتِنُ'' لکھا ہے۔ نہایت ٹھنڈا اور بدبودار۔ قرآن مجید میں دو مقامات پر یہ لفظ ''حمیم'' (گرم پانی) کے مقابلے میں آیا ہے۔ ایک یہاں اور دوسرے سورۂ نبا (25) میں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کا معنی شدید ٹھنڈی اور بدبودار کرنا زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ جہنم میں گرمی (آگ) کا عذاب بھی ہے اور سردی (زمہریر) کا بھی۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اَلْحَمِيْمُ'' انتہاء کو پہنچا ہوا گرم اور ''غساق'' ایسا ٹھنڈا (جس کی ٹھنڈک برداشت نہ ہو سکے)۔

[142]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ)) .

تخريج الحديث مسند احمد : 3/ 120، 231، 239، صحيح الترغيب والترهيب : 2327 .

ترجمة الحديث سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا، ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا کہ جبریل علیہ السلام! یہ کون ہیں؟ فرمایا: آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب جو لوگوں کی نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنی جانوں کو بھول جاتے تھے اور وہ کتاب (بھی) پڑھتے تھے، کیا پس وہ عقل نہیں کرتے۔

شرح الحديث اس کی شرح کے لیے دیکھئے حدیث نمبر 27۔

[143]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُقَالُ لَهُ: لَمْلَمُ ، إِنَّ أَوْدِيَةَ جَهَنَّمَ لَتَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ)) .

تخريج الحديث زيادات الزهد، ابن مبارك : 95، حلية الأولياء، ابونعيم :8/ 178 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جہنم میں یقیناً

ایک وادی ہے، جسے "لملم" کہا جاتا ہے۔ بے شک جہنم کی وادیاں اس کی حرارت سے پناہ مانگتی ہیں۔

شرح الحدیث جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گناہ زیادہ تپش رکھتی ہے۔ لیکن اس وادی کی آگ کی حرارت کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے، جس سے جہنم کی یہ آگ بھی پناہ مانگتی ہے جو بدنصیب وہاں جائیں گے، ان کے عذاب کا عالم کیا ہوگا! ((اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ)).

[144]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((وَيْلٌ، وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَهْوِي فِيهِ الْكَافِرُ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهُ، وَالصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا، ثُمَّ يَهْوِي بِهِ كَذَلِكَ أَبَدًا))

تخریج الحدیث زيادات الزهد، ابن مبارك: 96، مسند احمد: 3/ 75، صحيح ابن حبان (الموارد) 649، سنن ترمذی: 3164۔ محدث البانی نے اسے "ضعیف" کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ "ویل" جہنم میں ایک وادی ہے، کافر اس سے پہلے کہ اس کی گہرائی تک پہنچے چالیس سال گرتا رہے گا اور "صعود" ایک آگ کا پہاڑ ہے، وہ اس پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا، پھر آگ میں گر جائے گا۔

شرح الحدیث قرآن مجید میں ہے:

﴿سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا﴾ (المدثر: 17)

"عنقریب میں اسے ایک دشوار گھاٹی چڑھنے کی تکلیف دوں گا۔"

قیامت کے دن کی اور جہنم کی مصیبتیں جھیلنے پر مجبور کرنے کو دشوار چڑھائی کی تکلیف دینے کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا پہاڑ مراد لینا حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے محل نظر ہے۔ کیونکہ اس میں رشدین بن سعد ہے۔ اس بارے میں ایک اور روایت ہے جو طبری: (29/ 155)، طبرانی اوسط: 5/ 366، رقم: 5573، میں ہے، اس بارے علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد: 7/ 134 میں فرمایا کہ اس میں عطیہ عوفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام قتادہ رحمہ اللہ نے صعود کی تفسیر کی ہے: ایسا عذاب جس میں کوئی راحت و آرام نہ ہو۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسے ہی پسند کیا ہے۔ [1]

[1] تفسير ابن كثير: 14/ 181.

قصاص کا بیان

[145]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ هَمَّامٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ، فَسُئِلَتْ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ؟ فَقِيلَ: فُلَانٌ ، أَوْ فُلَانٌ حَتَّى ذُكِرَ اسْمُ الْيَهُودِيِّ ، فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا ، أَیْ: نَعَمْ ، فَدُعِيَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ ، ((فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ)) ، أَوْ قَالَ: حِجَارَةٍ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، فی أول کتاب الخصومات : 5/ 45، صحیح مسلم : 11/ 157، 158، 159، رقم : 15، 16، 17، کتاب القسامة باب ثبوت القصاص فی القتل بالحجر وغیره، جامع الترمذی، کتاب الدیات : 6، باب من ضخ رأسه بالصخرة : 4/ 651، سنن ابن ماجه، کتاب الدیات : 24، باب یقتاد من القاتل کما قتل : 2665، 2666، مسند احمد : 3/ 193، 262، 269، سنن دارمی، کتاب الدیات : 4، باب کیف یعمل فی القود : 2/ 110، سنن دارقطنی ، کتاب الدیات : 3/ 168، 169، التلخیص الحبیر : 4/ 15 .

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا،اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کسی نے کیا؟ کہا گیا کہ کیا فلاں یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا، اس نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا یعنی ہاں،تو اس یہودی کو بلایا گیا، اس نے اعتراف (جرم) کرلیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کا سر (بھی) دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔ یا کہا کے پتھر کے ساتھ۔

شرح الحدیث (1)......مقتول کے ورثاء کے لیے تین چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔

قصاص، دیت اور معافی: قاتل کے اعتراف یا شہادتوں کے قائم ہونے سے حکومت اسے سزا دے گی۔

(2)......اس حدیث میں اس لڑکی نے اشارے سے قاتل کی تصدیق کی کیونکہ وہ بولنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ایسے ہی جو شخص گونگا، بہرہ وغیرہ ہو اس کا اشارہ معتبر ہوگا۔

(3)......قاتل نے جس طرح قتل کیا، ویسے ہی قصاص میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(4)......قصاص سے قاتل نے جو بندے کے حق میں کوتاہی کی تھی، وہ معاف ہوگی،لیکن جو اللہ کے حق میں تجاوز کیا وہ ابھی باقی ہے۔ وہ اس کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے چاہے تو سزا دے یا معاف کردے۔

(5)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کے نزدیک صرف تلوار کے ساتھ ہی قصاص لیا جا سکتا ہے، حالاں کہ جس حدیث سے اس کا استدلال ہے: "لا قود الا بالسیف" وہ ضعیف ہے۔

ابن عدی نے کہا کہ اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ فرض کریں اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو ان کے اصول فقہ کے قاعدے کے بھی خلاف ہے، کہ سنت قرآن کو نہ منسوخ کرسکتی ہے اور نہ اس کی تخصیص کرسکتی ہے۔ [1]

دیت کا بیان

[146]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِی الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ، وَفِی الْمُوَضِّحَةِ خَمْسٌ)).

تخریج الحدیث سنن الکبری، بیهقی: 8/ 92، 81، جامع ترمذی، کتاب الدیات: 3، باب الموضحة: 4/ 648، سنن دارمی: 2/ 115، کتاب الدیات: 16، باب فی الموضحة، مسند احمد: 2/ 217، سنن دارقطنی: 3/ 207، سنن ابن ماجه: 18، باب دیة الأصابع رقم: 2653، 2655۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انگلیوں میں (دیت) دس دس (اونٹ) ہیں اور اس زخم میں جو ہڈی کو ننگا کردے پانچ (اونٹ دیت) ہیں۔

شرح الحدیث دیت سے مراد وہ مال ہے جو قاتل مقتول کے ورثاء کو جان کے بدلے دیتا ہے۔ اسی طرح اعضاء میں بھی دیت ہے۔ اس حدیث میں انگلیوں کی دیت بیان کی گئی ہے اور ساتھ ہی زخم کی۔ زخم کی مختلف کیفیات کے اعتبار سے دیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ﴾ (المائدة: 45) ''اور زخموں میں قصاص ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ﴾ (النساء: 92)

''اور اس کے گھر والوں کو دیت دے۔''

[1] فتح الباری: 12/ 249.

انگلی کی دیت

[147]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ)) ، وَأَشَارَ شُعْبَةُ إِلَى الْخِنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، كتاب الديات : 18، باب دية الأصابع : 2652، جامع ترمذی، كتاب الديات : 4/ 649، سنن بيهقى : 8/ 91۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یہ اور یہ برابر ہیں، اور شعبہ (راوی نے) چھنگلی اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کیا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کی دیت بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں کے جوڑوں میں تفاوت کی وجہ سے دیت میں کوئی فرق نہیں، بلکہ دونوں کی دیت دس دس اونٹ ہی ہے۔ بلکہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت بھی برابر ہے ان میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ دیکھئے جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی : 2/ 304، 305.

[148]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ آخِذَ الدِّرْهَمَيْنِ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ)) ، قُلْتُ لِغَالِبٍ التَّمَّارِ: فِي كُلِّ وَاحِدٍ عَشْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، كتاب الديات : 2654، سنن دارمی، كتاب الديات، باب دية الأصابع : 115/2، السنن الكبرىٰ للبيهقى : 192/8۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' ہے۔

ترجمة الحدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انگلیاں برابر ہیں۔ میں نے غالب تمار سے کہا کہ ہر ایک انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں؟ تو انہوں نے کہا، ہاں۔

شرح الحدیث (1)......اگر کوئی کسی کی انگلی کاٹ دے تو اس کا جرمانہ دس اونٹ ہیں۔

(2)......ایک سے زیادہ انگلیاں کٹ جانے کی صورت میں ہر انگلی کا جرمانہ دس اونٹ ہوگا۔

کھیت میں کسی کی بکریاں چر جائیں تو؟

[149]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ قَوْمٍ فَأَفْسَدَتْ ، فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ ، وَإِنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتِ الْمَاشِيَةُ بِاللَّيْلِ)) .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 2332، مؤطا، كتاب القضاء فى الضوارى و الحريسة رقم : 37، سنن ابى داؤد، كتاب البيوع : 90، باب المراشى تفسد زرع القوم : 9/ 483، سنن دارقطني، كتاب الحدود والديات : 3/ 154، 155، صحيح ابن حبان (الموارد) كتاب البيوع : 46 باب ما تفسد المواشى : 284، مسند أحمد : 4/ 295، 5/ 536، سنن بيهقى، كتاب السرقة باب ما يستدل على ترك تضعيف الغرامة : 8/ 279۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث حرام بن سعد بن محیصہ اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک قوم کے باغ میں داخل ہوئی ور اسے خراب دیا، نبی ﷺ نے فیصلہ کیا کہ بے شک اموال کی حفاظت، دن کے وقت ان کے مالکوں پر ہے اور یقیناً مویشیوں والوں پر وہ (تاوان) ہے جسے مویشی رات کو پہنچے۔

شرح الحدیث علامہ عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ ''شرح السنہ'' میں ہے: اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ مویشیوں نے دن کے وقت دوسرے کا جو مال خراب کیا ہے، تو مالکان پر کوئی تاوان نہیں ہے اور جو رات کو نقصان کیا ہے تو ان کے مالک تاوان دیں گے، کیوں کہ عرف عام میں یہی ہے کہ باغوں والے دن کے وقت ان کی حفاظت کرتے ہیں اور مویشیوں والے رات کو، جس نے اس عادت اور دستور کی مخالفت کی، وہ حفاظت کے رائج طریقے سے خارج ہے۔ یہ تب ہے جب مالک مویشیوں کے ساتھ نہ ہو۔ اگر مالک ان کے ساتھ ہو تو تاوان مالک کو ہی بھرنا پڑے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہ موقف ہے۔ جب کہ پہلا موقف راجح ہے۔ احناف کے نزدیک اگر مالک ساتھ نہ ہو تو اس پر کوئی تاوان نہیں، چاہے دن ہو یا رات۔ [1]

[1] عون المعبود : 9/ 350.

جنین کی دیت

[150]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأُسْقِطَتْ ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالُوا: كَيْفَ نَدِي مَنْ لا صَاحَ وَلا اسْتَهَلَّ وَلا شَرِبَ وَلا أَكَلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ ، فَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ ، وَجَعَلَهُ عَلَى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم : 11/ 178، 179، کتاب القسامة رقم 37، 38، جامع ترمذی، کتاب الهبات : 15، باب دیة الجنین : 4/ 666، سنن ابو داؤد، کتاب الدیات : 22، باب دیة الجنین : 12/ 311، سنن دارمی، کتاب الدیات : 20، باب دیة الجنین : 2/ 117، مسند أحمد : 4/ 246، مسند طیالسی : 1/ 294، سنن دارقطنی : 3/ 198، سنن الکبریٰ بیهقی : 8/ 114، سنن دارمی، المقدمة : 54، باب الرجل یفتی بشئی ثم یبلغه عن النبی ﷺ فیرجع الی قول النبی ﷺ: 1/ 123.

ترجمۃ الحدیث سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک دو عورتیں جو بنو ہزیل کے ایک آدمی کے ماتحت (بیویاں تھیں) ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کا ستون مارا تو اس کا حمل ساقط کر دیا گیا، وہ جھگڑا لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آ گئے اور کہا: ہم اس کی دیت کیسے دیں جو نہ چیخا نہ رویا، نہ پیا اور نہ کھایا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا بدویوں کی سجع کی طرح، سجع کلامی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک غلام آزاد کرنے کا فیصلہ کیا اور اسے عورت کے عصبہ رشتہ داروں پر (مقرر) کیا۔

شرح الحدیث (1)...... وہ عورت بھی مر گئی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا وہ بھی مر گیا تھا۔ اس بنیاد پر قاتل عورت پر دو قسم کی دیت عائد ہوئی۔ ایک عورت کے قتل کی اور دوسری جنین کے قتل کی۔ اس حدیث میں اختصاراً صرف جنین کی دیت بیان ہوئی ہے، جو کہ ایک غلام یا لونڈی ہے۔ واضح رہے کہ عورت کی دیت مرد سے نصف یعنی پچاس اونٹ ہے۔

(2)...... قاتل عورت کے عصبہ یعنی اولاد اور باپ کی طرف کے رشتہ دار، اس دیت کو ادا کریں گے اور مقتول جنین کے ورثاء اسے وصول کریں گے، جو ان کی شرعی وراثتوں میں سے ایک میراث ہوگی۔

(3)......جنین کی یہ دیت اس وقت ہے اگر وہ مردہ پیدا ہو۔ لیکن اگر وہ زندہ پیدا ہوا اور پھر بعد میں مرا تو اس صورت میں بڑے آدمی کی دیت ادا کرنا ہوگی، اگر وہ لڑکا ہوا تو سو اونٹ اور اگر لڑکی ہوئی تو پچاس اونٹ۔ ❶

حملہ آور کی کوئی دیت نہیں

[151]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَی ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، عَنْ يَعْلَی بْنِ مُنْيَةَ ، ذَكَرَ فِی الَّذِی يَعَضُّ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ ، فَقَالَ: ((لَا دِيَةَ لَكَ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 6892، سنن ابن ماجه : 2657، سنن دارمی : 25/ 116، مسند احمد: 4/ 435.

ترجمۃ الحدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلی بن منبہ اس شخص کے بارے میں ذکر کیا جو کاٹتا ہے تو اس کا دانت ٹوٹ جاتا ہے، اس کے لیے کوئی دیت نہیں ہے، انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیرے لیے کوئی دیت نہیں۔“

شرح الحدیث یعلی بن منیہ یا ابن امیہ ایک آدمی سے لڑا، ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ منہ میں ڈال کر کاٹا، دوسرے نے ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے والے دو دانت گر گئے، اس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دیت کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيَعَضُّ أَحَدُكُمْ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهُ .)) ❷

”کیا تمہارا کوئی ایسے کاٹنا چاہتا ہے، جس طرح اونٹ کاٹتا ہے؟ اس کی کوئی دیت نہیں۔“

لہٰذا ظالم اور حملہ آور سے بچاؤ اور دفاع میں اگر کوئی حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو اس کا کوئی تاوان اور دیت دفاع کرنے والے پر نہیں ہوگی۔

[152]...... وَأَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ أَبِی يَعْلَی ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهُ .

ترجمۃ الحدیث یہی حدیث دوسری سند سے اسی طرح بیان ہوئی ہے، جس میں ابن یعلی اپنے باپ سے بیان کرتا ہے۔

---

❶ شرح صحیح مسلم 2/ 62. ❷ صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 58.

شرابی کی حد

[153]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ((أُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِیدَتَیْنِ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِینَ)) ، قَالَ: وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ ، اسْتَشَارَ النَّاسَ ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانُونَ . فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ .

تخریج الحدیث صحیح مسلم، کتاب الحدود: 11/ 215، رقم: 35، جامع ترمذی: 4/ 720 فی کتاب الحدود: 13، حد السکران، سنن ابو داؤد: 12/ 178، فی کتاب الحدود: 36، باب حد الخمر، سنن داری، کتاب الحدود: 9، باب حد الخمر: 2/ 97، مسند احمد (الفتح الربانی) 16/ 118، مسند طیالسی: 1/ 302، سنن الکبریٰ بیهقی: 8/ 319، کتاب الأشربة والحد، باب عدد شارب الخمر.

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس نے شراب پی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو چھڑیاں تقریباً چالیس ماریں، کہا اور یہی کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو جب عمر رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ کیا، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدود میں سب سے ہلکی حد اسّی کوڑے ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حکم دیا۔

شرح الحدیث (1)......شرابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چالیس کوڑے مارے جاتے تھے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے ہلکی حد اسی کوڑے ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ہی لاگو فرما دیا۔

(2)...... جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو ولید بن عقبہ نے شراب پی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے کوڑے مارو۔ جب چالیس کوڑے ہو گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: رک جاؤ، پھر فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس مارے، عمر رضی اللہ عنہ نے اسی مارے اور سب سنت ہیں، لیکن یہ (چالیس) مجھے زیادہ پسند ہیں۔ [1]

(3)......اہل علم نے کہا ہے کہ اصل حد چالیس کوڑے ہی ہے۔ اس پر مزید چالیس کا اضافہ تعزیر ہے اور یہ

[1] صحیح مسلم مع الشرح: 2/ 72.

اضافہ حد نہیں ہے، اگر یہ حد ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ اسے قطعاً نہ چھوڑتے۔ [1]

[154]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِی التَّیَّاحِ، عَنْ أَبِی الْمُتَوَکِّلِ، عَنْ أَبِی سَعِیدٍ، قَالَ: أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِنَشْوَانَ، فَقَالَ: إِنِّی لَمْ أَشْرَبْ خَمْرًا، إِنَّمَا شَرِبْتُ زَبِیبًا وتَمْرًا فِی دُبَّاءٍ، ((فَنُهِرَ بِالْأَیْدِی، وَخُفِقَ بِالنِّعَالِ، ونُهِیَ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَعَنِ الزَّبِیبِ وَالتَّمْرِ أَنْ یُخْلَطَا)).

تخریج الحدیث مستدرك حاکم: 4/ 374، مسند أحمد: 11297، سنن الکبریٰ بیهقی: 8/ 317، مسند طیالسی: 1/ 302، معانی الآثار، طحاوی: 3/ 156۔ حاکم اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، اس نے کہا کہ میں نے شراب نہیں پی، میں نے تو بس کدو کے برتن میں کشمش اور کھجور پی ہے، تو اسے ہاتھوں اور جوتوں سے سرزنش کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن سے اور کشمش اور کھجور کو ملا کر (استعمال کرنے سے) منع فرما دیا۔

شرح الحدیث نبیذ کو زیادہ دیر کے لیے رکھا جائے تو اس میں جوش پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ شراب میں بدل جاتی ہے، نبیذ کا استعمال درست ہے لیکن جب یہ شراب بن جائے تو حرام ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو شراب کے ساتھ ساتھ اس برتن سے بھی منع فرما دی جس میں شراب تیار کی گئی۔ دیگر احادیث میں وہ برتن چار قسم کے بیان ہوئے ہیں، لیکن بعد ازاں جب عادات پختہ ہوگئیں یا برتنوں کی ضرورت محسوس کی گئی تو ان برتنوں کی اجازت دے دی گئی، جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث رقم (5592)، (5593) وغیرہ میں ہے۔ یہاں امام صاحب نے یہ باب قائم کیا: ''بـاب تـرخیص النبی ﷺ فی الأوعیة والظروف بعد النهی'' ''یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برتنوں کے استعمال سے منع کرنے کی بعد ان کے استعمال کی اجازت کا بیان۔''

چوری کی حد

[155]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَی، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی طَلْحَةَ، عَنْ أَبِی الْمُنْذِرِ مَوْلَی أَبِی ذَرٍّ، عَنْ أَبِی أُمَیَّةَ

[1] شرح صحیح مسلم: 2/ 71.

الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَخَالُكَ سَرَقْتَ)) . قَالَ: بَلَى . قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((مَا أَخَالُكَ سَرَقْتَ)) . قَالَ: بَلَى . قَالَ: ((فَاذْهَبُوا بِهِ فَاقْطَعُوهُ ، ثُمَّ جِيئُوا بِهِ)) ، فَقَطَعُوهُ ثُمَّ جَاءُ وا بِهِ ، فَقَالَ لَهُ: ((قُلْ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) . قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ . فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ)) .

تخریج الحدیث سنن نسائی ، کتاب قطع السارق : 4877، سنن ابو داؤد : 4380، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود : 2597، مسند أحمد : (الفتح الربانی) : 16/ 113، التلخیص الحبیر : 4/ 66، سنن دارمی ، کتاب الحدود : 6، باب المعترف بالسرقة : 2/ 95، سنن الکبریٰ بیہقی : 8/ 276۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا، جس نے اعتراف (جرم) کر لیا اور اس کے ساتھ کوئی سامان نہ پایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میرا نہیں خیال کہ تو نے چوری کی ہو۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ کہا کہ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''میرا نہیں خیال کہ تو نے چوری کی ہو۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو، پھر اسے لے کر آؤ۔'' سو انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹا، پھر اسے لے کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرمالے۔''

شرح الحدیث (1)......فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾﴾

(المائدہ : 38)

''اور جو چوری کرنے والا اور جو چوری کرنے والی ہے سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اس کی سزا کے لیے جو دونوں نے کمایا، اللہ کی طرف سے عبرت کے لیے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

(2)......رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک فاطمہ مخزومیہ نامی عورت کا بھی ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ جب سفارش کے لیے اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا:

((وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) ❶

''اور اللہ کی قسم! اگر بے شک فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو یقیناً میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتے۔''

(3)......بعض لوگوں نے چوری کی حد باطل کرنے کے لیے بہت سے حیلے ایجاد کیے ہیں، ان میں سے دو حیلے ایسے ہیں جن کی موجودگی میں کسی چور کا ہاتھ کاٹا ہی نہیں جا سکتا۔ ایک یہ کہ عدالت میں جانے کے بعد مال مسروقہ کا مالک چور کو چرائی ہوئی چیز ہبہ کر دے، یا اس کے ہاتھ بیچ دے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ حالاں کہ یہ صحیح حدیث کے صریح خلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ چور پر شہادتوں کے ساتھ چوری کا جرم ثابت ہو جائے تو چور دعویٰ کر دے کہ مال مسروقہ میرا مال ہے، تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، خواہ وہ اپنی ملکیت کی کوئی دلیل پیش نہ کرے۔ یہ حیلہ لکھنے والے نے اس پر لکھا ہے کہ مخالف کی طرف سے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس طرح تو کوئی چور بھی جھوٹا دعویٰ کرنے سے عاجز نہیں، ہر چور ہی مالک ہونے کا دعویٰ کر دے گا اور چوری کی حد سرے سے ختم ہو جائے گی۔ اس کا جواب اس نے یہ دیا ہے کہ یہ بات صرف علماء کو معلوم ہے، چوروں کو معلوم نہیں، اس لیے حد ختم ہونے کی کوئی فکر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے حیلوں کی وجہ سے بھی مسلم حکومتوں سے حدود اللہ ختم ہوئیں، جس کے نتیجے میں ظلم وستم حد سے بڑھے، پھر اغیار مسلمانوں پر مسلط ہو گئے۔ اس کا علاج دوبارہ حدود اللہ کا صحیح نفاذ ہے۔

(4)......امام شوکانی نیل الأوطار میں فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف مشروعیت کی دلیل ہے کہ جس پر حد لگائی گئی ہے، اسے استغفار اور توبہ کا حکم دیا جائے اور اس کی توبہ کی قبولیت کے لیے دعا کی جائے، نیز اسے وہ چیز سمجھائی اور تلقین کی جائے، جو حد کو ساقط کر دے۔ ❷

[156]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَأَةَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ؟ فَقَالَ: ((سُنَّةٌ، قَدْ قَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَ سَارِقٍ وعَلَّقَ يَدَهُ فِي عُنُقِهِ)).

تخریج الحدیث جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب تعلیق ید السارق: 5/ 7، سنن ابو داؤد، کتاب الحدود: 21، باب تعلیق ید السارق فی عنقه: 12/ 89، مسند احمد (الفتح الربانی): 16/ 114، سنن دارقطنی: 3/ 208، سنن الکبریٰ بیهقی: 8/ 275۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

---

❶ صحیح بخاری: 6788. ❷ عون المعبود: 12/ 30.

ترجمة الحديث عبداللہ بن محریز نے کہا کہ میں نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کے ہاتھ کے اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کا ہاتھ کاٹا اور اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا۔

شرح الحديث (1)......امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض (علماء) نے فرمایا کہ گویا وہ (چور کا ہاتھ گردن میں لٹکانا) تخویف اور اشارے کے باب سے ہے تاکہ اس کے ذریعے ڈرایا جائے، اگر حدیث ثابت ہوتی تو بہت اچھا اور درست ہوتا، لیکن ثابت نہیں ہے۔ [1]

(2)......ابن ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ چور کی گردن میں اس کا ہاتھ لٹکانا، مسنون عمل ہے، کیوں کہ آپ علیہ السلام نے اس کا حکم دیا اور ہمارے نزدیک یہ حکمران کی رائے پر موقوف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ ہر ایک وہ کہ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تو لٹکایا بھی، تاکہ سنت ہو جائے۔ [2]

(3)......علامہ شوکانی نے نیل الأوطار میں کہا کہ سنن بیہقی میں ہے کہ بے شک علی رضی اللہ عنہ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹا، وہ (لوگ) اس کے پاس سے گزرے، تو اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا ہوا تھا۔ [3]

چوری پر ہاتھ کب کٹے گا؟

[157]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، كَيْفَ تَرَى فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ؟ قَالَ: ((فِيهَا غَرَامَةٌ مِثْلُهَا ، وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ ، إِلَّا مَا أَوَاهُ الْمُرَاحُ ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ ، فَفِيهِ الْقَطْعُ ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الثَّمَرِ إِلَّا فِيمَا أَوَاهُ الْجَرِينُ فَمَا أُخِذَ مِنَ الْجَرِينِ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ الْقَطْعُ)).

تخريج الحديث مسند احمد (الفتح الربانی) 15/ 156، 16/ 111، مستدرك حاكم 4/ 381، سنن الكبرىٰ بيهقی : 8/ 278، سنن نسائی : 4959- محدث البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میدان کے

---

[1] عون المبود :12/ 389.
[2] تحفة الأحوذی : 2/ 332.
[3] عون المعبود : 12/ 59.

بکریوں کے باڑے کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں ان کی مثل چٹی (تاوان) ہے اور سزا کے کوڑے ہیں اور جانوروں میں سے کسی چیز میں ہاتھ نہیں کٹتا سوائے اس کے جسے باڑہ جگہ دے اور وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس میں ہاتھ کٹتا ہے اور پھلوں میں سے کسی چیز میں (ہاتھ کٹنا) نہیں مگر اس میں جسے کھلیان (پھلوں کو اکٹھا کرنے کی جگہ) جگہ دے، جس نے کھلیان سے لیا اور وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچ گیا تو اس میں ہاتھ کٹنا ہے۔

شرح الحدیث (1)...... چوری کا نصاب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، مگر دینار کے ایک چوتھائی یا زیادہ میں۔'' [1]

بعض روایات میں تین دراہم نصاب بیان ہوا ہے، وہ دینار کے چوتھائی حصے کے موافق ہے۔ کیوں کہ اس وقت دینار بارہ دراہم کا ہوتا تھا۔ (دیکھیں: سنن ابو داؤد: 4375، عون المبود: 12/ 34)

(2)...... جو کھلی جگہ سے کسی جانور کو چرائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، بلکہ اس جانور کا تاوان لیا جائے گا، جتنی کے اس جانور کی قیمت ہے اور ساتھ بہ طور سزا اس شخص کو کوڑے مارے جائیں گے۔ ہاں، اگر جانور اپنے اصطبل یا باڑے میں بندھا ہو، وہاں سے چرائے اور اس کی قیمت دینار کے چوتھائی حصے کے برابر ہو تو پھر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(3)...... پھلوں کے متعلق بھی یہی اصول ہے۔ اگر باغ سے توڑ کر کھا لیا اور وہ بھوکا اور ضرورت مند ہو تو کوئی حرج نہیں، اگر ساتھ کپڑے میں باندھ کر لے جائے تو اسے تاوان دینا ہوگا۔ لیکن اگر پھل اپنے کھلیان میں محفوظ ہے اور وہاں سے چرایا گیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ نصاب (دینار کے چوتھائی حصہ) کو پہنچا کے نہیں۔ اگر پہنچا ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا، ورنہ نہیں، اور اس صورت میں تاوان اور سزا ہوگی۔ [2]

[158]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((دَرَأَ عَنِ الْمُنْتَهِبِ وَالْمُخْتَلِسِ وَالْخَائِنِ قَطْعًا)).

تخریج الحدیث جامع ترمذی: الحدود: 18، باب ما جاء فی الخاء المختلس والمنتخب:

---

[1] صحیح مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها: 2/ 1684.

[2] نیز دیکھیے، سنن ابو داؤد مع عون المعبود: 12/ 36، 37، 38.

5/ 8 ، سنن ابو داؤد ، الحدود : 4381، 4382، مسند أحمد (الفتح الربانی) 16/ 112، سنن دارمی : 2/ 96، سنن دارقطنی : 3/ 187 ، صحیح ابن حبان (الموارد) 361، سنن الکبریٰ بیهقی : 8/ 279، تاریخ بغداد : 1/ 256، 11/ 153 ، التلخیص الحبیر: 4/ 65، نصب الرایة ، زیلعی : 3/ 368۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاکا ڈالنے والے، چھینا جھپٹی کرنے والے اور خیانت کرنے والے سے ہاتھ کٹنا ہٹا دیا ہے۔

شرح الحديث ان تینوں کی سزا، ان کے جرم قرار واقعی کے مطابق انہیں ضرور ملے گی، لیکن ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ کیوں کہ وہ چور نہیں۔ علامہ عظیم آبادی فرماتے ہیں:

''والنهب و إن كان أقبح من الأخذ سرّا، لكن ليس عليه قطع لعدم إطلاق السرقة عليه'' [1]

''اور ڈاکا اگرچہ وہ پوشیدہ لینے (چوری) سے زیادہ قبیح کام ہے، لیکن اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیوں کہ اس پر چوری کا اطلاق نہیں ہوتا۔''

[159]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ ، ((أَنَّ رَجُلًا مُوَلَّدًا أَطْلَسَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ لَزِمَ أَبَا بَكْرٍ فِی خِلَافَتِهِ فَلَطَفَ بِهِ ، حَتَّى بَعَثَ أَبُو بَكْرٍ مُصَدِّقًا مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَبَعَثَهُ مَعَهُ وَأَوْصَى بِهِ فَلَبِثَ قَرِيبًا مِنْ شَهْرَيْنِ ، ثُمَّ جَاءَ يُوضَعُ بَعِيرُهُ قَدْ قَطَعَ الْمُصَدِّقُ يَدَهُ ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ فَاضَتْ عَيْنَاهُ ، وَقَالَ: وَيْلَكَ مَا لَكَ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ ، وَجَدَنِی فَرِيضَةً فَقَطَعَ فِيهَا يَدِی . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَاتَلَ اللّٰهُ هَذَا الَّذِی قَطَعَ يَدَكَ فِی فَرِيضَةِ جَنْبِهَا ، وَاللّٰهِ إِنِّی لَأَرَاهُ كَوَّنَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ فَرِيضَةً ، وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَأُقِيدَنَّكَ مِنْهُ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثَ عِنْدَ أَبِی بَكْرٍ بِمَنْزِلَتِهِ الَّتِی كَانَ بِهَا قَبْلَ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فَيَقُومُ فَيُصَلِّی مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَعَارُّ أَبُو بَكْرٍ عَنْ فِرَاشِهِ فَإِذَا سَمِعَ قِرَاءَتَهُ فَاضَتْ عَيْنَاهُ ، وَقَالَ: قَطَعَ اللّٰهُ الَّذِی قَطَعَ هَذَا . قَالَ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذَلِكَ ، طَرَقَ حُلِيُّ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَسُرِقَ مِنْهَا ،

[1] عون المعبود : 12/ 39 .

فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصُّبْحَ قَامَ فِي النَّاسِ ، فَقَالَ: إِنَّ الْحَيَّ قَدْ طَرَقُوا اللَّيْلَةَ فَسَرَقُوا فَأَنْفَضُّوا الاتِّبَاعِ مَتَاعِهِمْ ، قَالَتْ: فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْنَا ذٰلِكَ الْأَقْطَعُ ، فَأَذِنَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا جَالِسَةٌ فِي الْحِجَابِ ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ ، سُرِقْتُمُ اللَّيْلَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: نَعَمْ . فَرَفَعَ يَدَهُ الصَّحِيحَةَ وَيَدَهُ الْجَذْمَاءَ ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ عُثِرَ عَلَى سَارِقِ أَبِي بَكْرٍ ، فَقَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى أُخِذَتِ السَّرِقَةُ مِنْ بَيْتِهِ ، فَأُتِيَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ: وَيْحَكَ ، وَاللّٰهِ ، مَا أَنْتَ بِاللّٰهِ بِعَالِمٍ اذْهَبُوا فَاقْطَعُوا أَرْجُلَهُ)).

تخریج الحدیث مؤطا: 4/ 159 مختصراً فی کتاب الجامع فی القطع: 30، سنن دارقطنی: 3/ 184، شرح مشکل الآثار: 1824.

ترجمة الحدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک کداء (نامی جگہ) کا ایک آدمی جس پر اہل مکہ کی طرف سے چوری کی تہمت تھی، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے دور خلافت میں آگیا، انہوں نے اس کے ساتھ شفقت کی، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار میں سے ایک زکوٰۃ وصول کرنے والا بھیجا تو اس کو بھی اس کے ساتھ روانہ کر دیا اور اسے دو مہینوں کے قریب اس پر مہربان بنائے رکھا، پھر وہ آیا تو اس کا اونٹ بٹھایا جا رہا تھا۔ زکوۃ وصول کرنے والا اس کا ہاتھ کاٹ چکا تھا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو ان کی آنکھیں بہہ پڑیں اور فرمایا: تجھ پر افسوس، تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس نے مجھے فریضے (زکوٰۃ) کے پہلو میں پایا تو اس میں میرا ہاتھ کاٹ دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے مارے جس نے تیرا ہاتھ اس فریضے میں کاٹا جسے اس نے پہلو میں رکھا، اللہ کی قسم! بے شک میں اسے دیکھتا ہوں وہ تیس سے زیادہ فرائض میں خیانت کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تو یقیناً سچا ہے تو میں لازماً تجھے اس سے بدلہ لے کر دوں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اسی گھر میں تھی جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں اس کا ہاتھ کاٹے جانے سے پہلے تھی، وہ (چور) کھڑا ہوتا اور رات کو قیام کرتا، ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر بے قرار پہلو بدلتے اور جب اس کی قرأت سنتے تو ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں اور کہتے: اللہ اس کا ہاتھ کاٹے، جس نے اس کا ہاتھ کاٹا ہے، اسی دوران ہم تھے کہ رات کے وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی) آئیں، ان کے گھر چوری ہو گئی تھی، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی تو لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: بے شک قبیلے والے رات کو آئے ہیں، ان کی چوری ہو گئی ہے۔ سو تم ان کا سامان تلاش کرنے نکل جاؤ۔ کہتی ہیں کہ اس

دست بریدہ نے ہم پر اجازت طلب کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اجازت دے دی اور میں پس پردہ بیٹھی ہوئی تھی، اس نے کہا: اے ابوبکر! کیا رات کو نگرانی کرنے والا کوئی نہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، تو اس نے اپنا صحیح ہاتھ اور کٹا ہوا ہاتھ اٹھایا اور کہا: اے اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چور کو شرم ناک کر دے، کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم! دن ابھی چڑھا نہ تھا کہ چوری اسی کے گھر سے پکڑ لی گئی، اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کہا: تجھ پر افسوس! اللہ کی قسم! تو اللہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، اسے لے جاؤ اور اس کا پاؤں کاٹ دو۔

شرح الحدیث (1)......موطا کی روایت ہے کہ اس چور نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا ہار چوری کیا تھا، جو ایک زرگر کے پاس ملا، جس نے بتایا کہ ایک دست بریدہ شخص نے اسے فروخت کیا تھا۔

(2)...... امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص متعدد بار چوری کرتا ہے، پھر بالآخر پکڑا جاتا ہے تو تمام چوریوں پر اس کا ایک ہاتھ ہی کاٹا جائے گا، اگر اس پر حد نہیں لگائی گئی اور اگر پہلے سے اس پر حد لگائی گئی ہے اور دوبارہ چوری کرتا ہے کہ جس پر ہاتھ کاٹنا بنتا ہے تو پھر کاٹا جائے گا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس کا پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ مؤطا کی مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ جب وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس سے قبل اس کا ایک ہاتھ اور پاؤں کاٹا جا چکا تھا۔ ایسی صورت میں پھر اس کا دوسرا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ واللہ اعلم

[160]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ: قَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، أَنَّهُ قَالَ: ((تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِی رُبُعِ دِينَارٍ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، کتاب الحدود: 13، باب قول الله تعالىٰ: ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائده: 38)، وفی کم يقطع: 12/ 83، 84، صحیح مسلم، الحدود، رقم: 1، 2، 3، 4- 11/ 181، 182، 183، سنن ابو داؤد، الحدود: 11، باب ما يقطع فيه السارق: 12/ 50، 51، سنن ابن ماجه: 2586، سنن دارقطنی: الحدود: 4، باب ما يقطع فيه اليه: 2/ 94، مسند طيالسی: 1/ 301، سنن دارقطنی: 3/ 189، 190، سنن الكبرىٰ بيهقی: 8/ 354، 356، التلخيص الحبير: 4/ 64، معجم صغير طبرانی: 1/ 10، 160.

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چور کا ہاتھ کاٹا جائے، دینار کے ایک چوتھائی حصے میں۔

شرح الحدیث اس حدیث میں چوری کا نصاب بیان کیا گیا ہے۔ وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر 157 کی شرح۔

[161]...... حَـدَّثَـنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ .

تخریج الحدیث سـنن ابو داؤد، الحدود : 11، بـاب ما يقطع يده السارق : 12/ 49، تاريخ بغداد : 8/ 398 .

ترجمة الحدیث یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

[162]...... حَـدَّثَـنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، وَمَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ ((قَطَعَ فِی مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الحدود : 13، بـاب قول اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائده : 38) ۔ 12/ 87، صحيح مسلم : 11/ 184، 185، کتاب الحدود رقم : 6، سنن ابن ماجه : 2584، سن ترمذی، الحدود : 16، باب فی کم يقطع السارق : 5/ 4، سنن ابو داؤد، الحدود : 11، باب ما يقطع فيه السارق : 12/ 51، مؤطا: 4/ 153، مسند احمد (الفتح الربانی) 16/ 110، سنن دارمی : 1/ 301، سنن الكبریٰ بيهقی : 8/ 256 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں چوری کا نصاب تین درہم بیان ہوا ہے اور یہ ربع دینار (دینار کے چوتھائی حصے) کے موافق ہے۔ اس زمانے میں سونے کے دینار کا چوتھائی حصہ چاندی کے تین درہم کے برابر ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بارہ درہموں کا تبادلہ ایک دینار سے ہوتا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چاندی والوں پر دیت بارہ ہزار درہم اور سونے والوں پر ایک دینار فرض کی تھی۔ اس سے بھی پتہ چلا کہ ایک دینار، بارہ درہموں کے برابر ہوتا ہے۔ (نیز دیکھیں عون المعبود : 12/ 34)

(2)...... جن حضرات نے چوری کا نصاب دس دراہم قرار دیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ یہ ضعیف

احادیث کی بنیاد پر ہے اور اس کے مقابلے میں صحیح احادیث میں ربع دینار آیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس حدیث میں ہے کہ ڈھال کی قیمت دس دراہم تھی۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ چوری کا نصاب بھی یہی ہے۔ بلکہ نصاب تو ربع دینار (تین دراہم) ہی ہے اور اگر کوئی اس سے قیمتی چیز کی چوری کرے گا، جیسا کہ دس دراہم وغیرہ تو اس کا ہاتھ بالاولیٰ کاٹا جائے گا۔

(3)...... واضح رہے کہ چیزوں کی قیمتیں مقرر کرنے کے لحاظ سے اصل چیز سونا ہے، کیوں کہ زمین کے تمام جواہرات میں اصل یہ ہے۔ لہٰذا اگر چاندی کی قیمت میں تفاوت آ گیا ہے جیسا کہ فی زمانہ ایسا ہی ہے اور تین درہم دینار کے چوتھائی کے برابر نہیں رہے، بلکہ گر گئے ہیں تو تین درہم پر ہاتھ نہیں کٹے گا۔ [1]

زنا کی حد

[163]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، ((أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَی ، وَشَهِدَ عَلَی نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری: 5270، ترمذی، الحدود: 4 باب ما جاء فی درء الحدود عن المعترف إذا رجع: 4/ 695، مسند احمد (الفتح الربانی): 16/ 90، سنن دارمی: 2/ 97.

ترجمۃ الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک (قبیلہ) اسلم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے آپ ﷺ کو بیان کیا کہ یقیناً اس نے زنا کیا ہے اور اپنی جان پر چار شہادتیں پاس کیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا اور وہ شادی شدہ تھا۔

شرح الحدیث اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

[164]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ الْمَكِّیِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَضْهَاضٍ ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ أَتَی رَجُلًا یُقَالُ لَهُ: هِرَاكٌ . فَقَالَ: یَا هِرَاكُ ، إِنَّ الْآخَرَ قَدْ زَنَی فَمَا تَرَی؟ قَالَ: ائْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ یَنْزِلَ فِیكَ الْقُرْآنُ ، فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَی ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ،

[1] عون المعبود: 12/ 34.

ثُمَّ زَجَرَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ، فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أَمَرَ بِرَجْمِهِ ، فَلَمَّا رُجِمَ لَجَأَ إِلَى شَجَرَةٍ فَقُتِلَ ، فَقَالَ رَجُلٌ لِصَاحِبِهِ: قُتِلَ كَمَا يُقْتَلُ الْكَلْبُ . فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ مُنْتَفِخٍ ، فَقَالَ لَهُمَا: ((أَنَهَشْتُمَا مِنْ هٰذَا الْحِمَارِ؟)) قَالَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، ، حُرِّمَتْ مَيْتَتُهُ ، كَيْفَ يُنْهَشُ مِنْهَا؟ قَالَ: ((الَّذِي أَصَبْتُمَا مِنْ أَحَدِكُمَا أَبْيَنُ ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّهُ يَسْتَحِمَّنَّ فِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ)) . قَالَ: وَقَالَ لِهِرَاكٍ: وَيْحَكَ يَا هِرَاكُ ، أَلَا رَجِمْتَهُ .

تخریج الحدیث صحیح مسلم، الحدود، رقم: 16، 11/ 193، جامع ترمذی، الحدود: 4، باب درء الهد عن المعترض: 4/ 693، سنن ابو داؤد، الحدود: 24، باب رجم ماعز بن مالك: 12/ 110، سنن دارقطنی، الحدود والدیات: 3/ 196، صحیح ابن حبان (الموارد) الحدود 10 باب حد الزنا: 363، مشکل الآثار ، طحاوی: 1/ 182، مسند احمد (الفتح الربانی) 16/ 89، سنن الکبریٰ بیهقی، الحدود، باب م قال لایقام علیه الحدحتی یعترف اربع مرات: 8/ 227، 228، نصب الرایه، زیلعی: 3/ 308.

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک ماعز بن مالک ایک آدمی کے پاس آیا جسے ہراک کہا جاتا تھا اور کہا: اے ہراک! بے شک دوسرے نے یقیناً زنا کرلیا ہے، تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ نبی ﷺ کہ آ۔ اس سے پہلے کہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہوجائے، وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی کہ یقیناً اس نے زنا کرلیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر آپ ﷺ کو خبر دی، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کرلیا، چار مرتبہ (منہ پھیرا) جب چوتھی مرتبہ تھی تو آپ ﷺ نے اسے رجم کا حکم دے دیا، جب اسے رجم کیا گیا تو اس نے ایک درخت کی پناہ پکڑی، سوقتل کر دیا گیا، ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ قتل کیا گیا جس طرح کتا مارا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ ایک (موت کی وجہ سے) پھولے ہوئے گدھے کے پاس آئے اور ان دونوں سے فرمایا: اس گدھے کا گوشت نوچو، ان دونوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایک بدبودار مردار ہے، کیا اس کا گوشت نوچا جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے بارے میں جس چیز کو تم دونوں پہنچے ہو وہ زیادہ بدبودار ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے وہ تو جنت کی نہروں میں غوطہ خوری کر رہا ہے۔ کہا کہ اور آپ ﷺ نے ہراس سے فرمایا: اے ہراس! تو نے اس پر رحم کیوں نہ کیا؟

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں شادی شدہ زانی کی حد بیان ہوئی ہے جو کہ رجم ہے۔ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾ (النور : 2)

''جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔''

اور حدیث میں ایک سال کی جلاوطنی کا بھی ذکر ہے۔

((الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ)) [1]

''کنوارا کنواری کے ساتھ (زنا کرے) تو ان کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ (زنا کرے) تو ان کے لیے سو کوڑے اور سنگسار ہے۔''

(2)...... ماعز رضی اللہ عنہ نے خود زنا کا چار بار اقرار و اعتراف کیا۔ اعتراف ہو یا چار عادل مردوں کی عینی شہادتیں ہوں تو جرم ثابت ہوگا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ﴾ (النساء : 15)

''اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں، ان پر اپنے میں سے چار مرد گواہ طلب کرو۔''

(3)......اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اس سے پوچھا:

((أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ!)) [2]

''تو مجنون تو نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔''

بلکہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے بھی اس کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس میں کوئی حرج نہیں جانتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحقیق حال میں مبالغہ ہے، تاکہ ایک مسلمان کا خون یوں ہی نہ بہا دیا جائے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پوچھا کہ اس نے شراب تو نہیں پی ہوئی؟ ایک آدمی اٹھا اور اس نے سونگھا، لیکن اس سے شراب کی بدبو نہیں آئی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الحدود، باب حد الزانی : 1690.

[2] صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 66.

((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ))

''شاید تو نے بوسہ دیا ہو یا ہاتھ لگایا ہو۔''

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ بھی بولے، کیوں کہ حدود اللہ میں اشارے کنایے اور شبہات نہیں ہوتے۔ جب اس نے ہر اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطمئن کر دیا تو پھر اس کو رجم کی سزا سنائی گئی۔

(4)...... جنہوں نے ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق بری بات کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سختی سے ڈانٹا، اس سے معلوم ہوا، کسی مسلمان کی غیبت اور اس کے بارے بدگمانی جائز نہیں ہے۔

[165]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوا: أَقِمْ عَلَيْهِمَا الْحَدَّ. فَقَالَ: ((فَهَلَّا أَقَمْتُمُوهُ فِيهِمَا))، قَالُوا: لَوْ مَلَكْنَا فَعَلْنَا، فَأَمَّا أَنْ ذَهَبَ مُلْكُنَا فَلَا نَفْعَلُ. فَقَالَ: ((ادْعُوا لِيَ أَعْلَمَكُمْ رَجُلَيْنِ))، فَجَاءُوا بِابْنَيْ صُورِيَا. فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتُمَا أَعْلَمُ مَنْ وَرَائِكُمَا؟)) قَالَا: إِنَّهُمْ لَيَزْعُمُونَ ذٰلِكَ. قَالَ: ((فَإِنِّي أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ مِنَ الْحَدِّ؟))، قَالَا: نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا خَلَى بِالْمَرْأَةِ فِي الْبَيْتِ مَا حُدَّ أُخْلِيَ عَنْهُمَا وَفِيهِ عُقُوبَةٌ، وَإِذَا وُجِدَ قَدْ ضَاجَعَهَا خُلِّيَ عَنْهُ وَفِيهِ عُقُوبَةٌ، وَإِذَا وُجِدَ عَلَى بَطْنِهَا خُلِّيَ عَنْهُ وَفِيهِ عُقُوبَةٌ، فَإِذَا أَوْعَبَ فِيهَا كَمَا تُوعَبُ الْمِيلُ فِي الْمُكْحُلَةِ فَفِيهِ الرَّجْمُ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ: وَرُجِمَ قَبْلَ ذٰلِكَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيُّ، شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ، قَالَ الشَّعْبِيُّ: أَرَانِي جَابِرٌ مَكَانَهُ الَّذِي رُجِمَ فِيهِ.

تخریج الحدیث سنن ابو داؤد، الحدود: 4452، مجمع الزوائد، ھیثمی: 9/ 271۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی دو یہودی (مرد اور عورت کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں پر حد قائم کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تم نے ان دونوں پر حد قائم کیوں نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا کنٹرول ہو جائے تو ہم کر دیتے ہیں اور اگر وہ چلا جائے تو ہم نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اپنے سب سے بڑے دو عالم لاؤ، تو وہ صوریا کے دو بیٹوں کو

لے آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: تم اپنے بعد والوں سے زیادہ علم رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ (یہودی) یہی خیال رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم ڈالتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم تورات میں یہ حد نہیں پاتے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم تورات میں یہ پاتے ہیں کہ بے شک جب آدمی گھر میں کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہو اور وہ دونوں پکڑے جائیں تو ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے اور اس میں سزا ہوگی اور اگر وہ پایا جائے کہ اس کے ساتھ لیٹا ہوا ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے اور اس میں سزا ہے اور اگر وہ اس میں پوری طرح گھسا دے جس طرح سرمچو سرمے دانی میں گھسایا جاتا ہے تو اس میں رجم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا اور ان کو رجم کر دیا گیا۔ کہا کہ اور اس سے قبل آپ ﷺ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو رجم کر چکے تھے۔ جس نے اپنی جان پر چار شہادتیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں اسے رجم کیا گیا تھا۔

شرح الحدیث (1)...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ﴾ (المائدہ: 43)

''اور وہ تجھے منصف کیسے بنائیں گے جب کہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تورات میں موجود رجم کے فیصلے کو اللہ کا فیصلہ قرار دیا ہے، جو لوگ رجم کے منکر ہیں، اگرچہ بہت سی صحیح احادیث بھی ان کا رد کرتی ہیں، مگر یہ آیت پختہ ترین مضبوط دلیل ہے کہ قرآن سے تورات میں موجود رجم کے حکم کو اللہ کا حکم قرار دیا ہے، پھر نہ اس کی تردید ہے، نہ منسوخ کہا ہے، بلکہ اللہ کے اس حکم کو یہود اور مسلمان دونوں پر نافذ فرمایا، معلوم ہوا قرآن میں بھی رجم کا ذکر موجود ہے۔

(2)...... امت مسلمہ میں کچھ لوگوں نے رجم کا انکار کیا۔ بعض نے کوڑوں اور رجم بلکہ تمام حدود ہی کو وحشیانہ سزائیں قرار دے کر ان کا انکار کر دیا۔ ایسے لوگوں کو امت مسلمہ بدترین منافق ہی کے طور پر پہچانتی ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلام کا لبادہ انہوں نے مسلمانوں میں شامل رہ کر کفر کی نمائندگی کے لیے اوڑھ رکھا ہے۔ اس لیے ان کے نفاق کا علم ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، بلکہ مسلمان ہمیشہ اس انتظار میں ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ کب وہ مبارک وقت آئے گا جب عہد نبوی اور خلافت راشدہ کی طرح اللہ کی حدود قائم ہوں گی اور معاشرے میں امن و

امان اور عفت و پاکدامنی کا دور دورہ ہوگا۔

(3)...... اللہ کی حدود کو اصل نقصان ان لوگوں نے پہنچایا اور انہی کے ہم نواؤں کے برسر اقتدار ہونے کی وجہ سے اللہ کی حدود معطل ہوئیں، جنہوں نے اگرچہ حدود اللہ کا انکار نہیں کیا، نہ کنوارے زانی کے لیے کوڑوں کی حد کا اور نہ شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی حد کا، مگر انہوں نے ایسے حیلے ایجاد کر لیے جن سے کسی زانی (کنوارا ہو یا شادی شدہ) پر حد نافذ کرنا تقریباً ناممکن ہے اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں کے موجودہ ہم نوا ان فقہی قوانین کو اللہ کا حکم قرار دینے پر اور انہیں بطور اسلام، ملک میں نافذ کرنے پر مصر ہیں۔ ہم ان سے چند شقیں یہاں نقل کرتے ہیں۔ (1) اجرت پر لائی ہوئی عورت سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔ (2) دارالحرب اور دارالبغی میں زنا کرے تو اس پر حد نہیں (3) جن عورتوں سے نکاح حرام ہے (ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، بھانجی اور بھتیجی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے زنا کرے تو اس پر حد نہیں، خواہ اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے۔ (4) جس حکمران کے اوپر کوئی حکمران نہ ہو وہ زنا کرے تو اس پر حد نہیں۔ (5) اگر زانی دعویٰ کر دے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو حد ساقط ہو جائے گی، خواہ وہ کسی اور کی بیوی ہو اور وہ کوئی دلیل بھی پیش نہ کرے۔ یہ ہیں ان کے چند حیلے، تو فرمایئے! وہ کون سا زانی ہوگا جو جھوٹا دعویٰ کر کے حد سے جان نہیں بچائے گا؟

[166]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ سِمَاكٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ((رَجَمَ مَاعِزًا)) ، وَلَمْ یَذْكُرْ جَلْدًا .

تخریج الحدیث مسند احمد : 20901، مسند طیالسی (المتحه) 1/ 298، سنن الکبریٰ بیهقی : 8/ 226، إرواء الغلیل : 2342۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے ماعز کو رجم کیا اور کوڑوں کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

شرح الحدیث اکثر احادیث میں شادی شدہ زانی کو رجم کی سزا دینے کا ہی ذکر ہے اور ساتھ کوڑوں کا ذکر نہیں ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک صرف رجم ہے اور کوڑوں کا حکم شروع میں تھا، بعد میں منسوخ ہوگیا، جمہور کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز کو اور اس غامدیہ عورت کو صرف رجم کیا، اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَاغْدُ یَا أُنَیْسُ ، إِلَی امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) [1]

[1] شرح صحیح مسلم : 2/ 65.

''اے انیس! اس کی بیوی کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا۔''

[167]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ الْأَسْلَمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا ، فَقَالَ: ((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ)).

تخريج الحديث صحيح بخارى، الحدود: 28، باب هل يقول الإمام للمقر: لعلك لمست أو غمزت: 12/ 13، سنن ابوداؤد، الحدود: 24، باب رجم ماعز بن مالك: 12/ 109، مسند أحمد (الفتح الربانى) 16/ 91، سنن الكبرىٰ بيهقى: 8/ 226، مستدرك حاكم: 4/ 361، التلخيص الحبير: 4/ 54.

ترجمة الحديث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک وہ اسلمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شاید تو نے بوسہ دیا ہو، یا ہاتھ لگایا ہو یا دیکھا ہو۔''

شرح الحديث اسلمی سے مراد وہی ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس بارے وضاحت حدیث (164) کی شرح میں گزر چکی ہے۔

[168]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ ، حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ يَزِيدَ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا ثَلَاثِينَ صَبَاحًا)).

تخريج الحديث سنن ابن ماجه: 2538، مسند أحمد (الفتح الربانى) 16/ 62۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک حد جسے زمین پر بروئے کار لایا جاتا ہے، وہ اہل زمین کے لیے تیس صبحوں (دنوں) کی بارش سے بہتر ہے۔

شرح الحديث اس کی سند میں اگرچہ کلام ہے، لیکن حدود اللہ کے نفاذ کے فوائد یقیناً مادی آسودگیوں اور مالی خوش حالیوں سے کہیں زیادہ ہیں، جن پر حد نافذ ہوتی ہے ان کا گناہ دنیا میں ہی معاف ہو جاتے ہیں اور وہ آئندہ ان کا ارتکاب نہیں کرتے، دیکھنے سننے والوں کو بھی سامان عبرت حاصل ہوتا ہے اور معاشرے کے اندر امن

وسکون کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یقیناً امن وامان کے مساوی کوئی چیز نہیں۔

مریض کی حد

[169]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، نَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمُقْعَدٍ كَانَ يَكُونُ عِنْدَ دَارِ أُمِّ سَعْدٍ فَاعْتَرَفَ، فَقَالَ: ((اجْلِدُوهُ بِأَثْكَالِ عَذْقِ النَّخْلِ)) يَعْنِي عُرُوقَ النَّخْلِ.

تخریج الحدیث سنن أبو داؤد، الحدود: 34، باب إقامة الحد على المريض: 12/ 169، سنن ابن ماجه: 2574، مسند أحمد (الفتح الربانی) 16/ 99، التلخيص الحبير: 4/ 58، سنن دارقطنی: 3/ 10۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اپاہج شخص کو لایا گیا، آپ ﷺ اس وقت سعد رضی اللہ عنہ کے کھلیانوں (پھلوں کو جمع کرنے کی جگہیں) کے پاس تھے۔ اس نے (زنا کا) اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھجور کا خوشہ مارو۔'' یعنی کھجور کی شاخوں والی ٹہنیاں۔

شرح الحدیث اگر زنا کا ارتکاب کرنے والا کنوارا شخص معذور اور اتنا کمزور ہو کہ سو کوڑے برداشت نہ کرسکتا ہو تو اس کے لیے یہ رعایت بھی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں اس طرح ہے کہ جب آپ ﷺ نے اسے سو کوڑوں کی سزا سنائی تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ اس سے کمزور ہے، اگر ہم نے اسے سو کوڑے مارے تو وہ مر جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کے لیے کھجور کا ایک خوشہ لو، جس میں سو ٹہنیاں ہوں اور وہ اسے ایک ہی بار مار دو۔'' [1]

لونڈی کی حد

[170]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حِبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَجْلِدْهَا، فَإِنْ زَنَتْ فَلْيَبِعْهَا، وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ أَوْ بِضَفِيرٍ مِنْ شَعَرٍ)).

تخریج الحدیث صحيح بخاری، المحاربين من أهل الكفر والردة، باب إذا زنت الأمة:

[1] سنن ابن ماجه: 2574.

12/ 139، البیوع، المدبر: 4/ 334، صحیح مسلم، الحدود: 11/ 211، 212 رقم: 30، 31، 32، جامع ترمذی، الحدود: 12، باب إقامة الحد علی الإماء: 4/ 717، سنن ابو داؤد، الحدود: 33 باب فی الأمة تزنی ولم تحصن: 12/ 165، سنن دارقطنی، الحدود والدیات: 3/ 160، 161، 162، سنن الکبریٰ بیهقی: 8/ 243.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کی لونڈی زنا کرے تو وہ اسے کوڑے لگائے اور اسے آزاد نہ کرے۔ اگر وہ زنا کرے تو وہ اسے کوڑے لگائے، اگر وہ زنا کرے تو وہ اسے کوڑے لگائے، اگر وہ زنا کرے تو اسے بیچ دے اور اگرچہ بالوں کی رسی یا بالوں کی چوٹی کے بدلے ہی۔

شرح الحديث (1)...... غلام اور لونڈی پر بھی حد لگانا ضروری ہے اور وہ ان کے مالک لگائیں گے، لونڈی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اس کے لیے سزا کوڑے ہی ہے، شادی شدہ لونڈی اگر زنا کرے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا۔ اس کی سزا دونوں حالتوں میں نصف حد یعنی پچاس کوڑے ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَٰحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى ٱلْمُحْصَنَٰتِ مِنَ ٱلْعَذَابِ﴾ (النساء: 25)

''پھر جب وہ نکاح میں لائی جا چکیں تو اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔''

(2)...... ''المحصنت'' میں ''الف لام'' عہد کا ہے، اس سے مخصوص محصنات یعنی کنواری آزاد عورتیں مراد ہیں، کیوں کہ ان کی سزا سو کوڑے ہے جس کا نصف ہوسکتا ہے۔ شادی شدہ آزاد عورتوں کی سزا رجم، اس کا نہ نصف ہوسکتا ہے، نہ یہاں ''المحصنٰت'' سے مراد وہ ہیں، یعنی لونڈیاں اگر شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کریں تو انہیں کنواری آزاد عورتوں کی سزا سے نصف سزا دی جائے گی، جو پچاس کوڑے ہے۔ جن لوگوں نے اس آیت کو رجم کے انکار کی دلیل بنایا ہے کہ چوں کہ رجم کا نصف ہو نہیں سکتا ہے، اس لے رجم شریعت میں ہے ہی نہیں۔ انہوں نے اپنی کم علمی سے الف لام کا مفہوم سمجھا ہی نہیں، نہ ''المحصنٰت'' کی صحیح مراد سمجھی ہے۔ عبداللہ بن عیاش مخزومی فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اور قریش کے چند نوجوانوں کو حکم دیا تو ہم نے حکومتی لونڈیوں میں سے کچھ لونڈیوں کو زنا کرنے کی وجہ سے پچاس پچاس کوڑے لگائے۔ [1]

[1] مؤطا، الحدود، باب ما جاء فی حد الزنا: 16، نیز دیکھیں: شرح صحیح مسلم: 2/ 70.

[171]...... حَدَّثَنَا جَدِّى ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ، وَأَبِى هُرَيْرَةَ جَمِيعًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ؟ قَالَ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ، ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ ، بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ)) وَالضَّفِيرُ: هُوَ الْحَبْلُ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، بیع المدبر: 4/ 334، المحاربین: 12/ 138، صحیح مسلم، الموارد: 11/ 213، رقم: 33، سنن ابن ماجه، الحدود: 14، باب إقامة الحدود علی الإماء رقم: 2565، مؤطا: 4/ 148، کتاب الحدود: 573، باب جامع ماجاء فی حد الزنا، سنن دارمی، الحدود: 18، باب المماليك إذا زنوا يقيم عليهم سادتهم الحدود دون السلطان: 2/ 101، مسند طیالسی: 1/ 300، سنن الکبریٰ بیهقی: 8/ 244.

ترجمة الحدیث سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اگر وہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اسے بیچ دو، چاہے بالوں کی رسی کے بدلے ہی۔“ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد اور ”ضفیر“ رسی کو کہتے ہیں۔

شرح الحدیث اس کی وضاحت پچھلی حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔ نیز اس میں غیر شادی شدہ والی قید اتفاقی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب

[172]...... حَدَّثَنَا جَدِّى ، نَا حِبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ طَلْحَةَ السُّلَمِيِّ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْضَمٍ ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ ، قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِى نَفَرٍ مِنْ كِنْدَةَ لا يَرَوْنِى إِلَّا أَفْضَلَهُمْ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّا نَزْعُمُ أَنَّكُمْ مِنَّا؟ قَالَ: ((نَحنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لا نَقْفُو أُمَّنَا وَلا نَنْتَفِى مِنْ أَبِينَا)) ،

فَقَالَ الْأَشْعَثُ: ((وَاللّٰهِ، لَا أَسْمَعُ بِرَجُلٍ نَفَى قُرَيْشًا مِنَ النَّضْرِ إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الحدود: 37، بـاب من نفى رجلا من قبيلة، رقم: 2612۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث اشعث بن قیس نے کہا کہ ہم کندہ کے کچھ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، وہ مجھے اپنا سب سے افضل آدمی ہی سمجھتے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم میں سے ہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بنونضیر بن کنانہ نہ اپنی ماں پر بری تہمت لگاتے ہیں اور نہ ہی اپنے باپ کی نفی کرتے ہیں۔'' اشعث نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں جس آدمی کو بھی سنتا کہ اس نے قریش کے کسی آدمی کی نضر بن کنانہ سے نفی کی ہے تو میں اسے ضرور کوڑوں کی حد لگاتا۔

شرح الحدیث (1)...... زنا اور اس کی حد کے متعلق احادیث بیان کرنے کے بعد امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس حدیث کو آخر میں لائے ہیں، جس میں نسب کا بیان ہے، کیوں کہ زنا سے نسب سلامت نہیں رہتا۔

(2)...... رسول اللہ ﷺ نے نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں، کلیب کہتے ہیں کہ مجھے زینب بنت ابوسلمہ نے جو نبی اکرم ﷺ کی پروردہ ہیں، حدیث بیان کی، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کا کیا خیال ہے؟ کیا نبی اکرم ﷺ مضر سے تھے؟ انہوں نے کہا کہ مضر کے سوا اور کس سے تھے؟ آپ ﷺ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔ اور نضر تک قریش کے انساب پہنچتے ہیں۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے مجھے چنا۔'' [2]

(3)...... جب قریش کا نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہونا یقینی طور پر معلوم ہوا ہے تو جو کسی قریشی کی اس نسبت کی نفی کرتا تو اشعث اسے حد قذف لگاتا اور تہمت کی وجہ سے اسی کوڑے مارتا۔ واللہ اعلم

[1] فتح البارى: 6/ 647.

[2] صحيح مسلم: 5938، فتح البارى: 6/ 647.

مِنَ الْفَرَائِضِ

وراثت کے احکام

مسلم اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے

[173]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، أَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الفرائض، باب لا یرث الکافر المسلم : 12/ 41، صحیح مسلم، الفرائض : 11/ 52، رقم : سنن ابو داؤد، الفرائض : 10 بـاب هل یرث الکافر المسلم : 8/ 120، سنن ابن ماجه، الفرائض : 6، باب میراث أهل الإسلام من أهل الشرك رقم : 2731، مسند أحمد : 2/ 195، تاریخ بغداد : 5/ 290، 8/ 407، تلخیص الحبیر، ابن حجر : 3/ 84.

ترجمة الحدیث سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔

شرح الحدیث وراثت کے احکام سورہ نساء کی آیت نمبر 11، 12 اور اس سورت کی آخری آیت کے اندر بیان ہوئے ہیں۔ یہ علم وراثت میں اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، وراثت کے تفصیلی حصے ان تین آیات سے مستنبط ہیں اور وراثت کے حصوں سے متعلقہ احادیث بھی ان آیات کی تفسیر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وراثت کے اس حکم سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں، جن میں سے ایک صورت مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمان کی وراثت سے محروم ہوگا، بیٹا ہو یا بیٹی، باپ ہو یا ماں، بھائی ہو یا بہن، خاوند ہو یا بیوی یا کوئی اور رشتہ دار اسی طرح مسلمان کافر کی وراثت سے محروم ہوگا۔

[174]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، أَنَا مَالِكٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 6764، مؤطا، الفرائض : 358، میراث أهل الملل :

3/ 119، جامع ترمذی، الفرائض : 15، باب إبطال المیراث بین المسلم والکافر : 6/ 386.

ترجمة الحديث سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کافر کا وراث نہیں بن سکتا۔

شرح الحديث اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

[175]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا إِبْرَاهِیمُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ أَنا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ)).

تخريج الحديث سنن ابو داؤد، الوصایا : 10، باب هل یرث الکافر والمسلم : 2911، سنن ابـن ماجه، الفرائض : 6، بـاب میـراث أهل الاسلام من أهل الشرك : رقم : 2731، مسند احمد : 2/ 195، تاریخ بغداد : 5/ 290، 8/ 407، تلخیص الجیر : 3/ 84۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو (مختلف) دینوں والے باہم وارث نہیں بن سکتے۔

شرح الحديث دیکھیے حدیث نمبر 173 کی شرح۔

وصیت سے قبل قرض ادا کیا جائے

[176]...... حَدَّثَـنَا جَدِّی، نَا إِبْرَاهِیمُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنِ الْـحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: ((قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِـالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَأَنْتُمْ تَقْرَءُونَ: ﴿مِـنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [النِّسَاء: 12]، وَإِنَّ أَعْيَـانَ بَنِی الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِی الْعَلَّاتِ، يَعْنِی الْإِخْوَةَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ دُونَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ)).

تخريج الحديث سـنـن ابن ماجه، الوصایا : 7، بـاب الدین قبل الوصیة رقم : 2715، سنن ترمذی : 2094، مسـند الطیالسی : 1/ 272، مستدرك حاکم : 4/ 336۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض ادا کیا، حالاں کہ تم پڑھتے ہو، ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء : 12) ''اس وصیت کے

بعد جو وہ کر جائے، یا قرض (کے بعد)۔'' اور بے شک عینی بھائی ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں نہ کہ علاتی بھائی۔ یعنی باپ اور ماں کی طرف سے بھائی نہ کہ صرف باپ کی طرف سے بھائی۔

شرح الحدیث (1)...... میت کے مال سے اول کفن دفن پر صرف کیا جائے، پھر باقی ماندہ سے حسب مراتب قرض ادا کیا جائے، سب سے زیادہ ادا کیے جانے کا حق دار اللہ تعالیٰ کا قرض ہے، مثلاً اگر زکوٰۃ یا حج اس کے ذمے ہے تو وہ ادا کیا جائے، پھر دوسرے قرض ادا کیے جائیں، پھر مال کے تہائی حصے سے وصیت پوری کی جائے، اس کے بعد وارثوں کے درمیان باقی ترکے کے حصے کیے جائیں۔ (قرطبی)

(2)...... قرآن میں گو قرض کا ذکر وصیت کے بعد ہے، مگر سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے کہ ادائے قرض وصیت پر مقدم ہے، لہٰذا پہلے قرض ادا کیا جائے، پھر وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے۔ غور سے دیکھیں تو آیت کے معنی و مفہوم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ آیت میں وصیت کو قرض سے پہلے ذکر کرنے کی اہل علم نے کئی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ عام طور پر وصیت پر عمل میں کوتاہی کی جاتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تاکید کے لیے اسے پہلے ذکر فرمایا۔

(3)...... بہن، بھائی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (1) عینی، یعنی جن کے ماں باپ ایک ہوں۔ (2) علاتی، یعنی جن کا باپ ایک ہو، مائیں مختلف ہوں۔ (3) اخیافی، جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عینی بھائیوں کی موجودگی میں علاتی محروم ہوں گے۔

''ولاء'' کی وراثت

[177]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا إِبْرَاهِيمُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ مَولًى لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ عَذْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا، فَقِيلَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((هَلْ لَهُ مِنْ وَلَدٍ أَوْ حَمِيمٍ؟)) قَالُوا: لَا. قَالَ: ((فَانْظُرُوا بَعْضَ أَهْلِ قَرْيَتِهِ، فَادْفَعُوهُ إِلَيْهِ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء رقم: 2733، مسند طيالسي: 1/ 285، مشكل الآثار طحاوي: 1/ 426، 427۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک نبی اکرم ﷺ کا آزاد کردہ غلام کھجور خرما کی شاخیں کاٹ رہا تھا کہ گر کر مر گیا اور کچھ وراثت چھوڑ گیا، یہ بات نبی ﷺ کو بتائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا

اس کی کوئی اولاد یا دوست ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعض بستی والے کو دیکھو اور اس (مال) کو اس کے سپرد کر دو۔

شرح الحدیث (1)...... اس حدیث میں "ولاء" کی وراثت بیان ہوئی ہے۔ "ولاء" کہتے ہیں جس نے کسی غلام کو آزاد کیا ہو، آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت، یہ اس غلام کے وراث بنتے ہیں، اسے عصبہ سببی بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) [1] "ولاء اس کا ہے جس نے آزاد کیا۔"

(2)...... وراثت کے حصص میں وارثوں کی ترتیب حسب ذیل ہوگی، سب سے پہلے اصحاب الفرائض، پھر عصبہ نسبی، پھر عصبہ سببی، پھر اصحاب الفرائض نسبیہ پر رد ہوگا۔ پھر ذوی الارحام، پھر جس کے لیے میت نے جمیع مال کی وصیت کی ہو اور پھر بیت المال۔ [2]

نوٹ:...... یاد رہے کہ فی زمانہ "ولاء" نہیں پایا جاتا۔

[178]...... حَـدَّثَـنِي جَدِّي، أَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ نَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ، أَخْبَـرَنِـي خَالِدُ بْنُ أَبِي حَيَّانَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي دِينَارٍ أَعْتَقَتْنِي فَتَزَوَّجَتْ فِي بَنِي سَـلِمَةَ فَوَلَدَتْ فِيهِمْ، ثُمَّ مَاتَتْ، فَدَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَـا أَبَـا عَبْـدِ الـلّٰـهِ، هَـذَا سُـئِلَ مِنْ وَلَائِكَ، فَقُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ، أَنَا مَوْلَى فُلَانَةَ مِنْ بَنِي الـدِّيـنَـارِ، فَقَالَ جَابِرٌ: أَجَلْ يَا ابْنَ أُخْتِي، فَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِيمَانِ مِنْ عُنُقِهِ))، وَيَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

تخریج الحدیث مسند أحمد: 3/ 332، رقم: 14562۔ شیخ شعیب نے اس کی سند کو "جید" قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث خالد بن ابی حیان نے کہا کہ بنی دینار کی ایک عورت تھی جس نے مجھے آزاد کر دیا تھا، پھر اس نے بنی سلمہ میں شادی کر لی اور ان میں سے اس نے اولاد پیدا کی، پھر وہ (آزاد کرنے والی) فوت ہوگئی، میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما پر داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ! یہ آپ رضی اللہ عنہ کے "ولاء" سے سوال کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ کی پناہ! میں فلاں دینار یہ عورت کا آزادہ کردہ ہوں تو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اے میری بہن کے بیٹے! بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] صحيح بخاري: 2/ 999، صحيح مسلم: 1/ 494.

[2] فقه المواريت: ص 15، 16.

جس نے اپنے مالکوں کے سوا کسی اور کو مالک بنایا، اس نے اپنی گردن سے ایمان کا پھندا اتار دیا اور وہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح تین بار اشارہ کر رہے تھے۔

شرح الحدیث (1)......جس طرح اپنے باپ کے علاوہ کسی اور طرف نسبت کرنا قطعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے سادات کے بجائے کسی اور کو آقا کہے یا باور کروائے یہ بھی سخت منع ہے۔

(2)......آزاد کرنے والے مرد یا عورت کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد کردہ غلام کو وراثت مل جائے گی۔ جب خالد بن ابی حیان اپنی آزاد کرنے والی عورت کی وفات کے بعد سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو لوگوں نے اس پر اتہام لگایا جس پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو اتہام سے بری قرار دیا اور ساتھ حدیث پاک بیان کر دی۔ آزاد کردہ غلام کی وراثت کے بارے حدیث ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی فوت ہوا اور اس نے کوئی اپنا وارث نہیں چھوڑا، سوائے ایک غلام کے جسے اس نے آزاد کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وراثت اس کو دے دی۔ [1]

خاوند کی دیت میں سے بیوی کی وراثت

[179]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا إِبْرَاهِيمُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنْ زَوْجِهَا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّمَا الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا أَعْلَمُ لَكِ شَيْئًا. وَقَالَ مَعْمَرٌ: مَا أَرَى الدِّيَةَ إِلَّا لِلْعَصَبَةِ لِأَنَّهُمْ يَعْقِلُونَ، فَنَشَدْتُ النَّاسَ، فَقَالَ: هَلْ أَحَدٌ عِنْدَهُ مِنْ هَذَا عِلْمٌ؟ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ: ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا، فَوَرَّثَهَا عُمَرُ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 2642، مسند احمد : 3/ 452۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، وہ اپنے خاوند کی جانب سے (حاصل ہونے والی) اپنی وراثت کا مطالبہ کر رہی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیت تو صرف عصبہ کے لیے ہوتی ہے اور میں تیرے لیے کسی چیز کو نہیں جانتا اور معمر نے کہا کہ انہوں نے سمجھا کہ دیت صرف عصبہ کے لیے ہے، کیونکہ کہ دیت دیتے بھی وہی ہیں، پھر انہوں نے لوگوں نے مشورہ کیا اور فرمایا:

[1] سنن ابن ماجه : 2741.

کیا کسی ایک کے پاس اس بارے میں کوئی علم ہے؟ تو ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت سے وارث بناؤں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو وارث بنا دیا۔

شرح الحدیث بیوی کو خاوند کی جائیداد سے چوتھا یا آٹھواں حصہ ملتا ہے، اگر خاوند قتل ہو جائے اور اس کے ورثا کو دیت ملے تو اس دیت میں سے بھی بیوی کو حصہ ملے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اس مسئلہ کا علم نہ تھا۔ اس لیے منع کر دیا۔ لیکن جوں ہی معلوم ہوا تو اس عورت کو دیت سے بھی وارث بنا دیا۔

[180]...... حَـدَّثَـنَـا جَـدِّی ، نَـا إِبْـرَاهِـيـمُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا مَالِكٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: ((وَكَانَ قَتْلُ أَشْيَمَ الضَّبَابِيِّ خَطَأً))

تخریج الحدیث الاصابة : 1/ 90.

ترجمة الحدیث زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک اشیم کا قتل، قتل خطا تھا۔

شرح الحدیث قتل کی تین قسمیں ہیں۔ (1) قتل عمد: یعنی ارادۂ قتل سے، آلائے قتل کے ساتھ مارنا۔ (2) قتل خطا: یعنی بغیر ارادۂ قتل کے آلائے قتل سے مارنا۔ (3) شبہ عمد: یعنی ارادۂ قتل سے بغیر آلائے قتل کے مارنا۔ اشیم ضبابی کا قتل خطا تھا۔ اس کے ورثا کو ایک سو اونٹ دیت ملی تھی۔

الْكَفَّارَاتُ وَالنُّذُورُ

نذر اور کفارے کے مسائل واحکام

[181]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ ، وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَسْكُتْ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الأیمان : 4، باب لا تحلفوا بآبائکم : 11/ 448، صحیح مسلم : 11/ 105 فی کتاب الأیمان رقم : 3، جامع الترمذی، النذور و الأیمان : 7، باب کراهیة الحلف لغیر اللّٰه تعالیٰ : 5/ 132، سنن ابو داؤد ، الأیمان : 5، باب کراهیة الحلف بالآباء : 9/ 77، سنن ابن ماجه، الکفارات : 3، باب النهی عن أن یحلف بغیر اللّٰه تعالیٰ : رقم 2094، مؤطا : 326، باب جامع الأیمان : 3/ 67، سنن دارمی، النذور : 6، باب النهی عن أن یحلف

بغیر اللّٰہ تعالیٰ : 2/ 106، مسند طیالسی : 1/ 245، مسند احمد (الفتح الربانی) 14/ 164، مستدرك حاکم : 1/ 52، سنن الکبریٰ بیهقی : 10/ 28، تاریخ بغداد : 13/ 36 .

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو پایا اور وہ اپنے باپ کی قسم اٹھا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے آباؤ واجداد کی قسمیں اٹھائیں، تو جو کوئی قسم اٹھانے والا ہو، وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔''

شرح الحديث (1)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال العلماء : السر فی النهی عن الحلف بغیر اللّٰه أن الحلف بالشئی یقتضی تعظیمه والعظمة فی الحقیقة إنما هی للّٰه وحده ." [1]

''اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم اٹھانے سے ممانعت میں یہ راز ہے کہ کسی چیز کی قسم، اس کی تعظیم کی متقاضی ہوتی ہے اور حقیقت میں عظمت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہے۔''

(2)...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تو اللہ کی قسم! میں نے جان بوجھ کر یا کسی سے حکایت کرتے ہوئے، کبھی قسم نہیں اٹھائی۔ [2]

(3)...... اگر کوئی شخص غیر اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے اس کی عظمت کے متعلق وہی اعتقاد رکھے جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا ہے تو اس کی قسم حرام ہوگی اور اس اعتقاد کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر وہ ایسی تعظیم بجا نہ لائے اور قسم اٹھائے تو اس کی قسم منعقد نہ ہوگی اور وہ کافر بھی نہ ہوگا۔ [3]

[182]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ، قَالَ فِيهِ قَوْلًا شَدِيدًا)).

تخريج الحديث جامع ترمذی، النذور والأیمان : 8، باب منه : 50/ 35، سنن ابو داؤد، الأیمان : 5، باب کراهیة الحلف بالآباء : 9/ 78، مستدرك حاکم، الأیمان : 1/ 18، 52، 4/ 297، مسند أحمد : 2/ 34، 67، سنن بیهقی : 10/ 29۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

---

[1] فتح الباری : 11/ 647.
[2] صحیح بخاری : 6647.
[3] فتح الباری : 11/ 648.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بہت سخت بات کہی۔

شرح الحديث امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ اسے سختی پر محمول کیا جائے گا اور اس بارے حجت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ کہہ رہے تھے: ''مجھے میرے باپ کی قسم، مجھے میرے باپ کی قسم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسمیں اٹھاؤ۔'' اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جس نے اپنی قسم میں کہا: لات کی قسم، عزیٰ کی قسم تو وہ لا إلـه إلا الله کہے اور یہ اسی کی مثال ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریا شرک ہے۔'' اور بعض اہل علم نے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (الكهف : 110)

''سو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو لازم ہے کہ وہ عمل کرے، نیک عمل۔''

کہا کہ ''وہ ریاکاری نہ کرے۔'' [1]

یعنی محض غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے کفر یا شرک لازم نہیں آجاتا، بلکہ یہ الفاظ بہ طور شدت اور معاملے کی سنگینی بیان کرنے کے لیے بولے ہیں۔ واللہ اعلم

قسم کے مسنون الفاظ

[183]...... حَـدَّثَنِي جَدِّي ، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُوسَى ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: كَثِيرًا مِمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَحْلِفُ ، يَعْنِي الْيَمِينَ ، يَقُولُ: ((لَا ، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)) .

تخريج الحديث صحيح بخاري : 6628، جامع ترمذی ، الأيمان : 12 ، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ : 5/ 143 ، سنن ابن ماجه : 2092، مسند أحمد (الفتح الرباني) 14/ 169 ، مؤطا ، كتاب جامع الأيمان : 326، سنن دارمی ، النذور والأيمان : 12 ، باب بأي أسماء الله حلفت لزمك : 2/ 108 ، حلية الأولياء ، ابو نعيم : 8/ 172 ، 9/ 38 ، تاريخ بغداد : 4/ 325 ، 11/ 315 ، تلخيص الحبير ، ابن حجر : 4/ 166 .

---

[1] جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی : 2/ 371 .

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس قسم کے ساتھ قسم اٹھاتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''نہیں، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔''

شرح الحديث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن الفاظ کے ساتھ قسم اٹھاتے تھے؟ اس بارے محدثین نے بڑی کاوش کی ہے اور ان الفاظ کو کتب حدیث کی زینت بنایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے عنوان قائم کر کے بیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ [1] جن میں چار قسم کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے بیان کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(1)...... ''والذی نفس بیدہ'' قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

اسی طرح ''نفسی محمد بیدہ'' جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ ان کے شروع میں کبھی لفظ ''لا'' آتا ہے، کبھی لفظ ''أما'' اور کبھی ''أیم''۔

(2)...... ''لا و مقلب القلوب'' جس طرح کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

(3)...... واللہ۔ ''اللہ کی قسم۔''

(4)...... ورب الكعبة۔ کعبے کے رب کی قسم۔ [2]

[184]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَی، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِیهِ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ عُمَرَ یَقُولُ: وأَبِیكَ. فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ یَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)). قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بَعْدُ بِهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الأيمان: 4، باب لا تحلفوا بأبائكم: 11/ 450، صحيح مسلم، النذور: 11/ 105، سنن ابو داؤد، الأيمان: 9، باب كراهة الحلف بالآباء: 9/ 78، جامع ترمذی، الأيمان: 7، باب كراهية الحلف بغير اللّٰه تعالیٰ: 5/ 132، مستدرك حاكم: 1/ 52، مسند احمد (الفتح الربانی): 14/ 165، مسند طيالسی: 1/ 346، حلية الأولياء، ابو نعيم: 9/ 160، تاريخ بغداد: 13/ 136.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: تیرے باپ کی قسم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپوں کی قسمیں

---

[1] فتح الباری: 11/ 641.

[2] صحيح بخاری مع فتح الباری: 11/ 640 حديث (6628-6645).

اٹھاؤ۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! پھر میں نے وہ (آباء کی) قسم نہ اٹھائی، جان بوجھ کر نہ حکایت کرتے ہوئے۔

شرح الحدیث اس کی شرح کے لیے دیکھیں حدیث نمبر 181.

جس نے بیت المقدس جا کر نماز پڑھنے کی نذر مانی

[185]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِی يُوسُفُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِی سُفْيَانَ، أَنَّ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَالنَّبِیُّ ﷺ قَرِيبٌ مِنَ الْمَقَامِ فِی مَجْلِسٍ، فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، إِنِّی نَذَرْتُ لَئِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لِلنَّبِیِّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ مَكَّةَ لَأُصَلِّيَنَّ فِی بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَإِنِّی وَجَدْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ هَاهُنَا حَقِيرًا فِی قُرَيْشٍ مُقْبِلًا مَعِی وَمُدْبِرًا، فَقَالَ: ((هَاهُنَا فَصَلِّ))، فَعَادَ الرَّجُلُ لِقَوْلِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ النَّبِیُّ ﷺ: ((هَا هُنَا فَصَلِّ))، ثُمَّ قَالَ الرَّابِعَةَ مَقَالَتَهُ هَذِهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((فَاذْهَبْ فَصَلِّ فِيهِ، فَوَالَّذِی بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتَ هَا هُنَا لَقَضَی ذَلِكَ عَنْكَ صَلَوَاتِكَ فِی بَيْتِ الْمَقْدِسِ))، وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: ذَلِكَ الرَّجُلُ الشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ الصَّدْفِ، وَهُوَ مِنْ ثَقِيفٍ.

تخریج الحدیث مستدرك حاكم: 4/ 304، معانی الآثار، طحاوی: 3/ 125، تلخيص الحبير: 4/ 178، مجمع الزوائد، هيثمی: 4/ 192، المصنف، عبد الرزاق: 15890.

ترجمۃ الحدیث عمر بن عبد الرحمٰن بن عوف، نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک انصاری آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک انصار میں سے ایک آدمی فتح مکہ والے دن نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا: پھر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! بے شک میں نے نذر مانی ہے، البتہ اگر اللہ نے نبی ﷺ اور مومنوں کے لیے مکہ کو فتح کر دیا تو میں ضرور بیت المقدس میں نماز پڑھاؤں گا اور بے شک میں نے اہل شام کا ایک آدمی یہاں قریش میں اپنے اوپر جاتے اور پلٹے ہوئے اپنے ساتھ حقیر پایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں نماز پڑھ لے۔ اس آدمی نے اپنی بات تین بار دہرائی۔ ہر مرتبہ نبی اکرم ﷺ اسے فرماتے یہاں نماز پڑھ لے، پھر اس نے چوتھی بار اپنی یہی بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو جا اور اس میں نماز پڑھ، قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ

بھیجا ہے، اگر تو یہاں نماز پڑھ لے تو یقیناً یہ تیری بیت المقدس والی نماز ادا ہو جائے، ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ آدمی شرید بن سوید بن صدف قبیلہ بنو ثقیف سے تھا۔

شرح الحدیث بیت المقدس کی شان بیت اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے اسے فرمایا کہ یہیں نماز پڑھ لو۔ علامہ عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے نماز یا صدقہ وغیرہ کی نذر ایسی جگہ مانی جو جگہ نذر ماننے والے کی جگہ سے افضل نہیں ہے تو اس کے لیے اس جگہ نذر پوری کرنے کے لیے جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اسے اسی جگہ نذر پوری کرنے ہے جس جگہ اس نے نذر مانی ہے۔ ❶

اسی طرح کی ایک حدیث مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک عورت بیمار پڑ گئی، اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں ضرور نکلوں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی، وہ صحت یاب ہو گئی، پھر اس نے نکلنے کی تیاری کر لی، اس کے پاس سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا آئیں، اسے سلام کہا تو اس نے اس بارے انہیں خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹھ جا اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ لے۔ کیونکہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ اس میں نماز، اس کے علاوہ مساجد میں نماز سے ہزار درجے افضل ہے، سوائے کعبے کی مسجد کے۔ ❷

نذر تقدیر کو ردّ نہیں کر سکتی

[186]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم، النذور: 11/ 97، 98 رقم: 2، 3، 4، سنن ابو داؤد، الأيمان والنذور: 17، باب كراهية النذور: 9/ 109، سنن ابن ماجه، الكفارات: 15، باب النهي عن النذور، رقم: 2122، طبرانی: الأيمان والنذور: 25، باب الوفاء بالنذور: 11/ 487، 490، سنن دارمی، النذور: 5، النهي عن النذور: 4/ 304، مسند طيالسی: 1/ 248، مسند احمد (الفتح الربانی) 14/ 194، مشكل الآثار، طحاوی: 1/ 362، 363، سنن الكبرىٰ بيهقی: 10/ 77.

---

❶ عون المعبود: 9/ 94. ❷ عون المعبود: 9/ 95.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذریں ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بے شک وہ نہیں لوٹاتی کسی چیز کو اور اس کے ذریعے تو بس کنجوس آدمی سے نکالا جاتا ہے۔

شرح الحديث (1)...... نذر تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔ انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہوتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے:

((فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيْلِ مَا لَمْ يَكُنْ الْبَخِيْلُ يُرِيْدُ أَنْ يُخْرِجَهُ)) [1]

''اس (نذر) کے ذریعے کنجوس سے وہ (مال) نکالا جاتا ہے جو کنجوس آدمی نکالنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔''

(2)...... نذر ماننے سے منع فرمایا اور اس عمل کی حوصلہ شکنی فرمائی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نذر ماننا غلط ہے۔ کیوں کہ اگر نذر ماننا درست نہ ہوتو پھر اسے پورا کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے، لیکن اس میں تاکید یہ ہے کہ نذر ماننے کے بعد اسے پورا کرنے میں غفلت اور سستی کا شکار نہیں ہونا۔ [2]

[187]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

تخريج الحديث پہلی حدیث جیسی ہی ہے۔

ترجمة الحديث دوسری سند سے اسی حدیث کو بیان کیا ہے۔

معصیت کی نذر

[188]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ ، وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)) .

تخريج الحديث جامع ترمذی : الأيمان والنذور : 1 ، باب ما جاء عن النبی ﷺ أن لا نذر فی معصية : 5/ 121 ، 122 ، 123 ، سنن ابو داؤد ، الأيمان : 19 ، باب من رأى عليه كفارة إذا كان فی معصية : 3291 ، سنن ابن ماجه ، الكفارات: 16 ، باب النذر فی المعصية رقم : 2125 ، مسند طيالسی : 1/ 248 ، معانی الآثار ، طحاوی : 3/ 133 ، مشكل الآثار ، طحاوی : 3/ 37 ، تاريخ بغداد : 5/ 127۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

---

[1] عون المعبود : 9/ 80 .
[2] عون المعبود : 9/ 78 .

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نافرمانی (کے کام میں) نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ، قسم والا کفارہ ہے۔''

شرح الحديث (1)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے کسی نافرمانی کی نذر مانی جیسا کہ شراب پینا، تو اس کی نذر باطل ہے، منعقد نہیں ہوگی اور نہ ہی اسے قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور نہ اس کے علاوہ کچھ اور یہی بات امام مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کی ہے۔ ❶

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو دھوپ میں کھڑا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا: انہوں نے کہا کہ یہ ابواسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، نہ سایہ حاصل کرے گا، نہ گفتگو کرے گا اور روزہ رکھے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے حکم دو کہ گفتگو کرے، سایہ حاصل کرے، بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ ❷

چونکہ ابواسرائیل کی نذر میں معصیت اور طاعت دونوں قسم کی چیزیں تھیں، جو معصیت تھیں، لہٰذا ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور کفارے کا نہیں فرمایا اور جو اطاعت کی تھی، یعنی روزہ تو اسے پورا کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ معصیت کی نذر پوری نہیں کرنی اور اس میں کفارہ بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اعتکاف کی نذر

[189]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنِّی نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ)) .

تخريج الحديث صحیح بخاری، الأيمان والنذور: 28، باب إذا نذر أن لا يكلم إنسانًا فی الجاهلية ثم أسلم: 11/ 493، الصوم، باب من لم ير عليه إذا اعتكف صوما: 4/ 228، صحيح مسلم: الأيمان: 11/ 124، 125، 126، رقم: 27، 28، 29، جامع ترمذی، النذور والأيمان: 11، باب وفاء النذر: 5/ 141، سنن ابو داؤد، النذور: 36، باب نذر الجاهلية ثم أدرك الإسلام:

---

❶ عون المعبود: 9/ 83 .

❷ سنن ابو داؤد مع عون المعبود: 9/ 81، رقم (3280) .

9/ 154، سنن ابن ماجه: 2129، سنن دارمی، النذور: 1، باب الوفاء بالنذر: 2/ 104، مسند طيالسی: (الفتح الربانی) 14/ 182، سنن بيهقی، النذور، باب ما يوفی به من نذور الجاهلية: 10/ 76.

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔''

شرح الحديث (1)...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کو نذر پوری کرنے کی اجازت دینا اس امر کی دلیل ہے کہ کافر کی نذر جو اس نے حالت کفر میں مانی تھی، اسلام لانے کے بعد پورا کرنا ضروری ہے، بہ شرط کہ نیکی کی نذر ہو۔

(2)...... دوسری حدیث میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں، کیوں کہ ''یوم'' کا لفظ مطلق زمانے کے لیے آتا ہے، چاہے وہ دن ہو یا رات ہو، یا مطلب ہے کہ دن اور رات دونوں کے اعتکاف کی نذر مانی تھی، لیکن سوال کرتے وقت انھوں نے صرف ایک کے ذکر پر اکتفا کیا۔ لہٰذا دن والی روایت کا مطلب ہے کہ رات سمیت، اور رات والی روایت کا مطلب ہے دن سمیت۔ [1]

[190]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ، سَأَلَ عُمَرُ النَّبِیَّ ﷺ، عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ، اعْتِكَافِ يَوْمٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ بِوَفَائِهِ)).

تخريج الحديث صحيح بخاری: 4320.

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حنین سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے بارے میں جو انھوں نے جاہلیت میں مانی تھی، سوال کیا، یعنی ایک دن کے اعتکاف (کی نذر کے بارے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسے پورا کرنے کا حکم دیا۔

شرح الحديث اوپر والی حدیث (189) کی شرح دیکھیں۔

---

[1] عون المعبود: 9/ 111.

جو نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گیا

[191]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، ((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِی نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ ، فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ ، فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ بِقَضَائِهِ)) .

تخریج الحدیث صحیح البخاری ، الأیمان والنذور : 29 ، باب من مات وعلیه نذر : 11/ 494 ، صحیح مسلم ، النذور : 11/ 96 ، جامع ترمذی ، الأیمان : 18 ، باب قضاء النذر عن المیت : 5/ 150 ، سنن ابن ماجه : 2132 ، مؤطا ، النذور والأیمان : 1 ، باب ما یجب من النذور : 3/ 55 ، مسند طیالسی : 1/ 248 ، مسند احمد : 1/ 219 ، مجمع الزوائد : هیثمی : 4/ 191 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے بارے فتویٰ طلب کیا جو ان کی ماں پر تھی اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسے پورا کرنے کا حکم دیا۔

شرح الحدیث (1)......جس شخص نے کوئی مالی نذر مانی اور اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو اسے اس کے راس المال سے پورا کیا جائے گا، اگرچہ اس نے وصیت نہ بھی کی ہو، ہاں اگر نذر مرض الموت میں مانی ہے تو ایک تہائی سے پوری کی جائے گی۔ جمہور اہل علماء کا یہی موقف ہے۔ [1]

(2)...... احناف کے نزدیک میت کے ذمے نذریں اور کفارے تب ادا کیے جائیں گے، اگر اس نے وصیت کی ہو ورنہ نہیں۔ [2]

(3)......جواز نہ کرنے سے جمہور کا موقف درست معلوم ہوتا ہے۔

مشیت الٰہی اور بندے کی مشیت

[192]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)) .

تخریج الحدیث مسند احمد (الفتح الربانی) 1/ 38۔ علامہ ساعاتی نے فرمایا کہ اسے طیالسی نے بیان کیا

[1] عون المعبود : 9/ 97 .
[2] عون المعبود : 9/ 97 .

ہے اور اس کی سند جید ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس طرح) نہ کہو جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا، بلکہ تم کہو، جو اللہ نے چاہا، پھر فلاں نے چاہا۔

شرح الحديث (1)...... اگرچہ بندے کی مشیت بھی ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے اور بندے کی اپنی چاہت پر کوئی قدرت نہیں، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا تَشَآءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (التکویر : 29)

''اور تم نہیں چاہتے الا یہ کہ اللہ چاہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا تَشَآءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾ (الدھر : 30)

''اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے، جو یقیناً اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

(2)...... عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تقدیر کے منکروں کو اسی آیت سے لاجواب کیا تھا۔ خوارج کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور تقدیر کے انکار کی دلیل کے طور پر اسی سورت کی ابتداء میں یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴾ (الدھر : 3)

''یعنی ہم نے انسان کو راستہ بتا دیا ہے، اب چاہے تو شکر کرنے والا بن جائے، چاہے تو کفر کرنے والا۔''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا؛ آگے پڑھتے جاؤ، آخر میں یہ آیت آئی تو فرمایا: بے شک انسان جو راستہ چاہے اختیار کرے، مگر یہ اختیار بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زبردست ہو کر کوئی شخص نہ نیک بن سکتا ہے نہ بد۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾ (الدھر : 30)

یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت اندھی مشیت نہیں ہے، بلکہ وہ علیم وحکیم ہے اور اس کی مشیت اس کے علم وحکمت پر مبنی ہے۔ وہ انہی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو اس کے علم وحکمت کے مطابق اس کے اہل ہیں۔ [1]

[1] تفسیر القرآن الکریم : 4/ 882.

(3)......اسی وجہ سے جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔ اکٹھا کہنے سے منع کیا گیا تا کہ خالق و مخلوق کی مشیت میں خط امتیاز رہے۔ انہیں یکساں نہ سمجھ لیا جائے۔ اس سے عقیدت میں غلو اور مبالغہ پیدا ہوتا ہے۔ بطور خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا کہنے سے منع کر دیا گیا، جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بے شک ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر بنا دیا؟ بلکہ (کہو) جو اکیلا اللہ چاہے۔ ❶

دوسری حدیث میں ہے: قتیلہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یقیناً تم شرک کرتے ہو، تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں اور تم کہتے ہو، کعبے کی قسم! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جب وہ (قسم اٹھانے کا) ارادہ کریں تو کہیں: کعبے کے رب کی قسم! اور وہ کہیں: جو اللہ چاہے، پھر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔ ❷

[193]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا الْأَجْلَحُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَلَّمَهُ بِبَعْضِ الْكَلَامِ ، قَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ ، فَقَالَ: ((جَعَلْتَهُ وَاللّٰهِ عِدْلَيْنِ ، قُلْ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد (الفتح الربانی) : 1/ 38، الأدب المفرد، بخاری : 2/ 261، حلية الأولياء، ابو نعيم : 4/ 99، تاريخ بغداد : 8/ 105 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض کلام کے ساتھ گفتگو کی اور کہا: جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے مجھے اور اللہ کو برابر کھڑا کر دیا؟ کہہ جو اللہ اکیلا چاہے۔

شرح الحدیث وضاحت گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

گھوڑے کی حلت

[194]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ

---

❶ مسند احمد : 1/ 324، 283، 347، الأدب المفرد، بخاری : 783 .

❷ سنن نسائی : 7/ 6، مشكل الآثار، طحاوی : 1/ 357، مستدرك حاكم : 4/ 297، سنن بيهقی : 3/ 216، مسند أحمد : 6/ 371، 372 .

الْجَزَرِیِّ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: ((كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ)) .

تخریج الحدیث جامع ترمذی، الأطعمة : 5، باب أكل لحوم الخيل : 5/ 505، سنن ابن ماجه، الذبائح : 14، باب لحوم البغال رقم : 3197، معانی الأثار، طحاوی : 4/ 204، 211، سنن بیهقی : 9/ 327۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑوں کے گوشت کھایا کرتے تھے۔

شرح الحدیث (1)......اس حدیث میں گھوڑے کے گوشت کی حلت بیان ہوئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ گھوڑوں کے گوشت کے بارے میں رخصت دی، صحیح مسلم میں ''اجازت دی'' اور دارقطنی میں ہے، آپ ﷺ نے حکم دیا۔ [1]

(2)...... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے گھوڑے کا گوشت مکروہ قرار دیا ہے، جب کہ ان کے دونوں شاگرد امام محمد رحمہ اللہ اور قاضی ابو یوسف اسے حلال سمجھتے ہیں۔ علامہ طحاوی حنفی ''شرح الآثار'' میں یہ موقف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ (صاحبین کی) دلیل اور حجت وہ متواتر احادیث ہیں جو گھوڑے کی حلت کے بارے میں آئی ہیں اور ان میں گھوڑے اور گدھے میں فرق کیا گیا ہے کہ ایک ہی وقت میں گھوڑوں کے گوشت کھانے کو حلال قرار دیا اور گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا۔ [2]

(3)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ عطاء کا قول ہے: تیرے سلف صالحین ہمیشہ اسے کھاتے رہے ہیں۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اس سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ [3]

(4)...... بعض لوگوں نے آیت ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل : 8) ''اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے۔'' سے گھوڑے کے گوشت کی حرمت پر دلیل لی ہے۔ حالاں کہ اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے گھوڑے کی حرمت ثابت ہو۔ بلکہ یہاں صرف اللہ کے احسان ونعمت کا ذکر ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے، تمہاری سواری اور زینت کا باعث ہیں۔ باقی حلال اور

[1] تحفة الأحوذی : 3/ 77 .
[2] تحفة الأحوذی : 3/ 77 .
[3] تحفة الأحوذی : 3/ 77 .

حرام ہونا، اس کی وضاحت احادیث میں آئی ہے، گھوڑا سواری اور زینت کے اعتبار سے خچر اور گدھے جیسا ہے، لیکن گوشت کی حلت میں ان سے جدا ہے اور یہ فرق شریعت نے بیان کیا ہے۔

(5)......گھوڑے کے گوشت کی عدم حلت کے قائل حضرات اس حدیث سے بھی دلیل لیتے ہیں کہ ابوداؤد میں ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ اس کی سند کا دارومدار صالح بن یحییٰ پر ہے اور اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "فیه نظر" جس طرح کہ تہذیب التہذیب میں ہے اور ابن ھمام نے "التحریر" میں کہا کہ جب امام بخاری کسی راوی کے بارے میں کہیں: "فیه نظر" تو اس کی حدیث نہ حجت ہوتی ہے، نہ استشہاد کے لیے صحیح ہوتی ہے اور نہ ہی اعتبار کے لیے۔

علامہ منذری نے تہذیب السنن میں کہا کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اس حدیث کے ضعف و نکارت کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے فتح خیبر کے موقع پر ان جانوروں کے گوشت کی حرمت کا بیان ہوا ہے، جب کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ وہ خیبر کے موقع پر موجود نہ تھے۔ اس کی صراحت امام بخاری، امام احمد بن حنبل اور ابوعمر نمری رحمہم اللہ وغیرہ نے کی ہے۔ [1]

[195]...... حَـدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حِبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ((نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ لُحُومِ الْحُمُرِ ، وأُمِرْنَا بِلُحُومِ الْخَيْلِ)).

تخريج الحديث صـحيـح بـخارى، الذبائح والصيد، باب لحوم الخيل: 9/ 534، صحيح مسـلـم، الصيد: 13/ 95، رقم: 37، سـنـن ابـو داؤد، الأطعمة: 36، أكـل لـحـوم الخيل: 10/ 260، 262، جـامع ترمذى، الأطعمة: 5، بـاب أكل لحوم الخيل: 5/ 505، سنن دارمى: 22، بـاب أكـل لحوم الخيل: 3/ 14، مسـنـد احـمد (الفتح الربانى) 17/ 66، مسـنـد طيالسى: 3/ 327، معانى الآثار، طحاوى: 4/ 204، مشكل الآثار، طحاوى: 4/ 163، 164.

ترجمة الحديث سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گدھوں کے

[1] تحفة الأحوذى: 3/ 77.

گوشت سے منع فرمایا اور ہمیں گھوڑوں کے گوشت کا حکم دیا۔

شرح الحدیث گزشتہ حدیث کی شرح دیکھیں۔

[196]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْـمُـنْـذِرِ ، عَـنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَكْرٍ ، قَالَتْ: ((ذَبَحْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ)) .

تخریج الحدیث صـحـيـح بـخـاری، الذبائح والصيد : 24، بـاب لـحوم الخيل : 9/ 533، صحيح مسلم، الصيد : 13/ 96، سنن الكبرىٰ، بيهقى : 9/ 327، تلخيص الحبير، ابن حجر : 4/ 150، مجمع الزوائد، هيثمى : 5/ 46.

ترجمة الحدیث سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔

شرح الحدیث دیکھیں حدیث (194) کی شرح۔

[197]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، ((أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرٍ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ)) .

تخریج الحدیث صـحـيـح بخاری، الأطعمة : 25، بـاب لحوم الأنسية : 9/ 537، صحيح مسلم : 13/ 90، كتاب الصيد رقم : 24، معانی الآثار، طحاوی، الصيد والذبائح والأضاحی، سنن بيهقی : 9/ 329.

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

شرح الحدیث گھریلو گدھوں کے گوشت:...... علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گھریلو کی قید سے جنگلی گدھوں کے گوشت کی اجازت ثابت ہوئی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو حج کے مسائل میں ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری میں ہے حرمت کی علامت واضح طور پر بیان ہوئی ہے اور اس میں ہے کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں کیوں کہ بے شک وہ ناپاک ہیں۔ [1]

---

[1] تحفة الأحوذی : 3/ 78.

[198]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِی إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِی أَبُو الْوَدَّاكِ ، حَدَّثَنِی أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِیُّ ، قَالَ: أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ خَيْبَرَ ، فَكُنَّا نَعْزِلُ عَنهُنَّ ، وَنَحْنُ نَلْتَمِسُ مَنْ يُقَادُ بِهِنَّ مِنْ أَهْلِيهِنَّ ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: تَعْمَلُونَ هَذَا وَفِيكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ ائْتُوهُ فَسَلُوهُ ، فَأَتَيْنَاهُ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ ، إِذَا قَضَى اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ)) . قَالَ: فَمَرَّ بِالْقُدُورِ وَهِیَ تَغْلِی ، فَقَالَ لَنَا: ((مَا هَذَا اللَّحْمُ؟)) ، قُلْنَا: لُحُومُ الْحُمُرِ . قَالَ: ((أَهْلِيَّةٌ أَوْ وَحْشِيَّةٌ؟)) ، قُلْنَا: لَا ، بَلْ هِیَ أَهْلِيَّةٌ . قَالَ لَنَا: ((فَاكْفُوهَا)) ، فَكَفَأْنَاهَا وَإِنَّا لَجِيَاعٌ نَشْتَهِيهَا . قَالَ: وَكُنَّا يَوْمَهَا نُوكِی الْأَسْقِيَةَ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، باب بیع الرقیق، : 4/ 333، الرقاق، باب وکان أمر اللّٰه قدر مقدورا، : 11/ 419، صحیح مسلم، النکاح : 10/ 11، 12 رقم : 125، طبرانی صغیر : 2/ 55، سنن سعید بن منصور : 102، 103، مشکل الآثار، طحاوی، النکاح : 3/ 33، 34، مسند أحمد (الفتح الربانی) 16/ 220، مؤطا: 416، باب ما جاء فی العزل : 3/ 226، مسند احمد (الفتح الربانی) : 3/ 65، مجمع الزوائد، ھیثمی : 5/ 48 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر والے دن لونڈیوں کو پہنچے، ہم ان سے عزل کرتے تھے اور ہم تلاش کر رہے تھے کہ ان کے گھر والوں میں سے کون ان کا فدیہ دیتا ہے، تو ہمارے بعض نے بعض سے کہا کہ تم یہ کر رہے ہو اور تمہارے اندر رسول اللہ ﷺ موجود ہیں؟ سو ہم آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے یہ ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر پانی سے بچہ نہیں ہوتا، جب اللہ کسی کام کا فیصلہ کر دیتا ہے تو ہو جاتا ہے، کہا کہ آپ ﷺ ہنڈیوں کے پاس گزرے اور وہ جوش مار رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا گوشت ہے؟ ہم نے کہا کہ گدھوں کا گوشت ہے، فرمایا کہ گھریلو یا جنگلی؟ ہم نے کہا کہ نہیں بلکہ گھریلو ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ان کو انڈیل دو تو ہم نے انہیں انڈیل دیا اور بے شک ہم بھوکے تھے، ان کی خواہش رکھتے تھے، کہا کہ اور ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم مشکیزوں کے منہ ڈوری سے باندھ کر رکھیں۔

شرح الحدیث حدیث پاک میں تین مسائل کی نشان دہی فرمائی گئی ہے۔

(1)......لونڈیوں سے عزل۔

(2)......گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت کا مسئلہ۔

(3)......مشکیزوں کے منہ ڈوری سے باندھنا۔

گھریلو گدھوں کی حرمت کے بارے پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔ لونڈیوں سے عزل کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ ان کے ورثا آئیں اور فدیہ دے کر لے جائیں اور ہماری اولاد ان سے نہ ہو۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی دوران وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

((إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ)) ❶

''بے شک ہم لونڈیوں کو پہنچتے ہیں اور ہم قیمتیں پسند کرتے ہیں تو عزل کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے؟''

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا مقصد یہ تھا کہ جس روح نے آنا ہے وہ آ کر ہی رہے گی، تمہارے عزل سے کچھ نہیں ہونے والا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کی اتنی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ واللہ اعلم۔ البتہ آزاد عورت کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔

رہا مسئلہ مشکیزوں کے منہ بند کرنے کا تو اس بارے میں احادیث میں ادب بیان ہوا ہے، چناں چہ صحیح بخاری میں ہے: ((وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ)) ❷ ''اور اپنے مشکیزوں کے منہ ڈوری سے باندھو۔''

نیز فرمایا:

((وَأَوْكُوْا الْأَسْقِيَةَ)) ❸

''اور مشکیزوں کے منہ ڈوری سے باندھو۔''

تا کہ کوئی کیڑا مکوڑا اندر نہ چلا جائے یا پانی کے ضائع ہونے کا احتمال جاتا رہے۔

[199]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِي نَابٍ)).

---

❶ صحيح بخاري: 2229.　❷ صحيح بخاري: 5623.

❸ صحيح بخاري: 5624.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الذبائح والصید، باب أکل کل ذی ناب من السباع: 9/ 540، مسند طیالسی: 1/ 324، مسند احمد: 4/ 194.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھوں کے گوشت اور ہر کچلیوں والے درندے سے منع فرمایا ہے۔

شرح الحدیث گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت پیچھے بیان ہو چکی ہے، دوسرا مسئلہ درندوں کے بارے میں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بیان فرما دیا کہ ہر کچلیوں والا درندہ حرام ہے۔ جس طرح، کتا، شیر، خنزیر وغیرہ۔

ہر کچلیوں والا درند حرام ہے

[200]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِی إِدْرِیسَ الْخَوْلَانِیِّ، عَنْ أَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ كُلِّ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الذبائح والصید: 28، باب أکل کل ذی ناب من السباع: 9/ 540، صحیح مسلم، الصید: 13/ 82 رقم: 13، 14، جامع ترمذی، الصید، باب کراهیة کل ذی ناب وکل ذی فحلب: 5/ 53، مؤطا: 340، تحریم کل ذی ناب: 3/ 90، سنن دارمی، الأضاحی: 18، باب ما لا یؤکل من السباع: 2/ 12، مسند احمد: 4/ 193، 194، 195، معانی الأثار، الصید والزبائح والأطعمة: 4/ 190، 206.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں میں سے ہر ایک کچلی والے سے منع فرمایا۔

شرح الحدیث پچھلی حدیث (199) کے تحت شرح گزر چکی ہے۔

[201]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُونُسَ، وَمَالِكٍ نَحْوَهُ.

تخریج الحدیث پچھلی حدیث میں تخریج گزر چکی ہے۔

ترجمۃ الحدیث دوسری سند سے یہی حدیث بیان ہوئی ہے۔

[202]...... أَخْبَرَنَا الشَّیْخُ أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَسَدِیُّ، بِقِرَاءَتِی

عَـلَيْـهِ بِـدَارِهِ أنبأ أَبُو الْفَرَجِ سَهْلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَسْفِرَايِنِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَنا أَبُو الْفَرَجِ عَبْـدُ الْـوَهَّابِ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بُرْهَانِ الْغَزَّالُ الْبَغْدَادِيُّ بِثَغْرِ صُورَ أَنا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقَ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سُفْيَانَ الْفَسَوِيُّ فِي صَفَرٍ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ أنبأ جَدِّي أَبُو الْعَبَّاسِ الْحُسَيْنُ بْنُ سُفْيَانَ، نَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ السَّعْدِيِّ، قَالَ: سَـأَلْـتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، عَنِ الضَّبُعِ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَكْلَهَا لَا يَصْلُحُ، وَهَلْ يَأْكُلُهَا أَحَدٌ؟ قُـلْـتُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ قَوْمِي لَيَتَحَمَّلُونَهَا فَيَأْكُلُونَهَا. فَقَالَ: إِنَّ أَكْلَهَا لَا يَصْلُحُ. فَقَالَ شَيْخٌ عِـنْـدَهُ: إِنْ شِـئْـتَ حَدَّثْتُكَ، مَا سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَـنْ كُـلِّ نُهْبَةٍ، وَعَنْ كُلِّ خَطْفَةٍ، وَعَنْ كُلِّ مُجَثَّمَةٍ، وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ))، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: صَدَقْتَ.

تخریج الحدیث مسند أحمد: 275/2، مجمع الزوائد، هيثمی: 4/ 39، جامع ترمذی: 5/ 501، سنن سعيد بن منصور: 7/ 49۔ شیخ شعیب نے اسے "صحيح لغيره" کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث یزید بن عبد اللہ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے بجو کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ بے شک اس کا کھانا درست نہیں ہے اور کیا کوئی اسے کھاتا ہے؟ میں نے کہا کہ بے شک میری قوم کے کچھ لوگ اسے اٹھالاتے اور کھاتے ہیں تو فرمایا کہ یقیناً اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ ایک شیخ نے، جو ان کے پاس تھے، فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تجھے وہ بیان کرتا ہوں، جو میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: وہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: ہر ایک ڈاکے سے، ہر ایک چھینا جھپٹی سے اور ہر نشانہ بنا کر مارے گئے جانور سے اور درندوں میں سے ہر ایک کچلی والے سے۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔

شرح الحدیث (1)...... "ضبع" ساہنہ، اس کی حلت وحرمت کے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حلال ہے۔ ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ساہنہ شکار ہے؟ کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہے۔ کہا کہ ہاں۔ ❶

(2)......نیل الأوطار میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ اسے (ساہنے کو) کھاتے رہے اور صفا و مروہ کے درمیان خرید و فروخت کرتے رہے، بغیر کسی انکار کے، اس لیے کہ عرب لوگ اسے بہت اچھا سمجھتے اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ❷

(3) بعض لوگوں نے جو ساہنہ کو مکروہ یا حرام کہتے ہیں، یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ ایک درندہ ہے اور ہر کچلی والے درندے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کا جواب دو طرح سے ہے۔ ایک یہ کہ یہ خاص ہے۔

کچلی والے درندوں والی حدیث عام ہے اور عام میں تخصیص، دلیل کے ساتھ ہو جاتی ہے، دوسرا یہ کہ امام ابن رسلان نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ ساہنے کی کچلی نہیں ہوتی اور میں نے سنا اس سے جو ذکر کر رہا تھا کہ اس کے سارے دانت ایک ہڈی ہوتی ہے، جس طرح گھوڑے کے پاؤں کا سم ہوتا ہے، لہٰذا یہ کچلی والا درندہ نہ ہوا، تو حرام بھی نہ ہوا۔ ❸

خرگوش حلال ہے

[203]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا شُعْبَةُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: ((رَأَوْا أَرْنَبًا ، فَطَلَبُوهَا فَلَغَبُوا ، فَأَدْرَكْتُهَا فَذَهَبْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا ، وبَعَثَنِي بِوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَهَا)) .

تخریج الحدیث صحیح البخاری، الهبة، باب قبول هدية الصيد : 5/ 154، الذبائح، باب الأدب : 9/ 544، صحیح مسلم، الصید والذبائح : 13/ 104 رقم : 53، جامع ترمذی، الأطعمة : 2، باب أكل الأرنب : 5/ 490، سنن ابو داؤد، الأطعمة : 27، باب أكل الأرنب : 10/ 264، سنن ابن ماجه، الصید : 17، باب الأرنب رقم : 3243، مسند طیالسی : 1/ 342، سنن دارمی، الصید : 7، باب أكل الأرنب : 2/ 19، مسند احمد (الفتح الربانی) 15/ 163، 17/ 72، تلخیص الحبیر، ابن حجر : 4/ 152، مستدرك حاكم، الأطعمة : 4/ 112، سنن الكبرىٰ بيهقى : 320.

---

❶ جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی : 3/ 75 رقم : 1872 .

❷ تحفة الأحوذی : 3/ 75 .

❸ تحفة الأحوذی : 3/ 75 .

ترجمة الحديث سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک خرگوش دیکھا اور اس کی تلاش میں نکلے اور تھک گئے، پس میں نے اسے پا لیا اور اسے لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور مجھے اس کی ران کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا۔

شرح الحديث اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خرگوش حلال ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں: خرگوش کھانا حلال ہے، امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی، احمد اور تمام علماء کے نزدیک، سوائے اس کے جو عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ جمہور کی دلیل یہ حدیث یعنی حدیث الباب ہے اور اس جیسی اور بھی احادیث ہیں اور اس سے ممانعت کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ [1]

کوّا حرام ہے

[204]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، ثَنَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا الْمَسْعُودِیُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ، وَالْعَقْرَبُ فَاسِقَةٌ، وَالْفَأْرَةُ فَاسِقَةٌ، وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ))، قَالَ: فَقَالَ إِنْسَانٌ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: أَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ؟ فَقَالَ: مَنْ يَأْكُلُهُ بَعْدَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَاسِقٌ)).

تخريج الحديث سنن ابن ماجه: 3249، سنن أبوداؤد: 3249، مسند أحمد: 6/ 209، 238، معانی الآثار، طحاوی، کتاب الحج: 2/ 166، سنن الکبریٰ بیهقی: 9/ 316، تلخیص الجیر، ابن حجر: 2/ 274، نصب الرایة، زیلعی: 3/ 131، 3/ 136۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپ فاسق ہے اور بچو فاسق ہے اور چوہیا فاسق ہے اور کوا فاسق ہے۔ کہا کہ ایک انسان نے قاسم بن محمد سے کہا کہ کیا کوا کھایا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد وہ فاسق ہے۔ اسے کون کھائے گا؟

شرح الحديث (1)......قرآن مجید میں ہے:

﴿يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَٰتُ ۙ﴾ (المائدہ: 4)

''تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے؟ کہہ دے تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔''

---

[1] تحفة الأحوذی: 3/ 73.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین کا ایک عظیم الشان اصول بیان فرمایا ہے جسے فقہی زبان میں یوں ادا کیا جاتا ہے، ''ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔'' یعنی کھانے پینے کی تمام طیبات یعنی ستھری چیزیں حلال ہیں، سوائے رسول اللہ ﷺ نے جو چیزیں حرام فرمائیں، معلوم ہوا وہ ستھری نہیں، جیسے کچلی والے درندے اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے، یا جن کا نام لے کر حرام قرار دے دیا، باقی سب حلال ہیں۔ اس قاعدے سے حرام اشیاء کا دائرہ تنگ ہو گیا اور حلال اشیاء کا دائرہ وسیع ہو گیا۔

(2)...... اسی طرح اس حدیث میں جن چیزوں کو فاسق کہا گیا وہ بھی ستھری نہیں ہیں بلکہ خبیث اور حرام ہیں۔ کوا بطور خاص۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے پنجوں سے شکار کرنے والے پرندے بھی حرام قرار دیے ہیں اور کوا بھی انہی میں سے ہے۔

سانڈہ حلال ہے

[205]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا یُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، أَخْبَرَنِی أَبُو أُمَـامَةَ بْـنُ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ الْأَنْصَارِیُّ ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیدِ الَّذِی یُـقَالُ لَهُ: سَیْفُ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ ، وَهِـیَ خَـالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَیْدَةُ بِنْتُ الْـحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَكَـانَ قَلَّمَا یُقَدَّمُ إِلَیْهِ الطَّعَامُ حَتَّی یُحَدَّثَ بِهِ وَیُسَمَّی لَهُ ، فَأَهْوَی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِهِ إِلَی الضَّبِّ ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ: أَخْبِرنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ ، قُلْنَ: هُوَ الضَّبُّ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَـرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَـدَهُ عَـنِ الـضَّبِّ ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا ، وَلَكِنْ لَمْ یَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِی ، فَأَجِدُنِی أَعَافُهُ)) . قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَنْظُرُ إِلَیَّ فَلَمْ یَنْهَنِی .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 5537، صحیح مسلم، الصید والذبائح: 13/ 98، 99 ، 100، رقم: 43، 44، 45، سنن ابو داؤد، الأطعمة : 8، بـاب أكل الضب رقم : 369، مؤطا : الكتاب الجامع : 4/ 369، مسند أحمد (الفتح الربانی) 17/ 67، سنن دارمی : 8، أكل الضب : 2/ 10 ، سـنـن الـكبریٰ بیهقی : 9/ 323، مـعـانـی الآثار، طحاوی : 4/ 102 ، مشـكل الآثار ،

طحاوی : 4/ 281، طبقات ابن سعد : 1/ 296، مجمع الزوائد، هیثمی : 4/ 38، تلخیص الحبیر، ابن حجر : 4/ 102.

ترجمة الحديث سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور خالد رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں، آپ نے ان کے ہاں بھنا ہوا ساہنہ پایا جسے ان کی بہن حفیدہ بنت حارث نجد سے لے کر آئی تھیں، انہوں نے وہ ساہنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیش کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کم ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے بیان کیا جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا نام لیا جاتا، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ساہنے کی طرف بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو، جو تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا ہے، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ساہنہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساہنے سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ساہنہ حرام ہے اے اللہ کے رسول!؟ فرمایا کہ نہیں، لیکن وہ میری قوم کی سرزمین پر ہوتا نہیں، اور میری طبیعت اس سے انکار کرتی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس میں نے اسے کھینچ لیا اور کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے اور مجھے منع نہیں فرمایا۔

شرح الحديث "ضب" سے مراد ساہنہ ہے نہ کہ گوہ، یہی راجح ہے۔ ساہنہ ایک مشہور جنگلی جانور ہے جو کہ حلال ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کھایا اور فرمایا:

((الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ)) [1]

"ساہنہ میں خود نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا۔"

مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کوئی کھائے یا نہ کھائے۔ یہ امر اختیاری ہے مگر ساہنہ کا کھانا بلاتردد جائز و حلال ہے۔ امام احمد اور امام طحاوی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساہنہ کے گوشت کی ہانڈیاں الٹ دی تھیں۔ یہ اس پر محمول ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مسخ ہونے کا گمان تھا پھر یہ گمان جاتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے کی اجازت دی۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری : 5536.

[2] شرح صحیح بخاری، اردو، از داؤد راز : 7/ 215.

چمڑہ رنگ کر استعمال کر سکتے ہیں

[206]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا ابْنُ أَبِی ذِئْبٍ ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ افْتَقَدَ عَنَاقًا كَانَتْ عِنْدَهُمْ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهَا مَاتَتْ ، فَقَالَ: ((أَلا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ)) .

تخریج الحدیث سنن ابو داؤد، کتاب اللباس : 40، باب إهاب المیتة : 4120، صحیح ابن حبان : 2/ 416، سنن الکبریٰ بیهقی : 9/ 323، الناسخ والمنسوخ، حازمی : 38۔ محدث البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کا بچہ، جو ان کے پاس تھا گم پایا، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ بے شک وہ مر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہ لے لیا اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔

شرح الحدیث (1)...... چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اس بارے اہل علم کے سات نظریات بیان کیے ہیں۔ ❶

(2)...... جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ تو مردار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف اس کا کھانا حرام ہے۔ ❷

صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سوال اس لیے کیا کیوں کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً ﴾ (الأنعام : 145)

یعنی مردار حرام ہے تو اس کی ہر چیز حرام ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کی کہ چمڑہ رنگ کر پاک ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کے عموم کی سنت تخصیص کرتی ہے۔

[207]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ ، عَنْ أُمِّهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اسْتَمْتِعُوا بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ)) .

تخریج الحدیث سنن ابو داؤد، اللباس : 40، باب إهاب المیتة: 4124، مؤطا : 342، باب

❶ عون المعبود : 11/ 120 .
❷ صحیح بخاری : 5531 .

ما جاء فی جلود المیتة : 4/ 94، سنن دارمی ، الأضاحی : 20، باب الاستمتاع بجلود المیتة : 2/ 13 ، مسند أحمد (الفتح الربانی) : 1/ 230، سنن دارقطنی : 1/ 49، صحیح ابن حبان ، (الموارد) ، الطهارة : 3، باب جلود المیتة تدبغ : 61، سنن بیهقی : 1/ 17، الناسخ والمنسوخ ، حازمی : 38، نصب الرایة ، زیلعی : 1/ 18 ، الحاوی للفتاویٰ : 1/ 16۔ محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مردار کے چمڑوں سے، جب وہ رنگ لیے جائیں، فائدہ اٹھاؤ۔

شرح الحدیث مذکورہ بالا حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

شراب، مردار اور خنزیر کے گوشت کی تجارت حرام ہے

[208]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ)) . فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ ، فَإِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا السُّفُنُ ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: ((أَلَا هِيَ حَرَامٌ ، قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ جَمَلُوهَا ، ثُمَّ بَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، البیوع، باب بیع المیتة والأصنام : 4/ 336، صحیح مسلم ، المساقاة: 11/ 5 ، 6، باب تحریم الخمر ، رقم: 71، التلخیص الحبیر : 3/ 4، سنن ابن ماجه : 2167 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے: بے شک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابوں، مردار اور خنزیر کے گوشت کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مردار کی چربیوں کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے؟ کیوں کہ بے شک ان سے مشکیزے کو تیل لگایا جاتا ہے اور ان سے چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے اور ان سے لوگ چراغ جلاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، وہ حرام ہے، اللہ یہودیوں کو

غارت کرے، بے شک جب اللہ نے ان پر چربیوں کو حرام کیا تو انہوں نے انہیں پگھلایا، پھر انہیں بیچا اور ان کی قیمت کھا گئے۔

شرح الحدیث (1)...... یہودیوں نے جس طرح ہفتے والے دن کے بارے میں زیادتی کی کہ اس دن مچھلیاں پکڑنے سے انہیں منع کیا گیا تھا، لیکن اسی دن انہوں نے دریا کنارے گڑھے کھود کر وہاں مچھلیاں محفوظ کر لیں اور اگلے دن جا کر پکڑ لائے اور کہا کہ ہم نے اتوار والے دن پکڑی ہیں کہ نہ کہ ہفتے والے دن۔ یہی حیلہ یہودیوں نے چربی کے بارے میں کیا کہ چربی کو پگھلا کر، تیل بنا کر بیچا اور قیمت وصول کر لی اور کہا کہ ہم نے چربی تھوڑی کھائی ہے۔ اس وجہ سے ان پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی۔

(2)......امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ ما حرم الله الإنتفاع به، فإنه يحرم بيعه وأكل ثمنه كما جاء مصرحابه فی الرواية المتقدمة: إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ"[1]

"بے شک اللہ نے جس چیز سے فائدہ اٹھانا حرام قرار دیا ہے، تو یقیناً اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہوتی ہے اور اس کی قیمت کھانا بھی، جس طرح کہ وضاحت کے ساتھ گزشتہ روایت میں ہے کہ: بے شک اللہ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتا ہے۔"

آگ سے چہرہ داغنا حرام ہے

[209]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: ((نَهَی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِی الْوَجْهِ)).

تخریج الحدیث صحيح مسلم، اللباس والزينة : 14/ 96، باب النهی عن ضرب الحيوان و وسمه رقم: 106، 107، جامع ترمذی، الجهاد: 3، باب كراهة التحريش بين البهائم والضرب والوسم فی الوجه: 5/ 367، مسند أحمد: 3/ 318، 378، صحيح ابن حبان: (الموارد)، الأدب: 48، باب وسم الدواب: 491.

ترجمۃ الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر داغنے

[1] جامع العلوم والحكم، ص: 486.

اور چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔

شرح الحدیث (1)...... لوہا گرم کر کے چہرے پر داغنا اور نشان لگانا یہ حرام ہے، انسان اور جانور دونوں کے چہرے پر داغنا ممنوع ہے۔ چہرے پر مارنا بھی جائز نہیں ہے۔ انسان کے چہرے پر مارنا حرام ہے، اس کے احترام وتکریم کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ انسان کا چہرہ محاسن کا مجموعہ ہے اور لطیف ونرم ہے، ضرب کا نشان پڑ سکتا اور اسے عیب دار بنا سکتا ہے۔ انسان کے علاوہ حیوانوں کے چہرے پر مارنے کی بھی سنگینی آئی ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ عَلَیْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِی وَسَمَه)) ❶

''بے شک نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا، اس کے چہرے پر داغا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اس کو داغا ہے۔''

قاعدہ ہے کہ جس کام پر لعنت کی جائے یقیناً وہ حرام ہوتا ہے۔

(2)...... انسان کے چہرے کے علاوہ باقی وجود کے کسی حصے پر بھی داغا نہیں جا سکتا۔ البتہ جانوروں میں چہرے کے علاوہ باقی وجود کے کسی حصے پر داغنا بہ طور نشانی جائز ہے۔ بلکہ زکوٰۃ اور جزیے کے اونٹوں میں مستحب ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ تولد ہوا تو انہوں نے مجھے کہا کہ اے انس! اس بچے کو دیکھ، یہ ہرگز کسی چیز کو نہ پہنچے، یہاں تک کہ صبح صبح اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤ اور آپ ﷺ ہی اسے تحنیك (گڑتی) دیں گے۔ کہا کہ میں صبح گیا تو اچانک آپ ﷺ باغ میں تھے اور آپ ﷺ کے اوپر سیاہ چادر تھی اور آپ ﷺ اس اونٹ کو داغ رہے تھے جو فتح میں آپ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ ❷

دوسری حدیث میں بکری کو کان میں داغنے کا ذکر ہے۔ ❸

(3)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب داغنے لگیں تو بکری کو کانوں پر، اونٹ گائے کو رانوں کی جڑوں میں داغا جائے، کیوں کہ یہ سخت جگہ ہے، یہاں تکلیف کم ہوگی اور بالوں کے ہلکا ہونے کی وجہ سے نشان ظاہر ہوگا۔ ❹

(4)...... جانوروں میں چہرے کے علاوہ جسم پر داغنا جائز ہے اور زکوٰۃ اور جزیے کے جانوروں میں مستحب

---

❶ صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 202.
❷ صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 203.
❸ صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 203.
❹ شرح صحیح مسلم : 2/ 203.

ہے، سب صحابہ اور جمہور علماء کا موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے، کیوں کہ یہ تعذیب ہے اور مثلہ ہے اور مثلے سے منع کیا گیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمہور کی حجت وہ صریح احادیث ہیں جو امام مسلم نے بیان کی ہیں اور بہت سے وہ آثار جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے آئے ہیں اور کبھی یہ جانور بدک کر بھاگ جاتے ہیں تو انہیں پانے والا ان کی علامت سے اعلان کرتا اور انہیں واپس کر دیتا ہے۔ رہی بات مثلے اور تعذیب کی تو وہ عام ہے اور داغنے کی حدیث خاص ہے، لہٰذا اس کی تقدیم واجب ہے، واللہ اعلم ❶

چیونٹی وغیرہ کو بلاوجہ مارنے کی ممانعت

[210]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، ثَنَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: حُدِّثْتُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ .

تخريج الحديث سنن ابو داؤد، الأدب : 35، بـاب فی قتل الذر : 5267، سـنن ابن ماجه، الصيد : 10 بـاب الشـرب قائما : 3224، سـنن دارمی : 2/ 16 ، مسـند احمد : 1/ 332، 347، صـحيح ابن حبان : (الموارد) 265، مشـكل الآثار ، طحاوی : 1/ 371، سـنن الكبرىٰ بيهقی : 5/ 214، التلخيص الحبير ، ابن حجر : 2/ 275۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورے کو مارنے سے منع فرمایا۔

شرح الحديث (1)...... علامہ دمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس چیونٹی کو مارنا منع کیا ہے وہ بڑی سلیمانی چیونٹی ہے، جیسا کہ امام خطابی اور بغوی نے ''شرح السنۃ'' میں کہا ہے۔ رہی چھوٹی چیونٹی جسے ''ذر'' کہتے ہیں تو اسے مارنا جائز ہے۔ امام مالک نے چیونٹی کو مارنا مکروہ قرار دیا ہے الا یہ کہ وہ تکلیف دے اور بغیر مارے اسے ہٹانا ممکن نہ ہو اور ابن ابی زید نے مارنے کے جواز کا اطلاق کیا ہے اگر وہ اذیت دے۔ ❷

(2)...... شہد کی مکھی کے فوائد کی وجہ سے اسے مارنا ممنوع ہے۔ رہا ھدھد اور لٹورا تو ان کے گوشت کے حرام ہونے کی وجہ سے مارنا منع ہے۔ کیوں کہ جب کسی حیوان کو مارنے سے منع کیا جاتا ہے، مگر وہ ممانعت اس

❶ شرح صحيح مسلم : 2/ 203 .
❷ عون المعبود : 14/ 119 .

کے احترام یا اس کی ضرر رسانی کی وجہ سے نہ ہو تو لازماً اس کے گوشت کے حرام ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ❶

[211]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ یُونُسَ بن یَزِیدَ ، أَخْبَرَنِی سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، یَقُولُ: ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِیًّا فَأَمَرَ بِقَرْیَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ ، فَأَوْحَی اللّٰهُ لِلنَّبِیِّ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ)) .

تخریج الحدیث صحیح البخاری، الجهاد: 6/ 115، باب إذا حرق المسلم المشرك هل یحرق: 3019، صحیح مسلم، السلام: 14/ 234، رقم: 148، سنن ابو داؤد، الأدب: 35، باب فی قتل الذر: 14/ 176، 177، سنن ابن ماجه: 3225، سنن الکبریٰ بیهقی: 5/ 213.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: چیونٹیوں کی بستی میں، ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو اس نے اس بستی کو جلا دیا، اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا اور تو نے امتوں میں سے ایک ایسی امت کو ہلاک کر دیا جو تسبیح کرتی تھی۔

شرح الحدیث (1)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ اس نبی علیہ السلام کی شریعت میں چیونٹی کو مارنا جائز تھا اور آگ سے جلانا بھی جائز تھا اور اس نبی علیہ السلام کو اصل قتل کرنے یا جلانے کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک سے زیادہ چیونٹیوں کو جلانے کی وجہ سے سرزنش کی گئی۔ ❷

(2)...... علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو آگ سے سزا دینے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''آگ کا عذاب سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں دے سکتا۔'' سو کسی حیوان کو آگ سے جلانا جائز نہیں الا یہ کہ اگر انسان کسی دوسرے انسان کو جلا دے اور وہ جلانے سے مر جائے تو اس کے وارث کے لیے مجرم سے اسے جلا کر قصاص لینے کا حق ہے۔ ❸

اولاد کے درمیان تحائف میں برابری

[212]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا أَبُو حَیَّانَ التَّیْمِیُّ ، عَنِ الشَّعْبِیِّ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیرٍ ، قَالَ: سَأَلَتْ أُمِّی أَبِی بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِی مِنْ مَالِهِ ، فَالْتَوَی بِهَا

❶ عون المعبود: 12/ 119.
❷ عون المبود: 12/ 118.
❸ عون المبود: 12/ 119.

سَنَةً ، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِي ، وَأَنَّهَا قَالَتْ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَا وَهَبْتَ لِابْنِي ، فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ ، فَأَتَى بِيَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، إِنَّ أُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ قَاتَلَتْنِي مُنْذُ سَنَةٍ عَلَى بَعْضِ الْمَوْهِبَةِ لِابْنِي هٰذَا ، وَقَدْ بَدَا لِي فَوَهَبْتُهَا لَهُ ، وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ تُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَقَالَ: ((يَا بَشِيرُ ، أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هٰذَا؟)) ، قَالَ: نَعَمْ ، فَأُرَاهُ قَالَ: ((لَا ، لَا تُشْهِدْنِي عَلَى هٰذَا)) .

تخریج الحدیث صحیح البخاری، الهبة، باب الإشهاد علی الهبة : 5/ 163، صحیح مسلم، الهبات، باب کراهیة تفضیل بعض الأولاد فی الهبة : 11/ 67، 68 رقم : 14، 18، مسند أحمد : (الفتح الربانی) 9/ 46، صحیح ابن حبان : (الموارد) : 280 ، 501، مؤطا : 4/ 42، مسند طیالسی : 1/ 280، الأدب المفرد، بخاری : 1/ 171، تاریخ بغداد : 12/ 28 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد سے، اس کے مال میں سے، میرے لیے بعض تحفے کا سوال کیا، اس نے ایک سال تک اسے ملتوی رکھا، پھر اس کے لیے مجھے تحفہ دینا ظاہر ہوا اور بے شک اس (میری ماں) نے کہا، میں راضی نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ تو اس پر جو میرے بیٹے کو تحفہ دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لو، تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں ان دنوں بچہ تھا اور مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اس کی ماں، رواحہ کی بیٹی، مجھے ایک سال سے اپنے اس بیٹے کو بعض تحفہ دینے پر اصرار کر رہی تھی اور اب میرے لیے اسے تحفہ دینا ظاہر ہوا ہے اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً اسے لگا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بشیر! کیا تیری اس کے علاوہ بھی اولاد ہے؟ کہا کہ ہاں، میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس پر گواہ نہ بنا۔

شرح الحدیث (1)...... اولاد میں برابری کی بنیاد پر تحائف دیئے جائیں۔ کسی کو دینا اور کسی کو نہ دینا ظلم ہے۔ اس طرح بچے بڑے ہو کر والدین کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَيْسَ تُرِيدُ مِنْهُمُ الْبِرَّ مِثْلَ مَا تُرِيدُ مِنْ ذَا؟ قَالَ: بَلَى!)) [1]

''کیا تو ان کی طرف سے حسن سلوک کا ارادہ رکھتا ہے جس طرح کہ تو اس سے رکھتا ہے؟ کہا کہ کیوں نہیں؟''

[1] صحیح مسلم مع الشرح : 2/ 37 .

(2)...... وراثت میں بیٹے کو دو بیٹیوں جتنا ملتا ہے: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (النساء: 11)

لیکن اگر کوئی شخص فتنہ کے ڈر سے اپنی زندگی میں تقسیم کر دیتا ہے تو بھی درست ہے، کیونکہ اس میں جب منفعت اور دفع مضرت پائی جات ہے۔

[213]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ فِطْرٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ: انْطَلَقَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلَى عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا، قَالَ: ((هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟))، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((سَوِّ بَيْنَهُمْ)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم: 11/ 65، رقم: 9، 10، 11، سنن ابن ماجه: 2375، 2376، مسند أحمد: 4/ 268، 276.

ترجمة الحدیث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: میرا باپ مجھے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تا کہ اس عطیے پر جو اس نے مجھے دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟ کہا کہ ہاں۔ فرمایا: ان کے درمیان برابری کر۔

شرح الحدیث گزشتہ حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

تحفہ دے کر واپس لینا

[214]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الرَّاجِعُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ فِي قَيْئِهِ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری: 5/ 179، صحیح مسلم: 11/ 64 رقم: 6، 7، مسند أحمد: 1/ 217، مسند قضاعی: (اللباب) 53، تاریخ بغداد: 8/ 178، الفتح الکبیر، السیوطی: 3/ 65، المقاصد الحسنة، سخاوی: 281.

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے۔ اپنے تحفے میں لوٹنے والا کتے کی طرح ہے، جو اپنی قے میں (لوٹتا ہے)۔

شرح الحدیث (1)...... بعض احادیث میں تحفے کے علاوہ صدقے کا ذکر ہے۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم مع شرح: 2/ 36.

(2)...... جو صدقہ یا تحفہ دے کر واپس لے۔ اسے بری مثال سے سمجھایا گیا کہ یہ کتوں کا کام ہے، قے کر کے پھر چاٹنا، اس فعل کی اس سے بڑھ کر اور شناعت وقباحت اور کیا ہو سکتی ہے۔

(3) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هذا ظاهر فى تحريم الرجوع فى الهبة والصدقة بعد إقباضهما وهو محمول على هبة الأجنبى أما إذا وهب لولده وإن سفل فله الرجوع فيه كما صرح فى حديث النعمان بن بشير" [1]

"یہ تحفہ اور صدقہ قبضے میں دے دینے کے بعد اس کو واپس لینے کی حرمت کے بارے میں ظاہر ہے اور وہ اجنبی کے تحفے پر محمول ہے، لیکن اگر وہ اپنے بیٹے اور نیچے تک (پوتے وغیرہ) کو دے تو اس میں لوٹ سکتا ہے جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وضاحت ہے۔"

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ نیز حدیث نمبر 216 میں بھی وضاحت آرہی ہے۔

[215]...... حَدَّثَنَا جَدِّى ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا وَهَبَ هِبَةً فَرَجَعَ فِيهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَذَا مِثْلُ الْكَلْبِ الَّذِى يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ مَا فِى بَطْنِهِ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَكَلَهُ)) ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ: حَضَرْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ ذَلِكَ فِى خِلَافَتِهِ لِرَجُلٍ .

تخریج الحدیث صحيح بخارى : 3003، صحيح مسلم : 1622 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بے شک ایک آدمی نے کوئی تحفہ دیا، پھر اس میں لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کتے کی مثال ہے، جو کھاتا ہے، یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہوتا ہے قے کر دیتا ہے، پھر اس کی طرف واقع ہوتا ہے اور اسے کھالیتا ہے۔" اور عمرو بن شعیب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے یہ حدیث اپنے دور خلافت میں ایک آدمی کے لیے بیان کی تھی۔

شرح الحدیث تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

[1] شرح صحیح مسلم : 2/ 36 .

باپ اپنا تحفہ واپس لے سکتا ہے

[216]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَاهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ ، وَمَثَلُ مَنْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ، ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهِ))

تخریج الحدیث جامع ترمذی : 6/ 332، 333، سنن ابوداؤد : 3539، سنن ابن ماجه : 2377۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اسے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے، پھر اس میں لوٹے، سوائے باپ کے، اس چیز میں جو وہ اپنے بیٹے کو دیتا ہے اور اس کی مثال جو کوئی عطیہ دیتا ہے، پھر اس میں لوٹتا ہے، وہ کتے کی مثل ہے جو کھاتا ہے، یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے، پھر وہ اپنی قے میں لوٹتا ہے۔

شرح الحدیث دیکھئے مذکورہ بالا حدیث۔

عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان

[217]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْمُثَنَّى ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَا تُرْقِبُوا شَيْئًا ، فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ ، وَلَا تُعْمِرُوا ، فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ))

تخریج الحدیث صحیح مسلم : 11/ 69۔ 73 رقم : 20/ 26، جامع ترمذی : 4/ 580، 583، سنن ابو داؤد : 9/ 469، التلخیص الجیر : 3/ 71، مسند طیالسی : 1/ 281، مؤطا : 4/ 48، سنن بیهقی : 6/ 172، 183، سنن ابن ماجه : 2380، 2383، مسند أحمد (الفتح الربانی) 15/ 177، معانی الآثار، طحاوی : 4/ 92، 93، 94.

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز کو رقبیٰ نہ کرو، جس نے کسی چیز کو رقبیٰ کیا تو وہ اسی کے لیے ہے اور عمریٰ نہ کرو، جس نے کسی چیز میں عمریٰ کیا تو وہ اسی کے لیے ہے۔

شرح الحدیث (1)...... عُمریٰ: ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں نے یہ گھر تجھے عُمریٰ کیا، یعنی جب تک تیری زندگی ہے تو اس میں رہ سکتا ہے، جب تو فوت ہوگا تو گھر میرا ہو جائے گا۔

رقبیٰ :......ایک آدمی دوسرے سے کہا کہ یہ چیز تیری ہے، جب تک تو زندہ ہے، اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گیا تو چیز میری طرف لوٹ آئے گی۔ دور جاہلیت میں اس طرح تحائف دینے اور تعاون باہمی کا رواج تھا۔ اسلام نے اس میں ضروری اصلاحات فرمائیں۔ اس کی تین صورتیں بنتی ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: (1) یہ کہ وہ کہے یہ گھر تیرا اور تیری اولاد کا ہے۔ یہ اس بارے واضح ہے کہ وہ اسے اور بعد میں اس کی اولاد کو وراثت میں مل جائے گا۔ (2) یہ کہ وہ کہے کہ یہ تیرا ہے جب تک تو زندہ ہے، جب تو فوت ہوگا تو یہ میری طرف لوٹ آئے گا۔ یہ وقتی عاریتاً چیز ہے اور صحیح ہے۔ جب وہ فوت ہوگا تو دینے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ جس طرح کہ یہ روایت اور اس کے قبل زہری کی روایت واضح کر رہی ہے اور یہی بات اکثر علماء نے کہی اور شوافع کی ایک جماعت نے اسے ترجیح دی اور ان کی اکثریت کے نزدیک زیادہ صحیح یہ کہ وہ تحفہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گا اور انہوں نے یہ حجت پکڑی ہے کہ یہ ایک فاسد شرط ہے جو لغو اور رائیگاں ہے۔ (3) وہ یہ کہے کہ میں تجھے عُمریٰ کرتا ہوں اور مطلق رہنے دے تو ابن زبیر کی یہ روایت (یعنی جو مسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کی کہ انصار مہاجرین کو عُمریٰ کرنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مال اپنے اوپر رکھ کر روک اور انہیں خراب مت کرو، بات یہ ہے کہ جس نے کوئی چیز عُمریٰ کر دی تو سو وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عُمریٰ کی گئی، وہ زندہ ہو یا مردہ اور اس کے پچھلوں (وارثوں) کے لیے ہے۔) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا حکم بھی پہلی والا ہے اور بے شک وہ چیز تحفہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گی، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا نیا قول اور جمہور کا موقف ہے۔ [1]

(2)...... عُمریٰ اور رُقبیٰ میں صرف لفظی فرق ہے، ویسے دونوں یکساں ہیں، جیسا کہ امام احمد اور اسحاق فرماتے ہیں اور جمہور اہل علم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ [2]

[218]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، قَالَ: قَالَ لِی مُعَاوِيَةُ ، قَالَ: ((مَا تَقُولُ فِی

---

[1] تحفة الأحوذی : 2/ 284.

[2] جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی : 2/ 284.

الْعُمْرَى؟ قُلْتُ: قَبِلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ)) ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ لَسَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

ترجمة الحديث محمد بن علی نے کہا کہ مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو عُمرٰی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

شرح الحديث یہ حدیث بھی عُمرٰی کے جواز کی دلیل ہے۔

[219]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُس ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرَى لِلْوَارِثِ)) .

تخريج الحديث سنن ابن ماجه : 2381، مسند أحمد (الفتح الربانی) : 15/ 177، طبرانی صغیر : 1/ 254، صحیح ابن حبان (الموارد) 280، سنن بیهقی : 6/ 174، التلخیص الجیر ، ابن حجر : 3/ 71، معانی الآثار : 4/ 91- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عُمرٰی وارث کے لیے ہے۔

شرح الحديث یعنی جسے عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی گئی، اس کی وفات کے بعد اس کے ورثا کو مل جائے گی، بشرطیکہ دینے والے نے شرط نہ لگائی ہو۔ واللہ اعلم

[220]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((الْعُمْرَى جَائِزَةٌ)) .

تخريج الحديث سنن أبو داؤد : 3548- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عُمرٰی جائز ہے۔''

شرح الحديث یعنی اس کے بعد ورثاء کے لیے جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں بیان ہوا۔

[221]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِی عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((الْعُمْرَی جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا ، أَوْ مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم : 11/ 73، مسند احمد : 3/ 297، جامع ترمذی : 4/ 580، سنن ابن ماجه : 2383 .

ترجمة الحدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عُمریٰ اس کے ورثا کے لیے جائز ہے، یا اس کے ورثا کی وراثت ہے۔

شرح الحدیث دیکھیں مذکورہ بالا حدیث۔

[222]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهُ .

تخریج الحدیث جامع ترمذی : 4/ 580، سنن ابو داؤد : 9/ 464، سنن الکبریٰ بیهقی : 6/ 174 .

ترجمة الحدیث سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[223]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ أَنا عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهُ .

تخریج الحدیث صحیح مسلم : 11/ 73 رقم : 32، سنن ابو داؤد : 9/ 264، سنن الکبریٰ بیهقی : 6/ 174 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ کرے

[224]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)) .

تخریج الحدیث سنن ابو داؤد : 3547، سنن ابن ماجه : 2389، مسند احمد : 2/ 179،

184، 207۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن فرمایا: کسی عورت کے لیے عطیہ دینا جائز نہیں، سوائے اس کے خاوند کی اجازت کے۔

شرح الحديث (1)...... بعض احادیث میں لونڈی کا لفظ آیا ہے۔ لونڈی سے مراد بیوی ہے۔ ساری عورتیں اللہ کی لونڈیاں اور سب مرد غلام ہیں۔ عورت کو صراحت کے ساتھ یا کسی طرح خاند کی اجازت معلوم ہو تو وہ اس کے مال میں سے صدقہ وخیرات کر سکتی ہے۔ یہ حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ بلا اجازت وہ خرچ نہ کرے۔

(2)...... اگر عورت نے اپنے ذاتی مال میں سے عطیہ کرنا ہو تو اگر وہ عقل منداور فہم وفراست والی ہو تو خاوند کی اجازت کے بغیر بھی خرچ کر سکتی ہے اور گر سمجھ دار نہ ہو تو، خرچ نہیں کر سکتی۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔ [1]

(3)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو عورتیں فوراً اپنے زیورات اتار کر دینے لگیں اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ علامہ خطابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ عطیہ ان کے خاوندوں کی اجازت کے بغیر ہی تھا۔ [2]

[225]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يُحَدِّثُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ فَيَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ)).

تخريج الحديث صحيح بخاری: 5/ 179، صحيح مسلم: 11/ 63، 64، رقم: 5، 6، سنن ابو داؤد: 9/ 454، سنن ابن ماجه: 2391، حلية الأولياء، ابو نعيم: 6/ 144، 145، 9/ 37.

ترجمة الحديث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے میں لوٹتا ہے، کتے کی مثال کی طرح ہے، جو اپنی قے میں لوٹتا ہے اور اسے کھا لیتا ہے۔

شرح الحديث دیکھیں حدیث نمبر (214) کی شرح۔

---

[1] عون المعبود: 9/ 336.

[2] عون المعبود: 9/ 336.

وقف کا بیان

[226]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ عَوْن ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنِّی أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ وَاللّٰهِ مَا أَصَبْتُ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِی مِنْهُ ، فَمَا تَأْمُرُنِی؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا وَحَبَسْتَ أَصْلَهَا)) ، فَجَعَلَهَا عُمَرُ صَدَقَةً لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُورَثُ وَلَا يُوهَبُ ، وَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ ، وَالْقُرْبَى ، وَفِی سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَفِی الرِّقَابِ ، وَابْنِ السَّبِيلِ ، وَالضَّيْفِ ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ ، فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ ، قَالَ: غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ فِيهِ مَالًا . فَأَخْبَرَنِی إِنْسَانٌ أَنَّهُ قَرَأَ تِلْكَ الرُّقْعَةَ فَإِذَا فِيهَا: غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا .

تخریج الحدیث صحیح بخاری: 5/ 308، 309، صحیح مسلم: 11/ 86، 87، جامع ترمذی، الأحکام: 36، باب ما جاء فی الوقف، سنن ابو داؤد: 8/ 81، سنن ابن ماجه: 2396، 2397، مسند أحمد: 2/ 13، 55، 125، طبقات ابن سعد: 3/ 357، حلیة الأولیاء، ابو نعیم: 8/ 263، نصب الرایة، زیلعی: 3/ 476.

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین حاصل ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک مجھے خیبر میں زمین حاصل ہوئی ہے، اللہ کی قسم! میں نے کبھی ایسا مال حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک اس سے زیادہ عمدہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اسے صدقہ کر دے اور اس کی اصل روک لے۔'' چناں چہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا (اس طرح کہ) اس کی اصل کو نہ بیچا جا سکتا ہے، نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے، اور نہ وارث بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اسے فقراء، قرابت داروں، فی سبیل اللہ، گردنوں (کو آزاد کرانے میں) مسافر اور مہمان کے لیے صدقہ کر دیا، جو اس کی دیکھ بھال کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اچھے طریقے سے اس میں سے کھا لے اور دوست کو کھلا لے۔ اسے اپنا مال بنانے والا نہ ہو، میں نے یہ محمد کو حدیث ذکر کی تو جب یہاں پہنچا، اسے اپنا مال بنانے والا نہ ہو، تو کہا کہ اس میں مال کا سوال کرنے والا نہ ہو، سو مجھے ایک انسان نے خبر دی کہ بے شک اس نے وہ رقعہ پڑھا تھا، جس میں تھا کہ مال کا سوال کرنے والا نہ ہو۔

شرح الحدیث اس حدیث میں وقف کا بیان ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ یہی (1) جمہور اہل علم کا موقف ہے اور اجماع بھی مساجد اور باغات کو وقف کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ (2) وقف شدہ چیز کو نہ بیچا جا سکتا ہے، نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے، نہ وہ وراثت بن سکتی ہے۔ (3) وقف میں وقف کرنے والے کی شرطوں کی پیروی کی جائے گی۔ (4) وقف کرنے والے کی شرطوں کا صحیح ہونا (5) اس میں وقف کی فضیلت ہے اور یہ کہ وہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ (6) اس میں سے خرچ کرنے کی فضیلت جو انسان مناسب سمجھے۔ (7) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔ (8) اہل فضل و صلاح سے امور میں اور خیر کے کاموں میں مشورہ کرنے کا بیان ہے۔ (9) خیبر عنوۃً فتح ہوا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اموال غنیمت کے مالک بنے اور اسے باہم تقسیم کیا، ان کی املاک ان کے حصوں کے مطابق برقرار رہیں اور انہوں نے ان میں تصرفات کیے۔ (10) صلہ رحمی کی فضیلت اور رشتہ داروں پر وقف کرنا۔ (وتلك عشرة كاملة) [1]

غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت

[227]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: دَعَا شُرَحْبِيلُ بْنُ السِّمْطِ، مُرَّةَ بْنَ كَعْبٍ أَوْ كَعْبَ بْنَ مُرَّةَ، فَقَالَ: حَدِّثْنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحْذَرْ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ، وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری: 6715، سنن ابن ماجه: 2522، مسند احمد: 4/ 35.

ترجمة الحدیث عبید بن ابی الجعد رحمہ اللہ نے بیان کیا شرحبیل بن سمط نے مرہ بن کعب یا کعب بن مرہ کو بلایا اور کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر اور ڈر تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی مسلمان (غلام) آدمی کو آزاد کیا، اللہ اس (غلام) کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے کسی مسلمان عورت (لونڈی) کو آزاد کیا، اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے، اس کا ہر عضو آگ سے آزاد کر دے گا۔

شرح الحدیث (1)...... غلامی کو اسلام نے پسند نہیں کیا اور کفر کے سبب جو غلامی چلی آ رہی تھی، اسلام

[1] شرح صحیح مسلم: 2/ 42.

نے اسے ختم کیا اور پھر ایک دور ایسا آیا کہ کوئی بھی غلام نہ رہا۔ یہ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کا کارنامہ ہے۔ مسلمانوں کے دوسرے عظیم خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشہور مقولہ ہے: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا، جب کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا تھا۔

(2)......مسلمان غلام کہہ کر کافر غلام کو خارج کیا گیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کافر گردن کو آزاد کرنے کوئی فائدہ یا اجر نہیں، بلکہ اجر ہے لیکن وہ نہیں جو مسلمان گردن کو آزاد کرنے کا ہے کہ اس کا ہر ہر عضو حتی کہ شرم گاہ تک آگ سے آزاد کر دی جائے۔

(3)......مسلمان لونڈی کو آزاد کرنے کی فضیلت علیحدہ بیان کی گئی، حالاں کہ عورت مرد کے حکم کے تابع ہی ہوتی ہے لیکن اس لیے کہ مبادا کوئی عورت بالخصوص لونڈی کے معاملے کو حقیر جانتے ہوئے درخور اعتنا نہ سمجھے جیسا کہ دور جاہلیت میں عورتوں کے حقوق کا استیصال کیا جاتا تھا، اسلام نے اس کا تذکرہ جداگانہ کیا ہے۔

(4)......ان تعلیمات کے آگے دور حاضر کی نام نہاد حقوق نسواں کی آواز بلند کرنے والی این جی اوز کا منہ کالا ہو جاتا ہے کہ اسلام نے تو لونڈیوں تک کے حقوق محفوظ کر دیئے ہیں، آزاد عورت کے کیا کہنے، ان تنظیموں کا مقصد صرف مغرب کے مقاصد کو پورا کرنا اور مسلم ممالک میں انارکی اور فحاشی کو فروغ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم ماں، بیٹی کی عزت محفوظ رکھے آمین!

مشترکہ غلام کی آزادی کا مسئلہ

[228]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِی عَبْلَةَ، حَدَّثَنِی الْغَرِيفُ بْنُ عَيَّاشِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِیُّ، قَالَ: أَتَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَأَتَاهُ نَفَرٌ مِنْ بَنِی سُلَيْمٍ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لَنَا: قَدْ أَوْجَبَ، قَالَ: ((فَلْيُعْتِقُونَ فِيهِ مِثْلَهُ يَفُكُّ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ)).

تخریج الحدیث صحیح ابن حبان: (الموارد) 293، مستدرك حاكم: 2/ 212، التلخيص الحبير: 4/ 38- حاکم اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث غریف بن عیاش بن فرقد دیلمی نے کہا کہ میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو (کلاب) نے ان سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کریں، کہا کہ ہاں، ہم رسول اللہ ﷺ

کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے نکلے تھے، آپ ﷺ کے پاس بنوسلیم کی ایک جماعت آئی تو ہمارے ایک ساتھی نے آپ ﷺ سے کہا کہ یقیناً اس نے واجب کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس میں اس کی مثل ایک گردن آزاد کریں، اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے، اس کا (ہر) عضو آگ سے آزاد کر دے گا۔

شرح الحدیث اس نے کیا فرض کر لیا؟ اس کی وضاحت معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ اکثر "أَوْجَبَ" کو خبر کی بجائے انشاء میں لے جائیں اور "أَوْجِبْ" پڑھیں تو معنی ہوگا کہ آپ ﷺ کوئی چیز واجب کریں؟ اس پر آپ ﷺ نے انہیں یہ فرمایا: اس طرح مفہوم واضح ہو سکتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ ایک مشترکہ غلام میں سے اس نے اپنا حصہ آزاد کر دیا، اب اس پر واجب ہے کہ وہ سارے غلام آزاد کرائے اور دوسرے شرکاء کا بھی حصہ انہیں ادا کرے، بشرطیکہ یہ مال دار ہو۔ جیسا کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے اور یہی مفہوم راجح ہے۔ واللہ اعلم

[229]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْعَبْدِ وَالْأَمَةِ أَحَدُهُمَا بَيْنَ شُرَكَاءَ ، فَيَعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْهُ: فَقَدْ يُوجِبُ عِتْقُهُ كُلُّهُ عَلَيْهِ ، إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ نَصِيبَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ مِنْهُ يُقَامُ فِي مَالِهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ ، فَيُرْجِعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ نَصِيبَهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ ، ذَكَرَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجة : 2524، مؤطا : 77/4، معانی الآثار، طحاوی : 106/3، سنن الکبریٰ بیهقی : 275/10۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما غلام اور لونڈی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ جن میں سے ایک کئی شریکوں کے درمیان ہو اور ان میں سے ایک اس میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے کہ اس پر اس سارے کے سارے کو آزاد کرنا فرض ہو جائے گا، اگر اس شخص کے پاس کہ جس نے اپنا حصہ آزاد کیا اتنا مال ہو جو اس (کی آزادی) کو پہنچتا ہو، اس کے مال میں عدل کی قیمت لگائی جائے گی، وہ باقی شریکوں کی طرف ان کے حصے لوٹائے گا اور جسے آزاد کیا گیا، اس کا راستہ خالی کر دیا جائے گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ نبی ﷺ سے بیان کیا۔

[230]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ شَرِكَةٌ فِي عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ ، فَعَلَى الْمُعْتِقِ أَنْ يُقَامَ عَلَيْهِ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ إِنْ كَانَ لَهُ

مَالٌ)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم: 4325، سنن الکبریٰ بیهقی : 275/10 .

ترجمة الحدیث سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جونسا بھی مرد کہ اس کے درمیان اور دوسرے کے درمیان اس کے غلام میں شراکت ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو آزاد کرنے والے پر، اگر اس کے پاس مال ہے تو لازم ہے کہ غلام پر جو (قیمت) باقی رہتی ہے، اس پر لگائی جائے گی۔

شرح الحدیث (1)......اس کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک غلام کئی مالکوں کی مشترکہ پراپرٹی ہے اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے، آزاد کرنے والا اگر مال والا ہے باقی شرکاء کے حصے جتنے بنتے ہیں وہ بھی ادا کرے گا، یہاں تک کہ غلام ہر مالک سے آزاد ہو جائے گا۔

(2)......اگر وہ مال دار نہیں ہے اور سب کے حصص آزاد نہیں کرے گا تو غلام تو آزاد ہی ہے، لیکن باقی حصص کی ادائیگی کے لیے دوڑ دھوپ کرے گا اور رقم جمع کر کے، باقی شرکاء کو دے گا۔ لیکن اس بارے غلام پر کوئی مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔

(3)......غلام کو ایک مالک کی طرف سے آزادی کا پروانہ مل جانے پر، اس پر آزاد لوگوں کے احکام جاری ہوں گے، نکاح، طلاق، دیت وغیرہ میں اسے آزاد آدمی کے حقوق و احکام کا سامنا ہوگا۔

[231]...... قَالَ: وَأَخْبَرَنِی نَافِعٌ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الشرکة : 14، باب الشرکة فی الرقیق : 5/ 103 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے۔

[232]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ سَعِیدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ بَشِیرِ بْنِ نَهِیكٍ ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِیصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَیْهِ خَلاصُهُ فِی مَالِهِ ، فَإِنْ لَمْ یَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوكُ قِیمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ یُسْتَسْعَی غَیْرَ مَشْقُوقٍ عَلَیْهِ))

تخریج الحدیث صحیح بخاری، العتق : 5/ 18، صحیح مسلم، العتق : 10/ 137، رقم : 3، الأیمان : 11/ 139، رقم : 54، سنن ابو داؤد، العتق : 5، 10/ 450، سنن ابن ماجه : 2527، مسند طیالسی : 1/ 245، مسند أحمد : 2/ 472، معانی الآثار، طحاوی : 3/ 117،

سنن بیهقی : 10/ 281.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے غلام میں سے حصہ آزاد کر دیا تو اس پر، اپنے مال میں سے اسے آزاد کرانا، لازم ہے، مگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی قیمت، انصاف والی لگائی جائے گی، پھر اس سے کوشش کا مطالبہ کیا جائے گا اور کوئی مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔

شرح الحديث دیکھئے حدیث نمبر 230۔

بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا

[233]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ لِأَخِيهِ سَعْدٍ، وَكَانَ عُتْبَةُ كَافِرًا وَكَانَ سَعْدٌ مُسْلِمًا: إِنِّی أَعْهَدُ إِلَيْكَ أَنَّ ابْنَ جَارِيَةِ زَمْعَةَ ابْنِی، وَزَمْعَةُ أَحَدُ بَنِی عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، فَاقْبِضِ ابْنَ جَارِيَةِ زَمْعَةَ إِذَا لَقِيتَهُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ لَقِیَ سَعْدٌ ابْنَ جَارِيَةِ زَمْعَةَ، فَقَالَ: ابْنَ أَخِی، وَاحْتَضَنَهُ. فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: بَلْ هُوَ أَخِی، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِی مِنْ جَارِيَتِهِ، فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا ابْنُ أَخِی فَانْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ بِأَخِی عُتْبَةَ، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: بَلْ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخِی وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِی مِنْ جَارِيَتِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَرَأَى فَلَمْ يَرَ مِنَ النَّاسِ شَبَهًا أَبْيَنَ مِنْهُ لِعُتْبَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِی مِنْهُ يَا سَوْدَةُ))، فَلَمْ يَرَهَا حَتَّى مَاتَتْ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، العتق، باب أم الولد : 5/ 123، الفرائض، باب الولد : 12/ 25، صحيح مسلم : 10/ 36 فی كتاب الرضاع رقم : 36، سنن ابو داؤد، الطلاق : 6/ 366، سنن ابن ماجه : 2004، مؤطا مالك، الأقضية : 41/ 19، سنن دارمی، النكاح : 2/ 75، مسند أحمد : 6/ 37، 129، 226، سنن سعيد بن منصور : 82، نصب الراية، زيلعی : 3/ 236.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اور

عتبہ کافر اور سعد رضی اللہ عنہ مسلمان تھے، بے شک میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا، میرا بیٹا ہے اور زمعہ بنو عامر بن لوی کا ایک فرد تھا، جب تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے سے ملے تو اسے لے لینا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب فتح (مکہ) کا دن تھا تو سعد رضی اللہ عنہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے سے ملے تو کہا، میرا بھتیجا اور اسے سینے سے لگا لیا، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ وہ میرا بھائی ہے، وہ میرے باپ کے بستر پر، اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے، سو وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بلکہ وہ تیرا بھائی ہے، وہ میرے باپ کے بستر پر، اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عتبہ) جیسی مشابہت دیکھی، لوگوں نے اس سے واضح شباہت نہ دیکھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تیرے لیے ہے اے عبد بن زمعہ! بچہ بستر کے لیے ہوتا ہے اور اے سودہ رضی اللہ عنہا! اس سے پردہ کر۔'' تو اس نے انہیں نہ دیکھا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئیں۔

شرح الحدیث (1)......شرعی اصول یہ ہے کہ بچہ جس کے بستر پر ہوا ہو اس کے نام ہوگا، زانی کو سزا ملے گی۔

(2)......اس سے بچہ عبد بن زمعہ کو دے دیا گیا، لیکن چوں کہ اس کی شکل و شباہت عتبہ جیسی تھی جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس نے زمعہ کی لونڈی سے ناجائز تعلق قائم کیا ہے، اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردے کا حکم دے دیا۔

(3)......بعض اوقات حق دو متضاد چیزوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ ایک طرف وہ لڑکا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کو دیا گیا کہ ان کے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا تو ان کا بھائی ہوا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی شرعی قانون میں بھائی کہلایا، دوسری طرف نسب کے مشکوک ہونے کی وجہ سے انہیں اس سے پردے کا حکم دے دیا۔

عزل کا بیان

[234]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ الْمَخْزُومِیِّ ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ عِيَاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: إِنَّ لِی جَارِيَةً ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ آتِيَهَا وَأَحْتَبِسَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِرَادٍّ شَيْئًا أَرَادَهُ اللّٰهُ)) ، أَوْ قَالَ: ((مَانِعٌ شَيْئًا أَرَادَهُ اللّٰهُ)) . قَالَ: ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ جَارِيَتِی تِلْكَ وَلَدَتْ وَإِنِّی كُنْتُ أَحْتَبِسُهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ﷺ: ((أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم، النکاح: 10/ 13.

ترجمة الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: بے شک میری ایک لونڈی ہے اور میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اس کے پاس آؤں اور اسے روک کر رکھوں (حاملہ ہونے سے) بچاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! بے شک جس کا اللہ ارادہ کرے، یہ چیز اسے قطعاً رد کرنے والی نہیں ہے، یا فرمایا: کہ جس کا اللہ ارادہ کر لے، اسے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے، پھر وہ آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میری اس لونڈی نے بچہ پیدا کیا ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں ''عزل'' کا مسئلہ بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی ہم بستری کرے اور جب انزال قریب ہو تو علیحدہ ہو جائے اور باہر انزال کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر حالت اور ہر عورت کے بارے میں چاہے وہ راضی ہو یا نہ ہو، مکروہ ہے کیوں کہ یہ نسل کشی کا طریقہ ہے اس لیے حدیث میں اس کو پوشیدہ زندہ درگور کرنے کا نام دیا گیا ہے، کیوں کہ یہ ولادت کے راستے کو ختم کرتا ہے جیسا کہ بچے کو زندہ درگور کر کے قتل کیا جاتا ہے۔ البتہ لونڈی سے عزل حرام نہیں ہے وہ راضی ہو یا نہ ہو، لیکن آزاد بیوی اگر اجازت دے تو حرام نہیں ہے اور اگر اجازت نہ دے تو دو صورتیں ہیں، ان میں سے زیادہ صحیح یہی ہے کہ حرام نہیں ہے۔ پھر ان احادیث کی دوسری احادیث کے ساتھ جمع و تطبیق یہ ہے کہ جن میں ممانعت آئی ہے، وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور جن میں عزل کی اجازت آئی ہے وہ اس پر محمول ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ کراہت کی نفی کی جا رہی ہے۔ نیز جس نے آزاد بیوی کی اجازت کے بغیر عزل کرنے کو حرام قرار دیا اس کا موقف یہ ہے کہ اس میں اس کے لیے ضرر ہے، لہٰذا اس کے جواز کے لیے اس کی اجازت مشروط ہے۔ [1]

شبہے سے نسب کا انکار ممکن نہیں

[235]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَامَ أَعْرَابِیٌّ مِنْ بَنِی فَزَارَةَ، فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ امْرَأَتِی وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَهُوَ حِینَئِذٍ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ، لَمْ یَقُلْ ذٰلِكَ إِلَّا لِیَنْتَفِیَ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ لَكَ إِبِلٌ؟))، قَالَ:

[1] شرح صحیح مسلم: 1/ 464.

نَعَمْ . قَالَ: ((فَمَا أَلْوَانُهَا؟)) ، قَالَ: هِيَ حُمْرٌ . قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟))، قَالَ: نَعَمْ ، فِيهَا ذُودٌ أَوْرَقُ . قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّى كَانَ ذٰلِكَ؟)) ، قَالَ: لَا أَدْرِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَزَعَهَا عِرْقٌ . قَالَ: ((وَهٰذَا لَعَلَّهُ يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ)) ، فَأَبَى أَنْ يُرَخِّصَ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الطلاق : 12/ 147، صحیح مسلم، اللعان : 1/ 135، رقم: 18، 20، 41، جامع ترمذی، الولاء والهبة : 6/ 326، سنن ابوداؤد، الطلاق : 6/ 349، سنن ابن ماجه : 2002، 2003، مسند احمد : 2/ 273، 234، 279، التلخيص الجير : 3/ 226.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ اسی دوران ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، جب بنوفزارہ کا ایک بدوی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ پیدا کیا ہے اور وہ اس وقت اس کا انکار کرنے والا تھا، اس نے یہ صرف اپنے سے اس (بچے) کی نفی کرنے کے لیے کہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا: سرخ۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا ان میں کوئی گندمی بھی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ ان میں خاکستری اونٹ بھی ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: یہ کہاں سے آ گئے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم، الا یہ کہ کسی رگ نے انہیں کھینچا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس (بچے) کو بھی شاید کسی رگ نے کھینچا ہو۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا کہ اسے اس کی نفی کی رخصت دیں۔

شرح الحدیث (1)...... حدیث آخر میں لفظ "الانتفاء" ہے نہ کہ "الانتقام"۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ [1] یعنی نفی کرنا۔

(2)...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ خاوند کا ہی ہوگا، چاہے رنگ مختلف ہو۔ صرف رنگ کے اختلاف سے بچے کی نفی نہیں کی جائے گی۔

(3)...... میاں بیوی دونوں کا رنگ سفید ہو اور بچے کا رنگ کالا ہو یا اس کے برعکس ہو تو بھی بچہ انہیں کا ہوگا، کیوں کہ ممکن ہے اسے کسی رگ نے کھینچا ہو۔

[1] صحیح مسلم مع شرح : 1/ 491

(4)...... رگ کے کھینچنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے نسب میں اوپر بھی کوئی اس رنگ کا ہوگا کہ اس بچے کا رنگ اس دادا، پڑدادا کے رنگ کے مشابے ہوگیا۔

(5)...... یہ بھی معلوم ہوا کہ بچے کی نفی کی تعریض نفی نہیں ہے، اسی طرح تہمت کی تعریض تہمت نہیں ہے۔

(6)...... نیز اس میں ملتی جلتی چیزوں اور مثالوں کو بیان کر کے، قیاس و اعتبار کا اثبات ہے۔ [1]

پہلے خویش پھر درویش

[236]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُكْتِبِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِی رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَاحْتَاجَ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّی؟))، فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ.

تخریج الحدیث صحيح بخاری، كفارات الأيمان: 11/ 507، صحيح مسلم، الأيمان: 11/ 141، 142، رقم: 58، 59، جامع ترمذی: 4/ 411 فی كتاب البيوع، سنن ابو داؤد: العتاق: 10/ 494، مسند أحمد (الفتح الربانی) 1/ 245، سنن بيهقی: 1/ 308، 309، تاريخ بغداد: 4/ 238، التلخيص الحبير: 4/ 215، نصب الرايه، زيلعی: 3/ 285.

ترجمۃ الحدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی نے اپنا غلام، قرض کے باوجود آزاد کر دیا تو وہ محتاج ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا اور فرمایا: اسے مجھ سے کون خریدے گا؟ تو اسے نعیم بن عبداللہ نے اتنے اتنے میں خریدا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اس کے سپرد کر دیا۔

شرح الحدیث (1) یہ ایک انصاری صحابی ابو مذکور رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے یعقوب نامی اپنا غلام مدبر (یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) کیا۔ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فروخت کر دیا۔ جسے نعیم بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ابو مذکور رضی اللہ عنہ کو دی اور فرمایا:

((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَیْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَیْءٌ فَلِذِی قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِی قَرَابَتِكَ شَیْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ

[1] دیکھیں شرح صحیح مسلم: 1/ 491۔

يَدَيْكَ وَعَنْ يَّمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ)) ❶

''اپنے آپ سے شروع کر اور اپنی جان پر صدقہ کر، اگر کوئی چیز بچ جائے تو تیرے گھر والوں کے لیے ہے۔ اگر تیرے گھر والوں سے کوئی چیز بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کے لیے ہے، اگر تیرے رشتہ داروں سے کوئی چیز بچ جائے تو اس طرح اور اس طرح (دے دو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے کہ اپنے آگے، دائیں جانب اور بائیں جانب دے دو۔''

(2)......خرچ کرنے کی ابتداء اسی مذکورہ ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔

(3)...... جب حقوق اور فضائل بہت زیادہ ہوں تو زیادہ تاکید والے کو مقدم کیا جائے گا، پھر اس کے بعد جو زیادہ تاکید والا ہے۔

(4)......نفلی صدقے میں افضل یہ ہے کہ اسے نیکی کے مختلف کاموں میں خرچ کرے، جیسا کہ مصلحت کا تقاضا ہے، محض ایک جہت کو متعین نہ کرے۔ ❷

ولاء کی تجارت اور ہبہ

[237]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، وَشُعْبَةَ، وَسُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ))، إِلَّا أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ نَسِيَ وَفِي الْهِبَةِ أَوْ لَمْ يَذْكُرْهَا.

تخريج الحديث صحيح بخاری، العتق: 5/ 126، الفرائض: 12/ 35، صحيح مسلم: العتق: 10/ 148، جامع ترمذی، البيوع: 4/ 435، الولاء والهبة: 6/ 321، سنن ابو داؤد، الفرائض: 133/8، مسند طيالسی: 1/ 264، سنن دارمی: 2/ 287، مستدرك حاكم: 2/ 214.

ترجمة الحديث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ولاء'' کو بیچنے اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر بے شک عبید اللہ نے ہبہ کا ذکر کرنا بھول گئے یا اسے ذکر نہیں کیا۔

شرح الحديث (1)......اس حدیث کے آخر میں مدرج الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ عبید اللہ راوی نے بیع

❶ صحيح مسلم: 997.

❷ شرح صحيح مسلم: 1/ 322.

کا ذکر تو کیا ہے، لیکن ہبہ کا ذکر نہیں کیا۔ ❶

(2)...... جس غلام کو آزاد کیا ہو اس کی وراثت آزاد کرنے والے کو ملتی ہے اسے "ولاء" کہتے ہیں۔ "ولاء" کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ "ولاء" کسی صورت اس کے مستحق سے (دوسرے کی طرف) منتقل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسب کے رشتے کی طرح ایک رشتہ ہے۔ سلف و خلف جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔ ❷

ولاء آزاد کرنے والے کا ہے

[238]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ، فَقَالَتْ: إِنِّی كَاتَبَنِی أَهْلِی عَلَی تِسْعِ أَوَاقٍ، فِی كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِی، فَقَالَتْ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عُدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِی فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ إِلَی أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ إِلَی عَائِشَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا، فَقَالَتْ: إِنِّی عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذَلِكَ فَسَأَلَ عَائِشَةَ، فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: ((خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِی لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ))، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةً فِی النَّاسِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَی عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِی كِتَابِ اللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِی كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، كِتَابُ اللّٰهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ، فَمَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُولُ: أَعْتِقْ فُلَانًا وَلِیَ الْوَلَاءُ، إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

تخريج الحديث صحيح البخاری، المكاتب: 5/ 141، صحيح مسلم، العتق: 10/ 144، 145، سنن ابن ماجه: 2521، مسند أحمد: 6/ 413، مسند شافعی (بدائع المنن): 2/ 140، طبقات ابن سعد: 8/ 258، جامع ترمذی، البيوع: 4/ 467، سنن ابو داؤد، الفرائض: 8/ 126، سنن دارمی: 2/ 10، التلخيص الحبير: 3/ 13، نصب الرايه، زيلعی: 4/ 16، مسند طيالسی: 1/ 244، مؤطا مالك: 4/ 90، 94، 95.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بریرہ آئی اور کہا: بے شک میرے آقاؤں نے مجھ سے

---

❶ صحيح مسلم مع شرح: 1/ 495.

❷ صحيح مسلم مع شرح: 1/ 495.

سات اوقیوں پر مکاتبت (لکھ پڑت) کر لی ہے، ہر سال ایک اوقیہ (چالیس درہم) دینا ہے، لہٰذا میری مدد کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تیرے آقا پسند کریں کہ میں انہیں یک بارگی ساری رقم گن کر دے دوں، تو میں دے دیتی ہوں، لیکن تیرا "ولاء" میرا ہوگا۔ وہ اپنے آقاؤں کے پاس گئی تو انہوں نے اس پر اس کا انکار کر دیا، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور کہا: بے شک میں نے ان پر پیش کیا، پھر انہوں نے انکار کر دیا، الا یہ کہ "ولاء" انہیں کا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سارا ماجرا) بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اسے لے اور آزاد کر دے اور ان کے لیے "ولاء" کی شرط لگا دے، بے شک "ولاء" اس کا ہے جس نے آزاد کیا، سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پہر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا: اما بعد! تم میں سے ان مردوں کی کیا حالت ہے، جو ایسی شرطیں عائد کرتے ہیں، جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں، جو کوئی بھی ایسی شرط ہوئی جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے، وہ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو شرطیں ہوں، اللہ کا فیصلہ زیادہ حق والا ہے اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے۔ پس کیا حالت ہے تمہارے ایک کی جو کہتا ہوتا ہے کہ اس نے آزاد کیا اور "ولاء" میرا ہی ہے۔ "ولاء" صرف اس کا ہے جس نے آزاد کیا۔

شرح الحدیث (1)...... "ولاء" کا حق صرف آزاد کرنے والا کا ہے۔ غلام کو فروخت کرنے والا اس کی شرط عائد نہیں کر سکتا۔

(2)...... جو شرط بھی کتاب وسنت کے خلاف ہوگی، رد کر دی جائے گی، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

(3)...... مکاتب غلام اسے کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے آزادی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے لکھ پڑت کر لی ہو کہ میں آپ کو اتنی رقم دے دیتا ہوں آپ مجھے آزاد کر دیں۔

(4)......قرآن مجید میں "ولاء" اور مکاتبت اور "ولاء" کی شرائط نہیں ہیں۔ یہ صرف حدیث وسنت میں بیان ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پر کتاب کا لفظ بولا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حدیث بھی کتاب اللہ کی طرح وحی ہے اور حجت ہے۔ منکرین حدیث غور کریں۔

رشتے دار پر کوئی ملکیت نہیں

[239]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ

فَهُوَ حُرٌّ)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 2524، 2525، مسند طیالسی : 1/ 245، مستدرك حاكم: 2/ 214، معانی الآثار، طحاوی : 3/ 109، 110، التلخيص الحبير : 4/ 212، نصب الراية، زيلعى : 3/ 279۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی رشتے دار کا مالک بنا تو وہ آزاد ہے۔

شرح الحدیث جس مالک کی ملکیت میں اس کا قرابت دار جیسا کہ اس کا باپ، بھائی وغیرہ غلامی کی حالت میں آگئے تو وہ فوراً آزاد ہوجائیں گے۔ صلہ رحمی اور رشتے کے تقدس کا تقاضا یہی ہے۔ اسلام نے رشتوں کو نبھانے کی کیسی خوب صورت تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔

تین آدمیوں کی مدد اللہ کرتا ہے

[240]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَالنَّاكِحُ الَّذِی يُرِيدُ الْعَفَافَ ، وَالْمُكَاتِبُ الَّذِی يُرِيدُ الْأَدَاءَ)).

تخریج الحدیث جامع ترمذی، فضائل الجهاد : 1655، سنن ابن ماجه : 2518، مسند احمد : 2/ 251، 437۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ہیں: ان سب کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، نکاح کرنے والا، جو پاک دامنی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ مکاتب غلام جو ادائی کا ارادہ رکھتا ہے۔

شرح الحدیث حدیث پاک میں تین اعمال کی فضیلت واضح ہے۔ جب اللہ کی مدد ساتھ ہے تو ڈر کیسا۔ یہ اعمال بجا لانے چاہیں۔ مکاتب غلام کی مدد کی مثال مذکورہ بالا حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا میں گزر چکی ہے۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور اللہ کی مدد کیسی ہوئی کہ جو قسطیں سات سالوں میں پوری ہونی تھیں اور آزادی ملنی تھی، وہ فوراً ادا ہوگئیں اور وہ آزاد ہوگئیں۔

فتویٰ اور حدیث بیان کرنے میں احتیاط

[241]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِی خَالِدٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ: أَرَادَ قَرَظَةُ أَنْ يَأْتِيَ الْعِرَاقَ فِی أُنَاسٍ مِنْ بَنِی عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، فَخَرَجَ مَعَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ لِمَ خَرَجْتُ مَعَكُمْ؟ قَالُوا: وُدًّا لَنَا وَحَقًّا . قَالَ: لَكُمْ حَقًّا وَلَكِنِّی جِئْتُ فِی كَلِمَةٍ: ((أَقِلُّوا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا شَرِيكُكُمْ فِيهِ)) ، قَالَ: فَمَا كُنْتُ أُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ قَوْلِ عُمَرَ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه، : 1655، سنن دارمی، المقدمة : 1/ 73، رقم : 285۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ قرظہ نے بنوعبدالاشہل کے کچھ لوگوں کے ساتھ عراق آنے کا ارادہ کیا۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نکلے اور پانی منگوایا، وضو کیا اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیوں نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہماری محبت اور ہمارے حق کی وجہ سے۔فرمایا: بے شک تمہارا حق ہے،لیکن میں ایک بات کہنے آیا ہوں، نبی اکرم ﷺ سے کم حدیثیں بیان کرنا اور میں اس (بات کی پابندی) میں تمہارا شریک ہوں۔(شعبی) نے کہا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد نبی ﷺ سے حدیث بیان نہیں کیا کرتا تھا۔

شرح الحدیث (1)......فتویٰ دینے میں انتہائی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔مفتی نے شریعت بیان کرنی ہوتی ہے اور مراد الٰہی سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ جب تک پورا وثوق اور تیقن نہ ہو کتاب وسنت کے نصوص کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔اللہ اور رسول ﷺ کی طرف کسی بات کی نسبت کرنا، اتنا آسان کام نہیں ہے بلکہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے،اس کے لیے بڑی جگر کاوی کی ضرورت ہے۔

(2)...... یہ سوشل میڈیا کا زمانہ ہے،خود ساختہ احادیث بیان کی جاتی ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ بلکہ ساتھ حدیث کا نمبر بھی درج ہوتا ہے، حالاں کہ وہ حدیث بخاری شریف میں کہیں نہیں ہوتی۔موضوعات اور من گھڑت روایات پر مبنی اہل علم نے کتابیں لکھی ہیں۔لیکن اب ایسی ایسی روایات بیان کی جاتی ہیں جو اس دور کی پیداوار ہیں اور پہلی کتابوں کے اندران کا وجود تک نہیں ہے۔جیسا کہ ربیع الاوّل اور رمضان وغیرہ مہینوں کی سب سے پہلے خوش خبری سنانے والے کے متعلق فضائل وغیرہ۔اللہ تعالیٰ ایسے راویوں اور ایسے رویوں سے امت کو محفوظ فرمائے۔

[242]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثُمَّ أَرْعَدَ أَوْ قَالَ: اهْتَزَّ ، فَقَالَ: ((أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ أَوْ دُونَ ذَلِكَ أَوْ نَحوَ ذَلِكَ)) .

تخریج الحدیث سنن دارمی، مقدمة : 1/ 74 رقم : 287، 277 .

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (شعبی نے کہا) پھر وہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) گھبراہٹ سے کپکپانے لگے یا کہا کہ ہلنے لگے، اور کہا کہ یا اس سے اوپر یا اس کے کم اور اس طرح۔

شرح الحدیث یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو جامع فضل و کمال ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عالم یہ ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت لرزہ طاری ہوجاتا ہے اور بیان کرنے کے بعد اس خوف سے کہ کمی بیشی نہ ہوگئی ہو فرماتے ہیں، الفاظ یہی ہے، یا اس جیسے اس یا اس سے کم یا زیادہ ہیں۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کمال احتیاط اور ورع وتقویٰ ہے، ورنہ انہوں نے وہی الفاظ بیان کیے ہوتے ہیں جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نبوت و رسالت سے سنے ہوتے ہیں، درج ذیل اثر میں مزید وضاحت ہے۔

[243]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُون ، قَالَ: اخْتَلَفْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ سَنَةً ، مَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِيهَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، إِلَّا أَنَّهُ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ فَجَرَى فِي قَوْلِهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَعَلَاهُ كَرْبٌ شَدِيدٌ حَتَّى رَأَيْتُ الْعَرَقَ يَحْدِرُ عَنْ جَبْهَتِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، إِمَّا فَوْقَ ذَلِكَ وَإِمَّا نَحْوَ ذَلِكَ ، وَإِمَّا قَرِيبٌ مِنْ ذَلِكَ)) .

تخریج الحدیث سنن دارمی، مقدمة : 276، مسند ابی داود طیالسی : 324 .

ترجمة الحدیث عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سال آتا جاتا رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ اس میں انہوں نے کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بے شک ایک حدیث انہوں نے ضرور بیان کی تھی اور جب یہ کہنا شروع ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سخت پریشانی ان پر غالب آگئی، یہاں تک کہ میں نے ان کی پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپکتے دیکھے، پھر کہا: اگر اللہ نے چاہا، یا اس سے اوپر یا اس طرح یا اس کے قریب۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)۔

شرح الحدیث دیکھیں حدیث مذکورہ بالا کی شرح۔

حفظِ حدیث

[244]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: ((كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ ، وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى رَكِبْتُمْ فِيهِ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَةَ)) .

تخریج الحدیث صحيح مسلم، مقدمه : 1/ 81، مستدرك حاكم : 1/ 112، سنن دارمی ، مقدمه : 1/ 73، رقم 284 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم حدیث حفظ کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی جاتی رہی، یہاں تک کہ انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے اس کی خاطر ہر دشواری کا سامنا کیا اور اس پر قابو پایا۔

شرح الحدیث جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کو حفظ کیا، اس طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سینے میں محفوظ کیا اور انوار نبوت کی سنہری کرنوں سے اپنے دلوں کو منور و آراستہ کیا۔ دور دراز کے سفر کیے، کٹھنائیوں سے گزرے، مصائب و آلام کو جھیلا، راحت و آرام کو چھوڑا، گھر، وطن کو خیر باد کہا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

"لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ"

''جسم کے آرام وسکون کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی چار سالہ عہد رسالت کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔ اسی طرح سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے صرف ایک حدیث کی خاطر مدینہ سے شام کا سفر کیا اور حدیث حاصل کر کے فوراً چلے آئے، تاکہ اس خالص عمل میں کوئی اور آمیزش نہ ہو پائے۔ رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه۔

[245]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، نَا السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ ، ((فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِحَدِيثٍ حَتَّى رَجَعْنَا)) ، وَقَالَ حَمَّادٌ: يُعَظِّمُ الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا وَكَذَا وَنَحنُ نُضَيِّعُ .

تخریج الحدیث سنن دارمی، مقدمه : 1/ 73، رقم : 284.

ترجمة الحدیث سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلا، میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی بیان کی ہو، یہاں تک کہ ہم لوٹ آئے۔حماد نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی تعظیم اور سنگینی کی وجہ سے (ایسا کیا) اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے درمیان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایسے اور ایسے (حدیثیں) بیان کرتے ہیں اور ہم ضائع کرتے ہیں۔

شرح الحدیث یہ ویسے ہی ہے جیسا کہ پیچھے عمرو بن میمون نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا ہے، سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی عالم تھا۔

کتابتِ حدیث

[246]...... حَـدَّثَـنَـا جَـدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ ، نَا أَبُو نَضْرَةَ ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: إِنَّكَ تُحَدِّثُنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا فَلَوِ اكْتَتَبْنَاهُ ، فَقَالَ: ((أُكْتُبُوهُ ، وَلَنْ أَجْعَلَهُ قُرْآنًا)) .

ترجمة الحدیث ابونضرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پسندیدہ حدیث بیان کرتے ہیں، اگر ہم لکھ لیا کریں تو؟ آپ نے فرمایا: اسے لکھو اور میں ہرگز اسے قرآن نہیں بناؤں گا۔

شرح الحدیث (1)...... اس میں کتابت حدیث کی دلیل ہے، حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی لکھی جاتی رہی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ایک مقتول کا معاملہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ اس نے یہاں قتل و غارت سے بھی روکا ہے۔اہل یمن میں سے ایک آدمی آیا جس کا نام ابوشاہ تھا، اس نے یہ خطبہ تحریر کرنے کا کہا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوشاہ کو میرا یہ خطبہ تحریر کردو۔ [1]

(2)...... یہ حدیث واضح بتا رہی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں احادیث کی کتابت کا آغاز ہو چکا تھا، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ تھا، جس میں دیت وغیرہ کے احکام لکھے تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحرین والوں کی طرف ایک تحریر بھیجی تھی، جس میں زکوٰۃ کے متعلق تفصیل تھی، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا ایک صحیفہ تھا،

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم : 1/ 22.

جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے، اس میں احادیث تحریر تھیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احادیث لکھا کرتے تھے۔ ❶

(3)......کسی چیز کی حفاظت کے جس قدر اسباب درکار ہیں، وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حفاظت میں موجود ہیں۔ (1) قوت حافظہ (2) فراست کاملہ (3) عظمت و ہیبت (4) محبت (5) دنیا سے نفرت و بیزاری اور آخرت کی تیاری (6) اللہ تعالیٰ کا ارادہ (7) تائید غیبی (8) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی تمنا (9) دعائیں (10) اللہ تعالیٰ کی جانب سے رکاوٹوں کا دور ہونا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تمام پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ محفوظ بھی ہے اور حجت بھی ہے۔ ❷

(4)......ایڈورڈ گبن کہتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی جو چیز واقعی حیرت انگیز ہے، وہ اس کی اشاعت نہیں، بلکہ اس کا اثبات، اس کی پائیداری اور اس کی شان دوام ہے۔ جو صاف اور سادہ نقش آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ میں کندہ کیا تھا، بارہ صدیوں کے انقلابات کے بعد آج بھی قرآن کے ہندی، افریقی اور ترکی نومعتقدوں کے پاس اسی طرح محفوظ ہے۔ ❸

(5)...... جو لوگ ان غیر مسلم لوگوں کے اعتراضات سے متاثر ہوکر انکار حدیث کی تاریکی میں گر رہے ہیں، گبن کا یہ بیان ان کے لیے مشعل راہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث دونوں کو محفوظ قرار دے رہا ہے۔ مولانا حالی تڑپ اٹھے:

وہ علمِ شریعت کے ماہر کدھر ہیں
وہ اخبار دین کے مفسر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں
محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

[247]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، نَا مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ، حَدِيثُهُ فِي ابْنِ الدُّخَيْشَمِ، قَالَ

---

❶ مقدمة تحفة الأحوذی: 5/ 19، نمبر: 20.

❷ حجیت حدیث، ص: 227. ❸ مقالات سیرت، ص: 219.

أَنَسُ: ((فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ، فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فحَدَّثَنِي ، قَالَ أَنَسُ: فَأَعْجَبَنِي هَذَا الْحَدِيثُ . فَقُلْتُ لِابْنِي: اكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ)) .

تخریج الحدیث صحيح مسلم : 33 .

ترجمة الحدیث سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن دخیشم رضی اللہ عنہ کے بارے میں انہیں حدیث بیان کی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مدینے میں آیا اور عتبان رضی اللہ عنہ کو ملا، انہوں نے مجھے وہ حدیث بیان کی، انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے وہ حدیث بہت اچھی لگی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اسے لکھ لو تو اس نے لکھ دی۔

شرح الحدیث یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں حدیث لکھی جاتی تھی۔ نیز ابن دخیشم رضی اللہ عنہ کی طرف جو اشارہ ہے، اس بارے تفصیل حدیث (43) میں گزر چکی ہے۔

سنت قرآن کی تفسیر ہے

[248]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَحَدَّثَهُ ، فَقَالَ الرَّجُلُ: حَدِّثُوا عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُحَدِّثُوا عَنْ غَيْرِهِ ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ امْرُؤٌ أَحْمَقُ ، أَتَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَنَّ صَلَاةَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا لَا يُجْهَرُ فِيهَا ، وَعَدَدَ الصَّلَوَاتِ وَعَدَدَ الزَّكَاةِ وَنَحْوَهَا ، ثُمَّ قَالَ: أَتَجِدُ هَذَا مُفَسَّرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحْكَمَ ذَلِكَ وَالسُّنَّةُ تُفَسِّرُ ذَلِكَ)) .

تخریج الحدیث زيادات الزهد ، ابن مبارك ، ص : 23 ، الشريعة للآجري : 98 ، الابانة الكبرىٰ لابن بطة : 67 .

ترجمة الحدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کسی چیز کے بارے میں ان سے سوال کیا۔ انہوں نے اسے حدیث بیان کی، وہ آدمی بولا: اللہ کی کتاب سے بیان کرو اور اس کے علاوہ سے بیان نہ کرو، تو انہوں نے فرمایا: بے شک تو ایک احمق انسان ہے، کیا تو قرآن میں پاتا ہے کہ بے شک ظہر کی نماز چار رکعت ہے، ان میں اونچی آواز میں نہیں پڑھا جائے گا، اور نمازوں کی گنتی اور زکوٰۃ کی گنتی وغیرہ، پھر فرمایا: کیا تو یہ تفصیل کے ساتھ اللہ کی کتاب میں پاتا ہے؟ بے شک اللہ کی کتاب نے یقیناً

یہ محکم بیان کر دیا ہے اور سنت اس کی تفسیر کرتی ہے۔

شرح الحدیث اس میں واضح ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی منکر حدیث کے لیے کیا رویہ اختیار کرتے تھے۔ یہ لوگ بہ زبان سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ احمق اور بے وقوف ہیں۔ تمام مسائل کی تفصیلات حدیث میں ہیں۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، جس کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت کو اپنانا ہے۔

[249]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ ، حَدَّثَنِی سَهْلُ بْنُ أَبِی أُمَامَةَ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ ، قَالَ: قَالَ أَبِی لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((يَا خَالُ ، إِنَّ النَّاسَ لَيْسُوا بِالنَّاسِ الَّذِی كُنْتَ تَعْهَدُ إِنَّمَا هُمُ الذِّئَابُ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ فَاحْذَرْهُمْ ، قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ ذٰلِكَ ، لَقَدْ رَأَيْتَنِی مِنْهُمْ هُنَيْهَةً أَنِّی أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَدِيثِ ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ بِأُذُنَيْكَ؟))

ترجمة الحدیث سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے کہا کہ میرے باپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ماموں! بے شک لوگ، اب وہ لوگ نہیں ہیں، جن میں آپ وقت گزارتے آئے تھے، اب تو محض وہ بھیڑیئے ہیں، جن پر لباس ہیں، سو ان سے بچ کر رہیے۔ فرمایا کہ سنو، اللہ کی قسم! البتہ اگر تو نے یہ کہا ہے تو یقیناً مجھے ان کی طرف سے تھوڑی دیر میں اس بات نے شک میں ڈالا کہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان کر رہا ہوں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا تو نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے؟

شرح الحدیث یعنی تمہاری بات واقعتاً درست معلوم ہوتی ہے کہ لوگ بھیڑیئے ہیں اور انسانوں والا لبادہ اوڑھ رکھا ہے کہ کھڑے ہیں رہزن بہ شکل رہبر۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث بیان کرنے پر بھی ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ منکرین حدیث کو یہاں دوسرے لقب ''بھیڑیئے'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب کہ قبل ازیں احمق کہا گیا۔

حق گوئی

[250]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَارِثَةَ الْأَنْصَارِیِّ حَدَّثَهُ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَنْعَشُ بِلِسَانِهِ حَقًّا يَعْمَلُ بِهِ بَعْدَهُ ، إِلَّا أُجْرِیَ عَلَيْهِ أَجْرُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ وَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثَوَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

تخریج الحدیث حلیة الأولیاء، ابو نعیم : 8/ 150، ضعیف الجامع الصغیر : 5181.

ترجمة الحدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی اپنی زبان کو حق کے ساتھ سیدھا رکھتا ہے، بعدازاں اس پر عمل پیرا ہوتا ہے تو قیامت کے لیے اس کا اجر ضرور جاری ہو جاتا ہے، پھر قیامت والے دن اللہ اسے اس کا پورا ثواب عطا فرمائے گا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں حق بات کہنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ قیامت تک کے لیے اس کے اجر کو جاری کرنا، اللہ حق شانہ کی طرف سے اس کے عمل کی قبولیت اور پسندیدگی کی علامت ہے۔ پھر قیامت والے دن ثواب کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے، ہر حال میں سچائی اور راست بازی سے کام لینا واقعتاً دل سوزی، جگر کاوی اور پتہ ماری کا کام ہے، لیکن اہل حق کبھی بھی حالات کے قدموں میں نہیں گرتے، بلکہ حق کا نعرۂ مستانہ لگائے رکھتے ہیں۔

کہہ جائے سچی بات پی کر جو مستی میں
فقیہہ مصلحت بین سے وہ رند بادہ خوار اچھا

مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں کا بیان

[251]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: ((وَالَّذِی لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّی رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا أَحَدُ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِی، وَالْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ التَّارِكُ لِدِينِهِ))، أَوْ قَالَ: ((تَارِكُ الْإِسْلَامِ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری: 6878، جامع ترمذی، الدیات: 1402، مسند طیالسی: 1/ 296، مستدرك حاکم: 4/ 350، 4/ 453، 454.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، جس طرح کہ میں تمہارے اندر کھڑا ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم

جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں! اس آدمی کا خون حلال نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، مگر تین آدمیوں میں سے ایک کا: جان بدلے جان کے اور شادی شدہ زانی اور جماعت سے علیحدہ ہونے والا، اپنے دین کو چھوڑ دینے والا یا فرمایا: اسلام کو ترک کر دینے والا۔

شرح الحدیث (1)...... ناحق قتل ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ اسلام نے عزت، مال اور جان سب کا تحفظ کیا ہے۔ حدیث میں مذکور تین صورتوں کے علاوہ کسی کا خون بہانا جائز نہیں ہے۔

(2)...... جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے اوپر سے جھانکا اور یہی حدیث بیان کی اور فرمایا: میں نے کبھی زنا نہیں کیا، نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور نہ میں مرتد ہوا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور نہ میں نے اس جان کو قتل کیا، جسے اللہ نے حرام کیا، تم مجھے کس بنا پر قتل کرتے ہو۔ ❶

(3)...... امام ابن العربی رحمہ اللہ نے اپنے بعض شیوخ سے حکایت کی ہے کہ قتل کے اسباب دس ہیں۔ ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ سب ان تین سے کسی صورت خارج نہیں ہیں۔ ❷

[252]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِی خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِی حَازِمٍ ، عَنِ الصُّنَابِحِیِّ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، وَإِنِّی مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ ، فَلَا تَقْتَتِلُوا بَعْدِی)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الرقاق: 11/ 395، الفتن: 13/ 3، سنن ابن ماجه: 3944، مسند احمد: 4/ 351، صحیح ابن حبان: (الموارد) 459.

ترجمة الحدیث سیدنا صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور بے شک میں تمہاری کثرت کے سبب امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ سو تم میرے بعد قطعاً مت لڑنا۔

شرح الحدیث مسلمانوں کی باہمی لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت، فتنوں میں سے ہے، دشمن ہمیں آپس میں الجھانا چاہتا ہے اور اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ کبھی مذہبی بنیاد پر، فرقہ بندیوں میں جکڑ کر، لڑاتا ہے اور کبھی کوئی

---

❶ جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی: 3/ 204.

❷ تحفة الأحوذی: 3/ 205.

محاذ کھڑا کر کے مرواتا ہے۔ از بس لازم ہے کہ مسلمان محبت ومودت اور بغض وعناد کے متعلق اصولی موقف سمجھیں اور اسے اختیار کریں:

﴿ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح : 29)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

[253]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِذٍ ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ أَتَى الْمَسْجِدَ الْأَقْصَى فَصَلَّى فِيهِ ، فَلَحِقَهُ نَاسٌ يَمْشُونَ مَعَهُ ، فَقَالَ: مَا جَاءَ كُمْ؟ قَالُوا: لِصُحْبَتِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جِئْنَا لِنُسَلِّمَ عَلَيْكَ وَلِنَسْمَعَ مِنْكَ . قَالَ: أَنْزِلُوا فَصَلُّوا . فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، وَلَمْ يَتَنَدَّ مِنَ الدِّمَاءِ الْحَرَامِ بِشَيْءٍ دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد : 4/ 152 ، المستدرك حاكم : 8034 .

ترجمة الحدیث عبدالرحمٰن بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ بے شک سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مسجد اقصیٰ میں آئے اور اس میں نماز پڑھی، انہیں کچھ لوگ ملے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلنے لگے، انہوں نے کہا کہ تم کیسے آئے؟ کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے صحبت ہے، ہم آئے ہیں تا کہ آپ کو سلام کہیں اور آپ سے سنیں۔ فرمایا کہ اترو اور نماز پڑھو، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو مرا اور کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک نہ بنایا اور حرام خونوں میں سے کسی چیز کو نہ بہایا، وہ جنت میں، جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو نہ اللہ کے حق میں کوتاہی کرتا ہے اور نہ ہی بندوں کے حق میں۔ نہ وہ شرک کرتا ہے اور نہ ہی قتل اور اسی حالت میں اسے موت آتی ہے تو اسے وہ عظیم فضیلت ملے گی جو حدیث پاک میں بیان ہوئی ہے۔

[254]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ ، أَنَّ أَبَا نَضْرَةَ حَدَّثَهُمْ ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ شَهِدَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ

أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِتَقْوَى اللّٰهِ ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ، قَالُوا: بَلَّغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ: ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) ، قَالُوا: شَهْرٌ حَرَامٌ . قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) ، قَالُوا: يَوْمٌ حَرَامٌ . قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) ، قَالُوا: بَلَدٌ حَرَامٌ . قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ ، قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ، قَالُوا: بَلَّغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ: ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) .

تخریج الحدیث مسند احمد : 23489۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس نے حدیث بیان کی جو منیٰ میں نبی اکرم ﷺ کے خطبے میں حاضر ہوا تھا، اس نے کہا رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ سنو! کسی عربی کی کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کی، کسی عربی پر اور نہ کسی سیاہ کی سرخ پر اور نہ کسی سرخ کی سیاہ پر، سوائے اللہ کے تقوے کے، دیکھو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لازم ہے جو موجود ہے اسے پہنچا دے جو غائب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ کون سا ہے؟ انہوں نے کہا کہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دن کون سا ہے؟ انہوں نے کہا کہ حرمت والا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شہر کون سا ہے؟ انہوں نے کہا کہ حرمت والا شہر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال (راوی نے کہا کہ) اور میرا خیال ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے قابل احترام ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کا احترام ہے۔ سنو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہنچا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو لازم ہے کہ جو موجود ہے، اسے پہنچا دے جو حاضر نہیں ہے۔

شرح الحدیث جتنا ادب و احترام مکہ مکرمہ، ماہ ذوالحجہ اور حج کے دن کا ہے، اتنا ہی ایک مسلمان کی عزت جان اور مال کا احترام ہے۔ اس سے بڑھ کر احترام بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمان کو غور کرنا چاہیے کہ مکہ

مکرمہ کے متعلق اور ان مقدس چیزوں کے بارے میں ادب و احترام کے کیسے جذبات رکھتا ہے، لیکن دوسرے مسلمان کی عزت پامال کرنے، جان لینے، خون بہانے اور مال لوٹنے کے بارے میں ذرہ بھر نہیں چوکتا ((إلا ما رحم ربی)) حالانکہ ان کا احترام بھی ان مقدس مقامات سے کم نہیں ہے۔ مسلمان کہ جن کا رب ایک، باپ ایک، کتاب ایک، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک، قبلہ ایک، کاش ان کے دل بھی ایک ہو جائیں۔ "وما ذلك على الله بعزيز"

[255]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ ، عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((أُمِرتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا ، وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلاتَنَا ، فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا ، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ)).

تخریج الحدیث صحيح بخاری : 393، حلية الأولياء، ابو نعيم : 8/ 173، تاريخ بغداد : 10/ 464، التلخيص الحبير، ابن حجر : 4/ 25.

ترجمة الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے لڑائی کا حکم دیا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پس جب وہ کہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور انہوں نے ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا اور ہماری نماز پڑھی تو یقیناً ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو گئے، سوائے ان کے حق کے، ان کے لیے وہ (حقوق) ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور ان پر وہ (فرائض) ہیں جو ان (باقی مسلمانوں) پر ہیں۔

شرح الحدیث اسلام کو جان، مال اور عزت کے بچاؤ کی وجہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ان کے تحفظ کا اصل سبب مسلمان ہونا ہے سو جو اسلام کو نہ اپنائے یا اسلامی بنیادی تعلیمات کا انکار کرے، جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ان کو یہ تحفظ نہیں ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا اور جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور حدیث مذکورہ بالا بیان فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"واللّٰه لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكٰوة فإن الزكٰوة حق المال واللّٰه، لو

منعونی عقالا کانوا یؤدونه إلی رسول اللّٰه ﷺ لقاتلتهم علی منعه“ ❶

”اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ ضرور بالضرور قتال کروں گا، جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا۔ بے شک زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے مجھ سے رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، تو یقیناً میں اس کو روکنے پر بھی ان سے لڑائی کروں گا۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں اس بات کی دلیل پیش کی ہے کہ نماز اور زکوٰۃ میں فرق نہیں ہے، کیوں کہ نماز جان کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے، جس نے نماز پڑھی، اس نے جان بچالی اور جس نے زکوٰۃ دی اس نے اپنا مال بچا لیا۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کے ترک صلوۃ پر اس سے قتال کیا جائے گا اور جو زکوۃ نہیں دے گا، اس کے مال سے جبراً زکوۃ لی جائے گی اور اگر وہ اس پر جنگ کھڑی کرے گا تو اس سے قتال کیا جائے گا۔ ❷

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت

[256]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِيَامِی فِيكُمْ، فَقَالَ: ((اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِی خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْبِقُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَلَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

تخریج الحدیث مستدرك حاكم: 1/ 114، 115، جامع ترمذی: 2165۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے

ترجمة الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ (مقام) پر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ہمارے اندر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، جس طرح میں تمہارے اندر کھڑا ہوا ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو، پھر ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے بعد آئیں گے،

❶ تحفة الأحوذی: 3/ 351.

❷ تحفة الأحوذی: 3/ 351.

پھر ان لوگوں کے متعلق جو ان کے بعد آئیں گے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا، یہاں تک کہ بے شک آدمی، اس سے قبل کہ اس سے مطالبہ کیا جائے، گواہی دینی شروع کر دے گا اور مطالبے سے پہلے قسم اٹھانی شروع کر دے گا، تم میں سے جو جنت کا درمیان چاہتا ہے وہ جماعت کو لازماً پکڑ لے۔ بے شک شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور وہ دو سے زیادہ دور ہے اور تمہارا کوئی ہرگز کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہیں ہوتا، مگر شیطان ہی ان دونوں کا تیسرا ہوتا ہے اور جسے اس کی نیکی خوش لگے اور گناہ برا لگے تو وہ مومن ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں کئی ایک فتنوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(1)......عہد صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین نے مسلمانوں کے تین مثالی ادوار ہیں، انہیں از منہ مشہود لھا بالخیر اور خیر القرون سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں زمانے فتنوں سے پاک تھے، لہٰذا ان زمانوں کے مسلمانوں بالخصوص صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام و تقدس ملحوظ رکھنا عین ایمان ہے اور ان کے متعلق ہرزہ سرائی عین فتنہ ہے۔

(2)......جھوٹ کا عام ہونا، جھوٹ کی نشانی یہ بیان ہوئی کہ گواہی اور قسم وقت اور مطالبے سے پہلے ہی دینے کو تیار کھڑے ہیں۔ جیسا کہ آج عدالتوں میں قسمیں اور گواہیاں کوڑی کے بھائی فروخت ہو رہی ہیں۔

(3)......جماعت اور اسلامی عقائد و نظریات سے علیحدگی۔

(4)......اجنبی عورت سے خلوت۔

بغاوت جائز نہیں ہے

[257]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ فَتَعْرِفُونَ حَقَّهُمْ وَتُنْكِرُونَ ، فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ نَجَا ، وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ)) ، قَالَ: فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: ((لَا ، مَا صَلَّوْا)) .

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الإمارة: 12/ 243، رقم: 63، 64.

ترجمة الحدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر ایسے حکمران ہوں گے، جو اپنا حق پہچانیں گے اور (تمہارے حق کا) انکار کریں گے۔ جس نے انکار کیا تو یقیناً وہ نجات پا گیا اور جس نے ناپسند کیا یقیناً وہ سلامت رہا لیکن جو راضی ہوا اور تابع داری کی۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ان کو قتل نہ کریں؟ فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز پڑھیں۔

شرح الحدیث (1)...... مسلمانوں کا جو بھی حاکم ہو اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث میں یہی تعلیم ارشاد کی گئی ہے اور ایسا کرنا ایک بڑے فتنے کی آگ کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ایسے برے حکمرانوں سے قتال نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک وہ نماز پڑھیں، قتال نہیں کر سکتے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إنه لا يجوز الخروج على الخلفاء لمجرد الظلم والفسق مالم يغيروا شيئا من قواعد الإسلام" [1]

"بات یہ ہے کہ خلفاء پر محض ظلم وفسق کی بنیاد پر بغاوت جائز نہیں ہے، جب تک کہ وہ اسلام کی بنیادوں میں سے کسی چیز کو نہ بدلیں۔"

(2)...... ہاں جس شخص نے ان کی برائی کو دیکھا اور اس کا دل سے انکار کیا اور اسے برا جانا تو وہ گناہ سے بچ گیا، لیکن جس نے ان کے ظلم وفسق پر رضامندی ظاہر کی اور ان کا تابع فرمان ہو گیا، وہ گناہ میں واقع ہو گیا۔

[258]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي رُزَيْقٌ مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ، وَكَانَ ابْنَ عَمِّ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ مَنْ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ، وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ، وَيَلْعَنُونَكُمْ)). قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ؟ قَالَ: ((لَا، مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ، أَلَا وَمَنْ وُلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ)).

تخريج الحديث صحيح مسلم، الطهارة: 12/ 244، 245، رقم: 65، 66، سنن دارمی: 2/ 232.

ترجمة الحديث سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تمہارے بہترین حکمران وہی ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ان کے لیے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے دعا کرتے ہیں اور تمہارے برے حکمران وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور

[1] شرح صحيح مسلم: 2/ 128.

وہ تم سے نفرت کرتے ہیں، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ کہا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! تو کیا ہم اس وقت ان کے ساتھ اعلان جنگ نہ کر دیں؟ فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز کو قائم رکھیں، مگر وہ شخص کے اس کے اوپر ایسا حکمران بنا کہ اس نے اس کو دیکھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اس اللہ کی معصیت کو جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے، ناپسند کرے اور اطاعت سے قطعاً ہاتھ نہ کھینچے۔

شرح الحدیث اس کی شرح مذکورہ بالا حدیث میں گزر چکی ہے۔

[259]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وفِتَنٌ وأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا)). فَقَالُوا: فَمَا تَأْمُرُ مَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ)).

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الفتن: 13/ 4، صحیح مسلم، الإمارة: 12/ 232، رقم: 45، مسند أحمد (الفتح الربانی) 23/ 28، طبرانی صغیر: 2/ 80، حلیة الأولیاء، ابو نعیم: 4/ 146، 5/ 57، 7/ 131.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک قصہ یہ ہے کہ عن قریب خودغرضی، فتنے اور ایسے امور ہوں گے، جن کا تم انکار کرو گے، انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جو یہ پائے تو اسے آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ تم وہ حق ادا کرنا جو تم پر ہے اور جو تمہارا حق ہے وہ تم اللہ سے مانگنا۔

شرح الحدیث (1)...... یہ اور اس طرح کی باقی احادیث رسول اللہ ﷺ کے ظاہر معجزات ہیں کیوں کہ یہ سب کچھ بار ہا ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی۔

(2)...... حاکم کے ظالم و فاسق ہونے کے باوجود سمع و طاعت کی ترغیب ہے، اس کا حق اطاعت اسے دیا جائے اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کیا جائے بلکہ اس کی تکلیف کے خاتمے اور شر کے دفعیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع وزاری کی جائے اور اس کی اصلاح کے لیے رغبت کی جائے۔ [1]

[1] شرح صحیح مسلم 2/ 126.

جب فتنے گھیر لیں

[260]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِی عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ ، عَنْ أَبِی ذَرٍّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((یَا أَبَا ذَرٍّ ، كَیْفَ تَفْعَلُ إِذَا جَاعَ النَّاسُ حَتَّی لَا تَسْتَطِیعَ أَنْ تَقُومَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلَی مَسْجِدِكَ ، وَمِنْ مَسْجِدِكَ إِلَی فِرَاشِكَ؟)) ، فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: ((تَعَفَّفْ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((كَیْفَ تَصْنَعُ إِذَا مَاتَ النَّاسُ حَتَّی یَكُونَ الْبَیْتُ فِیهِ بِالْوَصِیفِ؟)) ، فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: ((تَصْبِرْ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((كَیْفَ تَعْمَلُ إِذَا اقْتَتَلَ النَّاسُ حَتَّی یَغْرَقَ حَجَرُ الزَّیْتِ؟)) ، قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: ((تَأْتِی مَنْ أَنْتَ مِنْهُ)) . فَقُلْتُ: إِذَا رَأَیْتَ أَنْ أَتَی عَلَیَّ؟ فَقَالَ: ((تَدْخُلْ بَیْتَكَ)) . فَقُلْتُ: أَفَرَأَیْتَ إِنْ أَتَی عَلَیَّ؟ قَالَ: ((إِنْ خَشِیتَ أَنْ یَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّیْفِ ، فَأَلْقِ طَائِفَةَ رِدَائِكَ عَلَی وَجْهِكَ یَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ)) . فَقُلْتُ: أَفَلَا أَحْمِلُ السِّلَاحَ؟ فَقَالَ: ((إِذًا تَشْرَكُهُ)) .

تخریج الحدیث صحیح ابن حبان (الموارد) 460، مسند احمد (الفتح الربانی) 24/ 14، مستدرك حاكم : 4/ 423، 424، 2/ 57، حلیة الأولیاء، ابونعیم : 8/ 2، سنن ابوداؤد : 4261۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمایا: اے ابوذر! تو کیسے کرے گا جب لوگ بھوکے ہوں گے۔ یہاں تک کہ تو طاقت نہ رکھے گا کہ اپنے بستر سے اپنی مسجد کی طرف اور اپنی مسجد سے اپنے بستر کی طرف کھڑا ہو سکے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک دامنی اختیار کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیسے کرے گا، جب لوگ مر جائیں گے، یہاں تک کہ گھر نوکر کے ساتھ ہوگا؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیسے عمل کرے گا، جب لوگ باہم لڑائی کریں گے حتی کہ بھیڑیئے کا بل پہچانا جائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو آنا جس سے تو ہے۔ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھ پر آیا گیا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے اگر مجھ پر آیا گیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر تو ڈرے کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب آجائے گی تو اپنی چادر کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا، وہ تیرے گناہ اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔ میں نے کہا کہ کیا میں اسلحہ نہ اٹھاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو اس کا شریک بن جائے گا۔

شرح الحدیث (1)......فتنوں کے زمانے میں ایک مومن کو کس محتاط انداز سے زندگی گزارنی چاہیے۔ اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے قصے میں ہے کہ جب ایک نے، جس کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ دوسرے کو قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا:

﴿ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ﴾ (المائدہ: 28)

''اگر تو نے اپنا ہاتھ میری طرف اس لیے بڑھایا کہ مجھے قتل کرے تو میں ہرگز اپنا ہاتھ تیری طرف اس لیے بڑھانے والا نہیں کہ تجھے قتل کروں۔''

یعنی میں تمہیں قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تمہاری طرف نہیں بڑھاؤں گا، اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ اٹھاؤں تو الگ بات ہے، کیوں کہ اپنا دفاع تو ضروری ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع بھی ہے۔ (قرطبی)

(2)...... اگر مقتول بھی اپنے قاتل کو قتل کرنے کے پیچھے لگا ہوا ہو تو ایسی صورت میں دونوں جہنمی ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ احنف بن قیس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو قاتل ہے۔ مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا: اس لیے کہ وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر حریص تھا۔ [1]

(3)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو وہی نصیحت فرمائی جو آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے قاتل بھائی سے کہا تھا:

﴿ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ ﴾ (المائدہ: 29)

''میں تو چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اور اپنا گناہ لے کر لوٹے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مؤقف

[261]...... نَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ بِالْبَابِ قَدْ حَاصَرُوهُ،

[1] صحیح بخاری، الإیمان: 312.

فَقَالَ: اخْتَرْ إِحْدَى ثَلَاثٍ ، إِمَّا أَنْ يُحْرَقَ لَكَ بَابٌ سِوَى الْبَابِ الَّذِى هُمْ عَلَيْهِ فَتَخْرُجَ ، ثُمَّ تَقْعُدَ عَلَى رَاحِلَتِكَ فَتَلْحَق بِمَكَّةَ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّوكَ وَأَنْتَ بِهَا ، وَإِمَّا أَنْ تَقْعُدَ عَلَى رَاحِلَتِكَ فَتَلْحَقَ بِالشَّامِ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ ، وَإِمَّا أَنْ تَخْرُجَ بِمَنْ مَعَكَ فَإِنَّ مَعَكَ عَدَدًا وَقُوَّةً تُقَاتِلُ فَإِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: أَمَّا قَوْلُكَ: أَنْ أَخْرُجَ عَلَى رَاحِلَتِي حَتَّى أَلْحَقَ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَسْتَحِلُّونِي فَأَنَا بِهَا ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَلْحَقُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ)) فَلَنْ أَكُونَ إِيَّاهُ ، وَأَمَّا قَوْلُكَ: أَنْ أَقْعُدَ عَلَى رَاحِلَتِي فَأَلْحَقَ بِالشَّامِ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ ، فَلَنْ أُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِي وَمُجَاوَرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا ، وَأَمَّا قَوْلُكَ: اخْرُجْ بِمَنْ مَعَكَ فَلَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ خَالَفَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِهَرَاقَةِ مِلْءِ مِحْجَمَةٍ مِنْ دَمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ .

تخريج الحديث مسند أحمد : 1/ 67، مجمع الزوائد : 270/3۔ علامہ ہیثمی اور شیخ شعیب نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحديث محمد بن عبد الملک نے بیان کیا کہ بے شک مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے اور وہ دروازے کے پاس تھے، (بلوائیوں نے) ان کا محاصرہ کر رکھا تھا تو (مغیرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کریں، یا تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لیے اس دروازے کے علاوہ جس پر وہ (بلوائی) ہیں، ایک اور دروازہ جلا دیا جائے تو آپ نکل جانا، پھر اپنی سواری پر بیٹھنا اور مکہ چلے جانا، وہ آپ کو جب کہ آپ وہاں ہوں گے ہرگز شیریں محسوس نہ کریں گے اور یا آپ اپنی سواری پر بیٹھیں اور شام چلے جائیں۔ بے شک وہ اہل شام ہیں اور ان میں معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یا آپ جو آپ کے ساتھ ہیں، انہیں لے کر نکلیں، یقیناً آپ کے ساتھ بڑی تعداد اور قوت ہوگی، آپ لڑائی کریں، آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رہی تیری یہ بات کہ میں اپنی سواری پر نکلوں یہاں تک کہ مکہ پہنچ جاؤں تو بے شک وہ، مجھے جب کہ میں وہاں ہوا، ہرگز شیریں نہ سمجھیں گے، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قریش کا ایک آدمی مکے میں الحاد کرے گا، اس پر جہان کا عذاب بہایا جائے گا، سو میں ہرگز وہی نہیں ہوں گا، رہی تیری یہ بات کہ میں اپنی سواری پر بیٹھوں اور شام چلا جاؤں، بے شک وہ اہل شام ہیں اور ان میں معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں تو میں ہرگز

اپنے دار الہجرت کو اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے پڑوس کو نہیں چھوڑوں گا اور رہی تیری یہ بات کہ میں ان کو جو میرے ساتھ ہیں، لے کر نکلوں، تو میں ہرگز وہ پہلا نہ ہوں گا جو رسول اللہ ﷺ کی، ناحق خون بہانے سے شیشی بھر کر، مخالفت کرے۔

شرح الحدیث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی تجاویز کو اگرچہ وہ خیر خواہی پر مبنی تھیں، درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور ان ترجیحات کو ذکر کیا جو اوپر ذکر ہوئی ہیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

انہوں نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا، لیکن کسی آتش فتنہ کو ہوا دی اور نہ اقتدار کی خاطر کسی کو خون بہانے کا موقع فراہم کیا۔ رضی اللہ ورضوا عنه

فتنوں سے کیسے بچیں؟

[262]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِی بُرْدَةَ بْنِ أَبِی مُوسَى ، قَالَ: مَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ ، فَإِذَا فُسْطَاطٌ وخِبَاءٌ ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَـذَا؟ فَقِيلَ لِمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ . فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، أَلَا تَخْرُجُ إِلَى النَّاسِ فَإِنَّكَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ بِمَكَانٍ يُسْمَعُ مِنْكَ ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ وَفُرْقَةٌ ، فَاضْرِبْ بِسَيفِكَ عُرْضَ أَوْ عُرْضَ أُحُدٍ ، واكْسِرْ نَبْلَكَ ، واقْطَعْ واتْرُكْ واقْعُدْ فِی بَيْتِكَ)) ، قَالَ: فَقَدْ فَعَلْتُ مَا أَمَرَنِی ، وَإِذَا سَيْفٌ مُعَلَّقٌ بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ ، فَأَنْزَلَهُ فَسَلَّهُ ، فَإِذَا سَيْفٌ مِنْ خَشَبٍ ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ بِسَيفِی مَا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهَذَا أَعُدُّهُ أُهِيبُ بِهِ النَّاسَ

تخریج الحدیث مسند أحمد : 1/ 67، سنن ابن ماجه : 3962۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ترجمة الحدیث ابو بردہ بن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم ”ربذہ“ سے گزرے تو اچانک ایک ڈیرہ اور خیمہ تھا، ہم نے کہا کہ یہ کس کا ہے؟ کہا گیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میں ان کے پاس داخل ہوا اور کہا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ لوگوں کی طرف کیوں نہیں نکلتے، یقیناً آپ اس معاملے میں ایسے مرتبے پر ہیں کہ آپ کی بات سنی جائے گی، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بات یہ ہے کہ عن قریب فتنہ اور افتراق

ہوگا تو تم اپنی تلوار کو احد کی چوڑائی پر مارنا اور اپنے تیر کو توڑ دینا اور اپنی تانت کو کاٹ دینا اور اپنے گھر میں بیٹھ جانا۔ کہا کہ میں نے وہی کیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا اور اچانک ایک تلوار خیمے کے ستون سے بندھی تھی، انہوں نے اسے سونت لیا اور ناگہاں ایک تلوار لکڑی کی تھی، پھر کہا: میں نے یقیناً اپنی تلوار کے ساتھ وہی کیا جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اسے میں نے تیار کیا ہے، اس کے ساتھ لوگوں کو ڈراتا ہوں۔

شرح الحديث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حالات ناگفتہ بہ ہو گئے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جن کی اسلام کے لیے عظیم خدمات تھیں۔ کعب بن اشرف یہودی سردار کو انہیں نے قتل کیا تھا۔ فتنوں اور افتراق کے وقت میں انہیں میدان میں آنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے اپنا وہی عذر پیش کیا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

[263]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا ، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا ، يَبِيعُ خَلَاقَهُمْ فِيهَا بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا يَسِيرٍ أَوْ بِعَرَضِ الدُّنْيَا)) .

تخريج الحديث صحيح مسلم : 118، مستدرك حاكم : 3/ 531، مسند أحمد (الفتح الرباني) 24/ 17، مجمع الزوائد، هيثمى : 7/ 309 .

ترجمة الحديث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت سے پہلے ایسے فتنے ہوں گے، گویا وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں، آدمی ان میں صبح مومن ہوگا اور شام کافر اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر، لوگ اپنا حصہ (دین) دنیا کے معمولی سامان کے بدلے بیچ دیں گے یا (فرمایا) دنیا کے سامان کے بدلے۔

شرح الحديث دین فروشی اور دین کے بدلے دنیا کے مال و منال کا حصول یقیناً بہت بڑا فتنہ ہے۔ قرب قیامت ایسے حالات پیدا ہوجائیں گے، بلکہ بقول جناب حسن انہوں نے ایسے لوگ دیکھے بھی، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

[264]...... قَالَ الْحَسَنُ: فَقَدْ وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ، رَأَيْنَاهُمْ صُوَرًا وَلَا عُقُولَ ، وَأَجْسَامًا وَلَا أَحْلَامَ ، فَرَاشَ نَارٍ ، وَذِبَّانَ طَمَعٍ ، يَغْدُونَ بِدِرْهَمَيْنِ ، وَيَرُوحُونَ بِدِرْهَمَيْنِ ، يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِثَمَنِ عَنْزٍ .

تخریج الحدیث مسند احمد : 18404۔ شیخ شعیب نے اسے ”صحیح لغیرہ“ کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث حسن نے کہا کہ یقیناً اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود و برحق نہیں، ہم نے ان کو دیکھا، شکلیں ہیں، عقلیں نہیں ہیں، جسم ہیں، فہم وشعور نہیں ہے۔ آگ کے پتنگے ہیں، طمع و لالچ کی مکھیاں ہیں، صبح نکلتے ہیں دو درہموں کے ساتھ اور لوٹتے ہیں دو درہموں کے ساتھ، ان میں سے کوئی ایک بکری کی قیمت کے بدلے اپنا دین بیچ ڈالتا ہے۔

اہل بدعت جامِ کوثر سے محروم

[265]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ ، يَذْكُرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ ، وَهُوَ يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ ، قَالَتْ وَهِيَ تَمْتَشِطُ ، فَقَالَتْ لِلَّتِي تُمَشِّطُهَا: وَيْحَكِ لُفِّي رَأْسِي ، قَالَتْ: إِنَّمَا يَدْعُو النَّاسَ ، قَالَتْ: أَوَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ؟ فَلَفَّتْ رَأْسَهَا ، فَقَامَتْ وَرَاءَ حُجْرَتِهَا فَسَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا عَلَى الْحَوْضِ إِذْ مُرَّ بِكُمْ زُمَرًا ، فَتَذْهَبُ بِكُمُ الطُّرُقُ ، فَنَادَيْتُكُمْ أَلَا هَلُمُّوا إِلَى الطَّرِيقِ ، فَنَادَانِي مُنَادٍ مِنْ وَرَائِي: إِنَّهُمْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ ، فَقُلْتُ: أَلَا سُحْقًا ، أَلَا سُحْقًا)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم ، الفضائل : 29۔ 15/ 56 .

ترجمۃ الحدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک ایک روز انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! کہا کہ اور وہ کنگھی کروا رہی تھیں تو اس عورت سے جو ان کی کنگھی کر رہی تھیں، کہا تجھ، پر افسوس، میرا سر چھوڑ دے، وہ بولی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض لوگوں کو بلا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ کیا ہم لوگوں میں سے نہیں ہیں، سو انہوں نے اپنا سر لپیٹا اور اپنے حجرے کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے لوگو! بے شک میں اس دوران کے حوض پر ہوں گا، جب تمہیں کئی گروہوں کی صورت گزارا جائے گا، تو تمہیں اور راستوں پر لے جایا جائے گا، میں تمہیں آواز دوں گا، سنو! اس راستے کی طرف آؤ، تو ایک منادی میرے پیچھے سے آواز دے گا، بے شک انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (دین) بدل دیا تھا، میں کہوں گا: خبردار! دوری ہے۔ دوری ہے۔

شرح الحدیث بدعت اور دین کے اندر نئی ایجادات، ذکر کے جدید طریقے اور مخصوص اوقات کے

نوافل اور روزے جو شریعت سے ثابت نہیں۔ یہ ان بڑے فتنوں میں سے ہیں کہ ایسے لوگ روز جزا رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے جام کوثر سے محروم رہیں گے اور اس وقت آپ ﷺ کے غضب کا شکار ہوں گے۔ العیاذ باللہ

مشاجرات میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مؤقف

[266]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بن عمرو بن عثمان أن محمد بن ابی عبد الرحمٰن بن لبية أخبره أن عمر بن سعد ذَهَبَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ بِالْعَقِيقِ فِی أَرْضٍ لَهُ مُعْتَزِلٍ ، فَقَالَ: يَا أَبَتَاهُ ، لَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ غَيْرُكَ ، وَلَا مِنْ أَهْلِ الشُّورَى غَيْرُكَ ، فَلَوْ أَنَّكَ ابْتَغَيْتَ بِنَفْسِكَ نَصَبْتَهَا لِلنَّاسِ مَا اخْتَلَفَ عَلَيْكَ اثْنَان ، فَقَالَ: لِهَذَا جِئْتَ؟ أَیْ بُنَیَّ ، أَفَعَمِدْتَ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْ أَحْكِی إِلَّا مِثْلَ طَمَی الدَّابَّةِ ، ثُمَّ أَخْرُجُ فَأَضْرِبُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ؟ إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ خَيْرَ الرِّزْقِ مَا يَكْفِی ، وَخَيْرَ الذِّكْرِ الْخَفِیُّ)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم، الزهد : 18/ 100، رقم : 11، صحيح ابن حبان : 2/ 125 (الموارد) 577، مسند أحمد (الفتح الربانی) : 19/ 125، المقاصد الحسنة، سخاوی : 206.

ترجمة الحدیث محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن لبیبہ نے بیان کیا کہ بے شک عمر بن سعد اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا، جو عقیق میں اپنی علیحدہ زمین پر موجود تھے اور کہا: اے ابا جان! اصحاب بدر اور اہل شوریٰ میں سے آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اگر بے شک آپ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو اٹھائیں اور لوگوں کے لیے خود کو کھڑا کریں، تو دو آدمی بھی آپ پر اختلاف نہیں کریں گے، انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں اس کا جواب دوں گا، میں بیٹھا رہا، یہاں تک کہ جب میری زندگی چوپائے کے تیزی سے گزرنے جتنی رہ گئی ہے، پھر میں نکلوں اور محمد ﷺ کی امت کے بعض کو بعض سے لڑا دوں۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے: یقیناً بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے اور سب سے بہتر ذکر، مخفی ہے۔

شرح الحدیث شہادت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے بعد، جس طرح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ آئے، جیسا کہ حدیث نمبر 262 میں ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا بیٹا آیا اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں، جب وہ آرہا تھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے آتا دیکھ کر فرمایا: ''میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' ان کے بیٹے

عمر نے اترتے ہی کہا کہ آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں میں کیوں آ گئے اور لوگوں کو بادشاہت کی چھینا جھپٹی میں چھوڑ دیا؟ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر مارا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو متقی، دل کا غنی اور پوشیدہ ہو۔ [1]

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا مؤقف

[267]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِی نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: قُلْنَا لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ، أَرَأْىٌ رَأَيْتُمُوهُ؟ فَإِنَّ الرَّأْیَ يُخْطِءُ وَيُصِيبُ، أَوْ عَهْدٌ عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: ((مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَی النَّاسِ كَافَّةً)).

تخریج الحدیث صحیح مسلم: 2779.

ترجمة الحدیث قیس بن عباد نے بیان کیا کہ ہم نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کا اپنی لڑائی کے بارے میں کیا خیال ہے، کیا یہ ایک رائے ہے جو آپ نے قائم کی ہے، بے شک رائے غلط بھی ہو سکتی ہے اور درست بھی یا کوئی عہد ہے جو عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: ایسی کسی چیز کا عہد ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا، جو باقی تمام لوگوں سے نہ کیا ہو۔

شرح الحدیث یعنی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ان باہمی جنگوں کا سبب اختلاف رائے قرار دیا۔ ملکی سیاست میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی آراء کا مختلف ہو جانا عین انسانی و بشری تقاضا ہے۔ ان مشاجرات کو ہوا دینا اور ان میں مذہبی رنگ پیدا کرنا جیسا کہ عصر حاضر کے کئی نام نہاد دانشوروں اور قلم کاروں نے کیا ہے اور ان نفوس قدسیہ کی شان بلند میں قدغن لگانے کی جسارت ہے۔ عدل و انصاف اور عقل سلیم کا تقاضا یہی ہے کہ ان حوادثات کو اس نظر سے دیکھا جائے جس انداز فکر سے خیر القرون میں دیکھا گیا۔ فتنہ گری کے نئے نئے زاویۂ فکر و نظر مت تراشے جائیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف

[268]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا مَعْمَرٌ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ

[1] مسلم مع شرحہ: 2/ 408.

جُـدْعَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا شَهِـدَ مَشْهَـدًا أَوْ أَشْـرَفَ عَـلَـى أَكَمَةٍ أَوْ هَبَطَ وَادِيًا ، قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ، فَقُلْتُ لِـرَجُـلٍ مِـنْ بَـنِـي يَشْـكُـرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى نَسْأَلَهُ عَنْ قَوْلِهِ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ ، فَقُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، رَأَيْنَاكَ إِذَا شَهِدْتَ مَشْهَدًا أَوْ أَشْرَفْتَ عَـلَـى أَكَمَةٍ قُلْتَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ، فَهَلْ عَهِدَ إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فِي ذٰلِكَ؟ فَأَعْرَضَ عَنَّا ، وَأَلْحَحْنَا عَلَيْهِ ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَى النَّاسِ ، وَلٰكِنَّ النَّاسَ وَثَبُوا عَلَى عُثْمَانَ فَقَتَلُوهُ ، وَكَانَ غَيْرِي فِيهِ أَسْوَأَ حَالًا وَأَسْوَأَ فِعْلًا مِنِّي ، ثُمَّ رَأَيْتُ أَنِّي أَحَقُّهُمْ بِهَا فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا ، فَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَخْطَأْنَا أَوْ أَصَبْنَا)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد : 1207۔ شیخ شعیب نے اسے ''علی بن جدعان'' راوی کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث قیس بن عباد نے کہا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، وہ جب بھی کسی اجتماع گاہ میں حاضر ہوتے، یا کسی ٹیلے پر چڑھتے، یا کسی وادی میں اترتے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے۔ میں نے بنو یشکر کے ایک آدمی سے کہا کہ ہمارے ساتھ امیر المؤمنین کی طرف چل۔ یہاں تک کہ ہم ان سے ان کے قول، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا کہ متعلق سوال کریں، سو ہم ان کی طرف چلے اور کہا: اے امیر المؤمنین! ہم نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ جب بھی کسی اجتماع گاہ میں حاضر ہوتے ہیں یا کسی ٹیلے پر چڑھتے ہیں تو کہتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، کیا اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا عہد لیا ہے؟ تو انہوں نے اعراض کر لیا اور ہم نے ان پر اصرار کیا تو فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کسی چیز کا عہد نہیں لیا، سوائے اس چیز کے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے عہد لیا، لیکن لوگ عثمان رضی اللہ عنہ پر کود پڑے اور انہیں شہید کر دیا اور میرے علاوہ اس (خلافت) کے بارے، میری نسبت زیادہ ابتر حالت اور برے کام والا تھا، میں نے سمجھا کہ بے شک میں ہی ان کی نسبت اس کا زیادہ حق دار ہوں، پس میں اس پر براجمان ہو گیا، اللہ زیادہ جانتا ہے کہ ہم نے خطا کھائی یا درستی کو پہنچے۔

شرح الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہاں واضح فرما دیا کہ ان کا مسند خلافت پر متمکن ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی وصیت یا عہد و پیمان کے سبب نہ تھا، بلکہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد سے تھا، لہٰذا جو لوگ انہیں وصی رسول اللہ اور خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا فصل وغیرہ کے القاب دیتے ہیں، وہ انتہا درجہ کے مغالطے کا

شکار ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود ان چیزوں کا انکار کر رہے ہیں ؏

الناس یقرون وصلا بلیلی
ولیلی لا تقر بذاکا

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مؤقف

[269]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، نَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ مَوْلَی ثَعْلَبَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَنْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: أَمَا إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ ((رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ شَتْمِ الْهَلْكَى، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ؟)).

تخریج الحدیث مسند أحمد: 19288، حلية الأولياء، ابو نعيم: 7/ 236، مجمع الزوائد، هيثمی: 8/ 76۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث قطبہ بن مالک نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: علی بن ابی طالب کون ہیں؟ تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: سنیں! یقیناً آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت شدگان کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے تو آپ علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کیوں کہہ رہے ہیں، حالاں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

شرح الحدیث اجتہادی خطا اور اختلاف رائے سے فریقین نے ایک دوسرے کے بارے سخت الفاظ اور درشت کلمات کا تبادلہ کیا۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حدیث پاک یاد دلائی تو وہ فوراً خاموش ہو گئے۔ اس سے آگے ایک لفظ بھی نہیں کہا، شان صحابہ رضی اللہ عنہم یہی ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو ادھر گردن جھکائی ہو

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور محبت عمر رضی اللہ عنہ

[270]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أنبأ عُمَرُ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي

مِـنْ وَرَائِـي ، فَـالْتَـفَـتُّ ، فَـإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ ، وَقَالَ: مَا خَـلَّـفْـتُ أَحَـدًا أَحَـبَّ إِلَـيَّ أَنْ أَلْـقَـى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَـجْـعَـلُكَ الـلّٰـهُ مَـعَ صَاحِبَيْكَ ، وذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكْثِرُ أَنْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((ذَهَبْـتُ أَنَـا وَأَبُـو بَـكْـرٍ وَعُمَرُ ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَجْعَلُكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا)).

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 98، مستدرك حاكم : 3/ 68۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تدفین سے قبل ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو لوگوں نے اسے گھیر لیا اور دعائیں کرنے لگے، میں بھی ان کے ساتھ تھا: مجھے صرف ایک آدمی نے گھبراہٹ میں ڈالا، جس نے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑ رکھا تھا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: آپ نے اپنے پیچھے ایسا کوئی نہیں چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ پسند ہو کہ میں اس کے عمل کی مثل عمل کے ساتھ اللہ سے ملوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بارہا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ گئے، میں داخل ہوا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، میں نکلا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔ سو میرا یقین ہے کہ اللہ آپ کو ضرور ان دونوں کے ساتھ کر دے گا۔

شرح الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی ان کے فضائل کے معترف تھے اور بعد از وفات بھی اپنے دلی جذبات کا کھل کر اظہار فرمایا۔ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی چھ رکنی شوریٰ کے اہم رکن تھے۔ جو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرتے، عقیدت رکھتے اور ان کا نام جپتے ہیں انہیں بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے مناقب کا اعتراف کر کے اپنے آپ کو سچے شیعان علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنا چاہیے۔ هداهم اللّٰه تعالیٰ .

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کا موقف

[271]...... حَـدَّثَـنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْـجَـوْنِيِّ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ ، قَالَ: قُلْتُ لِجُنْدَبٍ: إِنِّي بَايَعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى أَنْ أُقَاتِلَ أَهْـلَ الشَّـامِ ، قَـالَ: لَعَلَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَقُولَ: قَالَ لِي جُنْدَبٌ ، وَقَالَ لِي جُنْدَبٌ؟ فَقُلْتُ: لَا

إِنَّمَا اسْتَفْتَيْتُكَ لِنَفْسِي ، قَالَ: افْتَدِ بِمَالِكَ ، فَقَالَ: لا يُقْبَلُ مِنِّي ، فَقَالَ جُنْدَبٌ: إِنِّي كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غُلامًا حَزْوَرًا ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي فُلانٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: ((يَجِيءُ الْمَقْتُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ ، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ ، قَتَلَنِي هَذَا . فَيَقُولُ اللّٰهُ: فِيمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ: فِي مُلْكِ فُلان ، فَاتَّقِ أَلَّا تَكُونَ ذَلِكَ الرَّجُلَ)) .

تخریج الحدیث مسند احمد : 23165۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث ابوعمران جونی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے جندب رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ میں اہل شام سے قتال کروں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ شاید تو یہ چاہتا ہے کہ تو کہتا پھرے: جندب نے مجھے یہ کہا ہے، جندب نے مجھے یہ کہا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں، میں بس آپ سے فتویٰ پوچھ رہا ہوں، آپ ضرور مجھے فتویٰ دیں، انہوں نے فرمایا کہ اپنے مال کے بدلے فدیہ دے دے۔ میں نے کہا کہ وہ مجھ سے قبول نہیں کیا جائے گا، جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک طاقت ور نوجوان تھا اور مجھے فلاں (صحابی) نے بیان کیا کہ یقیناً اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: قیامت والے دن مقتول، قاتل سے چمٹا ہوا آئے گا اور کہے گا: یا رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ اس سے کہے گا، کس وجہ سے اسے قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ فلاں کی بادشاہت کے لیے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم وہ شخص نہ بنو۔''

شرح الحدیث سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید سے اختلاف کیا اور باشندگان مکہ وحجاز نے ان کا ساتھ دیا۔ بیعت اس لیے رہ گئی کہ یزید نے یہ شرط لگا دی تھی کہ قید ہو کر ان کے حضور میں حاضر ہوں، اس وجہ سے پھر باہم جنگ برپا ہوئی۔ [1]

ابوعمران جونی نے اسی جنگ کے بارے سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا جس پر انہوں نے مذکورہ بالا حدیث پاک بیان فرمائی۔

فتنہ صرف مسلمان کا قتل ہے

[272]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا حَرَجَ إِلَّا فِي قَتْلِ الْمُسْلِمِ ، ثَلاثًا)) .

[1] فضائل صحابہ واہل بیت اور مسائل وواقعات محرم الحرام، ص : 162 .

تخريج الحديث المعجم الأوسط طبرانی : 8148.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرج صرف مسلمان کے قتل میں ہے، یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

شرح الحديث بلاوجہ قتل انسانیت بھی بری چیز ہے۔ لیکن قتل مسلم بہت بڑا گناہ اور حرج ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَلِدًا فِيهَا﴾ (النساء : 93)

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔''

[273]...... وَقَالَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ تَابَعُونِي إِلَّا رَجُلٌ لَمْ يُسَدَّدْ سُلْطَانِي إِلَّا بِهِ مَا قَتَلْتُهُ)).

ترجمة الحديث اور ابن حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بے شک سب لوگ میری بیعت کر لیں، سوائے ایک آدمی کے، میری سلطنت اس کے بغیر درست نہ ہوتی ہو تو میں اس (بیعت) کو قبول نہ کروں گا۔

شرح الحديث ابن حنیفہ، یہ محمد ابن حنیفہ ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ صرف ایک اہم آدمی بھی بیعت نہ کرے گا، تو میں اس کا خون نہ بہاؤں گا، بلکہ ایسی بیعت کو ہی ترک کر دوں گا۔ واللہ اعلم

[274]...... حَدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ أَوْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ النَّاسَ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ كَانُوا هَكَذَا فَشَبَّكَ بَيْنَ أَنَامِلِهِ))، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: فَكَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: ((الْزَمْ بَيْتَكَ، وَأَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ مَا تَعْرِفُ، وَذَرْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَذَرْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ)).

تخريج الحديث سنن أبوداؤد : 4343۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اسی دوران ہم نبی

اکرم ﷺ کے ارد گرد تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے فتنے کا ذکر کیا یا آپ ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو لوگوں کو دیکھے کہ ان کے عہد و پیمان کھوٹے ہو گئے ہیں اور ان کی امانتیں ہلکی ہوگئی ہیں اور وہ اس طرح ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کے پوروں کے درمیان تشبیک دی۔ تو میں آپ ﷺ کی طرف کھڑا ہوا اور گویا ہوا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اس وقت میں کیسے کروں اللہ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر کو لازم کر لے، اپنے اوپر اپنی زبان کو روک لے، پکڑ جسے تو پہچانتا ہے اور چھوڑ دے جس کا تو انکار کرتا ہے، تجھ پر خاص اپنی جان کا معاملہ لازم ہے اور اپنے آپ سے عوام کا معاملہ چھوڑ دے۔

شرح الحدیث حدیث میں فتنوں سے محفوظ رہنے کے طریقے بتائے گئے ہیں، جن کا مقتضی یہ ہے کہ جتنا پیچھے رہیں گے اور اپنے آپ کو معاملات میں گھرنے سے بچائیں گے اتنے ہی محفوظ و مامون رہیں گے۔ جیسا کہ حدیث نمبر (279) میں آرہا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مؤقف

[275]...... حَـدَّثَنَا جَدِّي، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ، قَـالَ: لَـقِـيَ الْـخَيْفُ بْـنُ السَّجَقِ، حُبَيْسَ بْنَ دُلْجَةَ، فِي أَهْلِ الشَّامِ بِالرَّبَذَةِ، فَقَاتَلَهُمْ فَهَـزَمَهُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، مَا يُبْطِءُ بِكَ عَنِ ابْنِ الـزُّبَيْـرِ، أَلَـمْ يَـكُـنْ أَخَاكَ قَدِيمًا، فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَبْطَئُوا عَنْهُ لِإِبْطَائِكَ؟ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَضَـعَ يَدَهُ فِي قِفِّهِ، وَهَلْ تَدْرِي مَا قِفُّهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَلَمْ تَرَ الْمَرْأَةَ تُرْضِعُ وَلَدَهَا حَتَّى إِذَا رَوِيَ أَوْ شَبِـعَ، سَـلَخَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي فِيهِ، قَالَتْ أُمُّهُ: قِفِّهِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَكُونَنَّ مِثْلَ الْـحَـمَـلِ الـرَّدَاحِ، قَالَ: وَهَلْ تَدْرِي مَا الْحَمَلُ الرَّدَاحُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: هُوَ الْبَعِيرُ يَخْلُو فَيَبْـرُكُ وَلَا يَبْـرَحُ مَبْرَكَهُ حَتَّى يُنْحَرَ فِيهِ، فَإِنِّي مِثْلُ ذَلِكَ الْحَمَلِ أَلْزَمُ بَيْتِي حَتَّى مَا يَأْتِينِي مَـنْ يَـنْـحَـرُنِـي فِيهِ، أَوْ يَجْتَمِعُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ، فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى كَثَبٍ فِي صَالِحِ جَـمَـاعَتِهِـمْ فَـإِنِ اقْتَرَفُوا لَمْ أُجَامِعْهُمْ عَلَى فُرْقَتِهِمْ، وَلَا أَعْمَلُ عَلَى رَجُلَيْنِ بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً إِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَنْهَا يَوْمَ الْـقِيَـامَةِ أَقَامَ اللّٰهُ فِيهِمْ أَمْ أَضَاعَهُ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُسْأَلُ عَنْ أَهْلِهِ أَقَامَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ

أَضَاعَهُ)).

تخریج الحدیث مجمع الزوائد : 207/5، فتح الباری : 113/13 .

ترجمة الحدیث ہارون بن سعد نے بیان کیا کہ حنیف بن سحق ربذہ مقام پر اہل شام کے ابن دلجہ کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوا، ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دے دی۔ پھر حنیف مدینے میں داخل ہوا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور کہا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہما! کون سی چیز آپ کو ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے پیچھے رکھتی ہے، کیا آپ ان کے پرانے زمانے سے بھائی نہیں ہیں، یقیناً لوگ آپ کی تاخیر کی وجہ سے، ان سے پیچھے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور تحقیق اس نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں رکھا اور کہا، کیا تو جانتا ہے کہ اس کے منہ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب کیا ہے؟ کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تم نے عورت کو نہیں دیکھا جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، یہاں تک کہ جب وہ سیراب ہوجاتا ہے یا سیر ہوجاتا ہے تو بے مزہ ہوجاتا ہے اور اپنا ہاتھ اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے تو اس کی ماں کہتی ہے کہ میں نے ہاتھ منہ میں رکھ لیا ہے اور بے شک میں اللہ کی قسم! میں ضرور بھاری وزن والے اونٹ کی طرح ہو جاؤں گا اور کیا تم جانتے ہو کہ بھاری وزن والا اونٹ کیا ہے؟ کہا کہ نہیں: فرمایا: وہ اونٹ ہے جو علیحدہ ہوجاتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے اور ہمیشہ اپنی اسی بیٹھنے کی جگہ پر رہتا ہے، یہاں تک کہ وہاں ذبح کر دیا جاتا ہے تو میں بھی اس اونٹ کی مثل ہوں۔ میں اپنے گھر کو لازم کرلوں گا، یہاں تک کہ میرے پاس وہ آئے جو مجھے اس میں ذبح کر دے یا لوگ ایک آدمی پر اکٹھے ہوجائیں۔ اگر انہوں نے اپنی نیک جماعتوں میں قرب پر اکٹھ کرلیا (تو درست) اور اگر وہ افتراق و انتشار کریں گے تو میں ان کے افتراق میں ان کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوں گا اور نہ میں دو آدمیوں پر عمل (بیعت) کروں گا، اس کے بعد کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی بھی آدمی کہ جسے اللہ نے کسی رعیت کی نگرانی سونپی تو قیامت والے دن اس سے اس کے بارے ضرور سوال کرے گا، آیا ان میں اللہ کا حکم قائم کیا یا اسے ضائع کر دیا، یہاں تک کہ بے شک آدمی سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان میں اللہ کا حکم قائم کیا یا اسے ضائع کر دیا۔''

شرح الحدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیعت سے پیچھے رہنے کی وجہ بیان کی کہ دو حکمرانوں کی بیعت لی جا رہی ہے۔ جب تک کہ ایک آدمی پر سب جمع نہ ہوجائیں، میں بیعت نہیں کروں گا اور حدیث بیان کی جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

[276]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا شُعْبَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ

حِرَاشٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا فِی جِنَازَةِ حُذَیْفَةَ ، یَقُولُ: سَمِعْتُ صَاحِبَ هَذَا السَّرِیرِ ، یَقُولُ: مَا بِی بَأْسٌ بِمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، ((وَلَئِنِ اقْتَتَلْتُمْ لَأَدْخُلَنَّ بَیْتِی ، فَلَئِنْ دَخَلَ عَلَیَّ لَأَقُولَنَّ: أَبُوهَا ، بُؤْ بِإِثْمِی وَإِثْمِكَ)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد : 23307، مجمع الزوائد، هیثمی : 7/ 301۔ علامہ ہیثمی اور شیخ شعیب نے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ایک کے کہ وہ راوی مبہم ہے۔

ترجمة الحدیث ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس چارپائی والے کو سنا، وہ کہہ رہا تھا، مجھے کوئی حرج نہیں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، البتہ اگر تم لڑو گے تو میں ضرور اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں گا اور البتہ اگر مجھے پر داخل ہوا گیا تو میں ضرور کہوں گا کہ آؤ اور لوٹ میرے گناہ کے ساتھ اور اپنے گناہ کے ساتھ۔

شرح الحدیث یہ وہی تعلیم ہے جو فتنوں سے محفوظ رہنے کے متعلق سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمائی گئی جیسا کہ حدیث نمبر (260) میں گزر چکا ہے۔

[277]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَسِیدِ بْنِ الْمُتَشَمِّسِ بْنِ مُعَاوِیَةَ ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ أَبِی مُوسَی أَصْبَهَانَ ، فَمَا لَبِثَ أَنْ فَتَحَهَا ، ثُمَّ لَمْ یَلْبَثْ أَنْ رَجَعَ وَرَجَعْنَا مَعَهُ ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا وَكَانَ جَارًا فِیهِ عُقَیْلٌ ، فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ یُنْزِلُ لِینَتَهُ؟ فَقُمْتُ إِلَیْهَا فَأَنْزَلْتُهَا ، فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِیثًا كَانَ یُحَدِّثُنَاهُ مُحَمَّدٌ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلَی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ الْهَرْجَ)) ، فَقُلْنَا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ)) ، قُلْنَا: أَكْثَرُ مِمَّا نَقْتُلُ كُلَّ عَامٍ مِنَ الْكُفَّارِ ، إِنَّا لَنَقْتُلُ فِی الْوَاحِدِ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِقَتْلِكُمُ الْكُفَّارَ ، وَلَكِنْ قَتْلٌ یَكُونُ سِلْمًا مَعْشَرَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَتَّی یَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ ، وَابْنَ عَمِّهِ ، وَیَقْتُلَ أَخَاهُ ، وَیَقْتُلَ أَبَاهُ)) ، قَالَ: فَأَبْلَسْنَا حَتَّی مَا یُبْدِی أَحَدٌ كَاحِلَهُ ، فَنَظَرَ بَعْضُنَا إِلَی بَعْضٍ ، وَقُلْنَا: كَیْفَ یَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَّا جَارَهُ ، وَابْنَ عَمِّهِ ، وَأَبَاهُ لِلْمَوَدَّةِ الَّتِی جَعَلَ اللّٰهُ فِی قُلُوبِنَا یَوْمَئِذٍ ، وَعَلِمْنَا أَنَّ صَاحِبَنَا لَمْ یَعْدُ بِنَا ، فَقُلْنَا: أَرَأَیْتَ عُقُولَنَا الْیَوْمَ ، أَهِیَ مَعَنَا یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((لَا وَاللّٰهِ لَیَنْزِعُ عُقُولًا كَأَهْلِ ذَلِكَ الزَّمَانِ وَكُلِّفَ لَهُ هُنَا مِنَ النَّاسِ ، نَحْسَبُ أَكْثَرَهُمْ أَنَّهُمْ

عَـلَى شَيْءٍ وَلَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ ، وَايْمُ اللّٰهِ ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يُدْرِكَنِي وَإِيَّاكُمْ ، وَايْمُ اللّٰهِ ، لَـئِنْ أَدْرَكَنِي مَا أَعْلَمُ لِي وَلَكُمْ مِنْهَا مَخْرَجًا فِيمَا عَهِدَ إِلَيْنَا ﷺ إِلَّا أَنْ نَخْرُجَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْنَاهَا)) . قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: أَيْ سَالِمِينَ .

تخریج الحدیث سنن ابن ماجه : 3959، مسند احمد (الفتح الربانی) 24/ 10۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث اسید بن متشمس بن معاویہ کا بیان ہے کہ ہم نے ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اصبہان کی جنگ لڑی، تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے اسے فتح کر لیا، پھر وہ کچھ وقت کے بعد لوٹے اور ہم بھی ان کے ساتھ لوٹے، ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا اور اس میں عقیل پڑوسی تھا۔ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے کہا، کون اس کے تکیے کو اتارے گا؟ پس میں اس کی طرف کھڑا ہوا اور اتارا۔ انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کہ کیوں نہیں، اللہ آپ پر رحم فرمائے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا: بے شک قیامت سے پہلے ''هـرج'' ہوگا۔ ہم نے کہا کہ ''هـرج'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل و غارت۔ ہم نے کہا کہ ہر سال کفار کی اکثریت قتل کر دی جاتی ہے۔ بے شک ہم ایک سال میں اتنے اتنے کافر مار گراتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! تمہارا کافروں کو قتل کرنا وہ ''هرج'' نہیں ہے، بلکہ وہ قتل جو صلح ہوگا (مراد ہے) اے اہل اسلام کی جماعت! یہاں تک کہ آدمی اپنے پڑوسی، چچا زاد، اپنے بھائی اور اپنے باپ کو قتل کرے گا، کہا کہ ہم حیران و ششدر رہ گئے۔ یہاں تک کہ کوئی ایک اپنی آنکھ نہیں کھول رہا تھا، سو ہمارے بعض نے بعض کی طرف دیکھا اور ہم نے کہا: آدمی کیسے اپنے بھائی، چچا زاد اور باپ کو قتل کرے گا، اس محبت و مودت کی وجہ سے جو اس دن اللہ نے ہمارے دلوں میں ڈالی تھی اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے صاحب نے ہم سے جھوٹ نہیں بولا، ہم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال کہ جو آج ہماری عقلیں ہیں کیا یہ اس دن ہمارے ساتھ ہوں گی؟ فرمایا کہ ''نہیں، اللہ کی قسم! وہ (شیطان) ان کی عقلوں میں اس زمانے والوں کی طرح پھوٹ ڈال دے گا اور لوگ وہاں اسی کے مکلّف بنیں گے۔ ہم سمجھیں گے کہ بے شک وہ کس چیز پر ہیں اور وہ کسی چیز پر نہیں ہوں گے۔'' اور اللہ کی قسم! یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اور خاص تمہیں وہ (زمانہ) پا لے اور اللہ کی قسم! البتہ اگر مجھے اور خاص تمہیں اس (زمانے) نے پا لیا تو میں اپنے اور تمہارے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا، اس چیز میں جس کا ہم سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا، ہاں اس سے اس طرح نکل سکتے ہیں،

جس طرح کہ داخل ہوئے تھے کہا کہ حسن نے کہا کہ یعنی صلح جوئی کی حالت میں۔

شرح الحدیث (1)......سنن ابن ماجہ میں "ویخلف له هباء من الناس لا عقول لهم" کے الفاظ ہیں: یعنی ان کے جانشین بے وقعت اور بے عقل لوگ بنیں گے۔

(2)......قرب قیامت کے فتنوں میں سے ایک فتنہ قتل و غارت ہے۔ اس میں زیادہ خوف ناک بات یہ ہے کہ قتل و غارت مسلمانوں کی آپس میں ہوگی۔ اپنے قریب ترین رشتوں کی ناقدری کی انتہاء ہو جائے گی۔ جس کا سبب عقل و خرد کا فقدان قرار دیا گیا ہے۔ خود بھی عقل سے عاری اور بعد والے جانشین بھی ناخلف و ناہنجار۔

اذا كان رب البيت بالطبل ضاربا

فلا تلم الأولا دفيه على الرقص

"اگر گھر کا مالک ہی طبلہ و سارنگی کا رسیا ہو تو اولاد کو گھر میں رقص و سرود پر ملامت نہ کرو۔"

ایمان، مومن کی متاعِ گراں مایہ

[278]...... حَدَّثَنَا جَدِّي ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)) .

تخریج الحدیث صحيح بخاری : 19 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمانوں کا بہترین مال، بکریاں ہوں گی، وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے قطرات کے گرنے کی جگہوں پر ان کے پیچھے چلے گا، اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔

شرح الحدیث مومن کا سب سے قیمتی گوہر گراں مایہ اس کا ایمان ہے۔ فتنوں کے زمانے میں وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر سانس کی ڈوری کو جاری رکھنے کے لیے بکریوں سے بہتر کوئی چیز نہ پائے گا، اور انہیں لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں کا رخ کرے گا۔ وہ سب کچھ لٹا کر بھی ایمان بچائے گا۔

کرتی ہے دو عالم سے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے یہ لذت آشنائی

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مؤقف

[279]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ وَابِصَةَ الْأَسَدِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: إِنِّی لَبِالْكُوفَةِ فِی دَارِی إِذْ سَمِعْتُ عَلَى بَابِ الدَّارِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ ، فَلَجَ فَلَمَّا دَخَلَ إِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَيُّ سَاعَةِ زِيَارَةٍ هَذِهِ ، وَذَلِكَ فِی نَحْرِ الظَّهِيرَةِ؟ قَالَ: طَالَ عَلَيَّ النَّهَارُ فَذَكَرْتُ مَنْ أَتَحَدَّثُ إِلَيْهِ ، قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُنِی عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأُحَدِّثُهُ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِی ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((تَكُونُ فِتْنَةٌ ، النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُضْطَجِعِ ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَاعِدِ ، وَالْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِی ، وَالْمَاشِی خَيْرٌ مِنَ الرَّاكِبِ ، وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ مِنَ الْجَارِی ، قَتْلَاهَا كُلُّهَا فِی النَّارِ)) ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: ((ذَاكَ الْهَرْجُ)) ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَتَى أَيَّامُ الْهَرْجِ؟ قَالَ: ((حِينَ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ)) ، قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ تَأْمُرُنِی إِذَا أَدْرَكْتُ ذَاكَ؟ قَالَ: ((اكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَيْكَ وَادْخُلْ دَارَكَ)) ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ دَارِی؟ قَالَ: ((فَادْخُلْ بَيْتَكَ)) ، قَالَ: قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِی؟ قَالَ: ((فَادْخُلْ مَسْجِدَكَ ، ثُمَّ اصْنَعْ هَكَذَا ، ثُمَّ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى الْكُوعِ ، وَقُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ حَتَّى تُقْتَلَ عَلَى ذَلِكَ)) .

تخریج الحدیث مسند أحمد (الفتح الربانی) 24/ 11، مجمع الزوائد، هیثمی : 7/ 301، مستدرك حاكم : 4/ 427، سنن ابوداؤد : 4256۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث وابصہ اسدی نے بیان کیا کہ بے شک میں کوفے میں اپنے گھر کے اندر تھا کہ میں نے سنا: السلام علیکم (کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟) میں نے کہا کہ وعلیکم السلام (داخل ہو جائیں)۔ جب وہ اندر آئے تو اچانک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ملاقات کا یہ کون سا وقت ہے؟ اور وہ دوپہر کا وقت تھا۔ فرمایا کہ دن مجھ پر لمبا ہو گیا، میں نے یاد کیا کہ کس کے ساتھ باتیں کروں۔ کہا کہ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرنے لگے اور میں انہیں بیان کرنے لگا۔ پھر وہ شروع ہوئے مجھے حدیث بیان کرنے لگے، کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایک فتنہ ہوگا، سونے والا اس میں لیٹنے والے سے بہتر ہوگا،

لیٹنے والا اس میں بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، بیٹھنے والا اس میں کھڑے سے بہتر ہوگا، کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا، پیدل چلنے والا، سوار سے بہتر ہوگا، سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، اس (فتنے) کے سب مقتولین آ گ میں ہوں گے۔'' میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اور یہ کب ہوگا؟ فرمایا: ''وہ ''ھرج'' (قتل) کے ایام میں ہوگا۔'' کہا کہ میں نے کہا اور ''ھرج'' کے ایام کب ہوں گے؟ فرمایا: ''جب آدمی اپنے ہم نشین سے محفوظ و مامون نہ ہوگا۔'' کہا کہ میں نے کہا: اگر میں وہ زمانہ پالوں تو آپ ﷺ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جان اور اپنے ہاتھوں کو روک لینا اور اپنے محلے میں داخل ہوجانا۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کا خیال ہے، اگر وہ مجھ پر میرے محلے میں داخل ہوگیا تو؟ کہا کہ میں نے کہا: آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھ پر میرے گھر میں داخل ہوا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی مسجد میں داخل ہوجانا، پھر اسی طرح کرنا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا دائیاں ہاتھ کلائی پر بند کیا۔'' اور کہا: میرا رب اللہ ہی ہے، یہاں تک کہ تو اسی پر قتل کر دیا جائے۔''

شرح الحدیث اس حدیث میں بھی ان وصیتوں کا بیان ہے جو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فتنوں سے بچنے کے لیے کیا کرتے تھے۔

قتل مسلم کی سنگینی

[280]...... حَـدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَخْبَرَنِی یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْـنِ یَـحْیَی بْنِ حَبَّانَ ، أَنَّ رَجُلًا أَخْبرَهُ ، عَنْ أَبِیهِ یَحْیَی ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ ، فَقَالَ لَهُ ابْـنُ عُـمَـرَ: ((فِی الْفِتْنَةِ لَا تَرَوْنَ الْقَتْلَ شَیْئًا)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَتَـنَاجَی اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری : 6288، مسند أحمد : 2/ 9، 43، 45، مؤطا : 4/ 407، سنن ابوداؤد ، الأدب : 13/ 119، مسـند طیالسی : 2/ 50، طبـرانی صغیر : 2/ 9، صحیح ابن حبان : 1/ 482، الأدب المفرد، بخاری : 2/ 601، 602۔ 555، سنن بیهقی : 3/ 232، 544، تاریخ بغداد : 11/ 265، حلیة الأولیاء، ابو نعیم : 7/ 128، 364، الـمقاصد الحسنة سخاوی : 44.

ترجمة الحدیث محمد بن یحییٰ بن حیان نے بیان کیا کہ بے شک ایک آدمی نے اسے اس کے والد یحییٰ سے

بیان کیا کہ بے شک وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: تم فتنے میں قتل کو کوئی چیز نہیں سمجھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''دو آدمی، ایک کو چھوڑ کر، باہم سرگوشی نہ کریں۔''

شرح الحدیث یعنی اگر دو آدمی سرگوشی کریں تو تیسرا بدگمان ہوگا اور اس کی عزت نفس مجروح ہوگی، جب اتنی سی بات سے شریعت نے منع کر دیا ہے تو قتل تو اس کے مقابلے میں بہت بڑی بات ہے، لیکن فتنوں میں قتل کو تم معمولی سمجھو گے، جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا کہ قتل و غارت عام ہو جائے گی، یا یہ مطلب ہے کہ اگر دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا اور تیسرے کو چھوڑ دینا، معمولی نہیں تو فتنوں میں قتل تو اور بھی سنگین ہے۔ واللہ اعلم

حکمران کی اطاعت صرف نیکی میں ہے

[281]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنا شُعْبَةُ ، عَنْ زُبَيْدٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِیِّ ، عَنْ عَلِیٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا ، فَقَالَ: ادْخُلُوهَا ، فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا ، وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: ((لَوْ دَخَلْتُمُوهَا لَمْ تَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَبَدًا)) ، وَقَالَ لِلْآخَرِينَ قَوْلًا حَسَنًا ، وَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ ، لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِی مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوفِ)) .

تخریج الحدیث صحیح مسلم : الامارة : 12/ 226، صحیح ابن حبان : (المورد) 373 .

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر فرمایا، اس نے آگ جلائی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ، کچھ لوگوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور دوسروں نے کہا: اسی (آگ) سے تو ہم بھاگے ہیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا، فرمایا: ''اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو قیامت کے دن تک ہمیشہ اس میں رہتے۔ اور دوسروں کے لیے اچھی بات کہی یا فرمایا: ''تم نے اچھا کیا، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی بھی اطاعت نہیں ہے، اطاعت صرف نیکی میں ہے۔''

شرح الحدیث (1)......امیر اور حکمران کی اطاعت نیکی میں ہے اگرچہ جان پر مشقت اور گراں بار ہو اور اگر معصیت کا حکم دے تو پھر کوئی سمع و اطاعت نہیں ہے۔

(2)...... اس امیر نے جو کچھ کیا کہا جاتا ہے کہ اس کا ارادہ ان کا امتحان لینے کا تھا اور دوسرا قول ہے کہ وہ مزاح کر رہا تھا۔ ❶

(3)...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھے، لیکن یہ ضعیف ہے۔ کیوں کہ اس (راوی) نے بعد والی روایت میں کہا ہے کہ وہ انصار میں سے ایک آدمی تھا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کوئی اور تھا۔ ❷

[282]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِی سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((سَتَكُونُ أُمَرَاءُ يَغْشَاهُمْ غَوَاشٍ، أَوْ حَوَاشٍ، مِنَ النَّاسِ يَظْلِمُونَ ويَكْذِبُونَ، فَمَنْ أَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّی وَلَا أَنَا مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَيُعِينُهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ مِنِّی)).

تخريج الحديث جامع ترمذی: 614، صحيح ابن حبان (الموارد) 379، مجمع الزوائد، هيثمی: 5/ 246، سنن ابن ماجه: 1257، مستدرك حاكم: 1/ 78، 79، 4/ 127، طبرانی صغير: 1/ 154، 224، حلية الأولياء، ابو نعيم: 7/ 249، تاريخ بغداد: 5/ 362، صحيح الترغيب والترهيب: 2246.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عن قریب ایسے حکمران ہوں گے، جنہیں لوگوں میں سے حاشیہ نشین اور دوست احباب گھیر لیں گے، وہ ظلم کریں گے اور جھوٹ بولیں گے، جس نے ان کے ظلم پر ان کی مدد کی اور ان کے جھوٹ کے باوجود انہیں سچا کہا تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں اس سے ہوں اور جس نے ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کی اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔

شرح الحديث (1)...... ایسے حکمرانوں کا ظلم بندوں کے حقوق میں اور اللہ کے حق میں بھی ہوگا۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ انہیں اور چیزیں مشغول کر دیں گی اور وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے۔ ❸

❶ شرح صحيح مسلم: 2/ 125.
❷ شرح صحيح مسلم: 2/ 125.
❸ سنن ابن ماجه: 1257.

(2)......لوگوں پر ظلم اور جھوٹ بولنے کی ایک وجہ ان کے برے مصاحبین و متعلقین اور جان پہچان والے لوگ ہوں گے۔ وزیر ومشیر برے اور نااہل ہوں تو ملک کا نظام صحیح نہیں چل سکتا۔

(3)......نمازوں کو موخر کرنے والے قابل گرفت ہیں تو جو حکمران نماز پڑھتے ہی نہیں ان کا حال کیا ہوگا!

ظالم حکمران کے لیے وعید

[283]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، نَا عَوْفٌ ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: مَرِضَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ مَرَضَهُ الَّذِی تُوُفِّیَ فِيهِ ، فَلَمَّا ثَقُلَ عَادَهُ ابْنُ زِيَادٍ فِی بَيْتِهِ ، فَلَمَّا جَلَسَ إِلَيْهِ قَالَ مَعْقِلٌ: إِنِّی مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتُرْعِیَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رِيحَ الْجَنَّةِ ، وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ مِائَةِ عَامٍ)) ، فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِی هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ ، قَالَ: وَالْيَوْمُ لَوْلَا حَالَتِی الَّتِی أَنَا عَلَيْهَا لَمْ أُحَدِّثْكَ .

تخريج الحديث صحيح بخاری، الأحكام: 13/ 108، 109، صحيح مسلم، الأيمان: 2/ 165، 166، الأمارة: 12/ 214، رقم: 21، مسند أحمد (الفتح الربانی) 14/ 42، سنن دارمی: 2/ 232، طبرانی صغير: 1/ 167، مسند الشهاب (144)، تاريخ بغداد، مختصراً: 3/ 379.

ترجمة الحديث حسن بیان کرتے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے وہ بیماری جس میں فوت ہوگئے، جب طبیعت بوجھل ہوگئی تو ابن زیاد نے ان کے گھر ان کی تیمار داری کی، جب وہ ان کے پاس بیٹھا تو معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک میں تجھے ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی رعایا کا نگہبان بنا اور اس نے اسے خیر خواہی سے نہ گھیرا تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت کی خوشبو کو حرام کر دیا اور اس کی خوشبو سو سال کی مسافت پر پائی جاتی ہے۔'' ابن زیاد نے کہا کہ تو نے آج کے دن سے پہلے یہ حدیث کیوں بیان نہ کی؟ کہا اور آج کے دن بھی، اگر میری یہ حالت نہ ہوتی جس پر میں ہوں، تو میں تجھے بیان نہ کرتا۔

شرح الحديث (1)......ان احادیث میں حکمران کے لیے رعایا کے ساتھ خیر خواہی اور ان کے مصالح (دینی ودنیوی) کے لیے سرتوڑ کوشش کرنے کو، لازم وضروری قرار دیا گیا ہے۔

(2)...... سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں ابن زیاد کو یہ حدیث بیان کی، اس کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''احتمال ہے کہ وہ اس حالت سے قبل، اپنی جان کے بارے اس سے خائف ہوں اور ان کے پاس جو علم (حدیث) تھا وہ اسے موت سے پہلے پہنچانا واجب سمجھتے تھے، تا کہ اسے ضائع کرنے والے نہ بن جائیں اور یقیناً ہم سب کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔'' ❶

(3)...... سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بہ حالت صحت و عافیت بھی ابن زیاد کے پاس جا کر اسے برے حکمرانوں کے متعلق حدیث بیان کرنا مذکور ہے، جس پر وہ سیخ پا ہو گیا اور عائذ رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ ❷

[284]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَقْرَبُهُمْ مِنِّی مَجْلِسًا، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَشَدُّهُمْ عَذَابًا، إِمَامٌ جَائِرٌ)).

تخريج الحديث جامع ترمذی، الأحكام، باب الإمام العادل: 1329، مسند أحمد: 11174، سلسلة الضعيفة: 1156.

ترجمة الحديث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت والے دن لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا محبوب اور مجلس میں ان میں سے میرے سب سے قریب، عدل و انصاف کرنے والا حکمران ہے اور قیامت والے دن لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور ان میں سب سے سخت عذاب والا، ظالم حکمران ہے۔

شرح الحديث (1)...... عادل حکمران کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ اسے اللہ قیام والے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ دیکھیں حدیث نمبر (84)۔ نیز ظالم حکمران کے بارے صحیح مسلم کی حدیث ہے:

((إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ)) ❸

''بے شک سب سے برے حکمران وہی ہیں جو ظالم ہیں۔''

---

❶ شرح صحیح مسلم: 2/ 122. ❷ شرح صحیح مسلم: 2/ 122.
❸ صحیح مسلم مع الشرح: 2/ 122.

حکمرانی باعثِ حسرت وندامت

[285]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ ، عَنِ الْمَقْبُرِیِّ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ ، وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وحَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ ، وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الأحكام : 13/ 107، مسند أحمد : 2/ 448، 476، حلية الأولياء، ابو نعيم : 7/ 93.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم امارت پر حرص کرو گے اور بے شک وہ قیامت والے دن ندامت اور حسرت کا باعث ہوگی، اچھی ہے دودھ پلانے والی، اور بری ہے دودھ چھڑانے والی۔

شرح الحدیث (1)...... امارت: اس میں امارت عظمیٰ بھی داخل ہے اور وہ خلافت ہے اور ولایت صغریٰ بھی اور وہ ہے بعض علاقوں پر حکومت، یہ آپ ﷺ کی طرف سے کسی چیز کی اس کے واقع ہونے سے پہلے خبر ہے تو جیسے آپ ﷺ نے خبر دی ویسے ہی ہوا۔ [1]

(2)...... حسرت وندامت: اس کے لیے جس نے حکمرانی میں وہ کچھ نہ کیا جو کہ کرنا چاہیے تھا۔ مسند بزار اور طبرانی میں ہے: ''اس کا اول ملامت، دوسرا (درمیان) ندامت اور تیسرا (آخر) قیامت کے دن کا عذاب ہے، سوائے اس کے جس نے عدل کیا۔'' [2]

(3)...... اچھی ہے دودھ پلانے والی یعنی دنیا میں جب حکومت ملتی ہے اور تمام سہولیات میسر آتی ہے، تمام لذتیں حسی اور وہمی حاصل ہو جاتی ہیں، جاہ و مال ملتے ہیں اور ہر بات پوری ہوتی ہے اور بری دودھ چھڑانے والی یعنی آخرت میں جب اس حکمرانی پر محاسبہ ہوگا تو وہ ایسے ہے جیسے سیر ہونے سے قبل ہی اس کا دودھ چھڑا دیا گیا، اس میں اس کی ہلاکت ہوسکتی ہے۔ [3]

---

[1] فتح الباری : 13/ 156.
[2] فتح الباری : 13/ 156.
[3] فتح الباری : 13/ 156.

آگ وہ قاتل جو ہمیشہ زندہ رہے گی

[286]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا جَهْمُ بْنُ أَوْسٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِی مَرْيَمَ ، ومَرَّ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رُسْتُمَ فِی مَرْكِبِهِ ، فَقَالَ لِابْنِ أَبِی مَرْيَمَ: إِنِّی لَأَشْتَهِی مَجَالِسَكَ وَحَدِيثَكَ ، فَلَمَّا مَضَى ، قَالَ ابْنُ أَبِی مَرْيَمَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِی مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهِ ، إِنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوتُ)) ، فَبَلَغَ ذَلِكَ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهْبٌ أَبَا دَاوُدَ الْأَعْوَرَ ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ ، مَا قَاتِلًا لَا يَمُوتُ؟ قَالَ ابْنُ أَبِی مَرْيَمَ: النَّارُ .

تخریج الحدیث الزهد، ابن مبارك : 220، المشكوة : 5248، ضعيف الجامع الصغير : 6248.

ترجمة الحدیث جہم بن اوس نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی مریم سے سنا اور اس کے پاس سے عبید اللہ بن رستم اپنی سواری پر گزرا تو اس نے ابن مریم سے کہا، بے شک میں تیری مجلس اور تجھ سے گفتگو کی خواہش رکھتا ہوں، جب وہ چلا گیا تو ابن ابی مریم نے کہا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ کہہ رہے تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہرگز کسی فاجر پر، اس کی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرنا، بے شک تو نہیں جانتا کہ وہ اپنی موت کے بعد کس چیز کو ملنے والا ہے، یقیناً اس کے لیے اللہ کے ہاں ایسا قاتل ہے، جو کبھی نہیں مرے گا۔'' یہ حدیث وھب بن منبہ کو پہنچی تو وھب نے اس کی طرف ابوداؤد اعور کو بھیجا اور کہا: اے فلاں وہ قاتل کون ہے، جو مرتا نہیں؟ ابن ابی مریم نے کہا کہ موت۔

شرح الحدیث دنیا کی عارضی نعمتوں سے محظوظ ہونے والا اور رب کا شکر ادا نہ کرنے والا فاسق و فاجر یقیناً قابل رشک نہیں ہے، کیوں کہ بالآخر اللہ کی پکڑ آنے والی ہے، جیسا کہ قارون کے ساتھ ہوا۔

مخلوق پر شفقت کا بیان

[287]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِی قَابُوسَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ ، ارْحَمُوا مَنْ فِی الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ أَهْلُ السَّمَاءِ)) .

تخریج الحدیث سنن ابو داؤد، الأدب: 4941، جامع ترمذی، البر والصلة: 6/ 51، تاریخ بغداد: 3/ 260، 438۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم کرنے والے ہیں، رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنے کی ترغیب ہے۔ جو لوگوں پر مہربانی کرے گا، رحمٰن اس پر رحمت کی برکھا برسائے گا، پہلے خبر دی ہے پھر حکم دیا ہے۔ یہ انتہائی بلیغ انداز ہے، یہ اصول بھی ہے کہ ''الجزاء من جنس العمل'' جیسا عمل ہوگا ویسی جزا ہوگی۔ اللہ کی اپنے بندوں سے کتنا پیار ہے کہ جو ان بندوں کے ساتھ جیسا رویہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔ اس حدیث کی ترجمانی شعر میں یوں کی گئی،

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

[288]...... حَدَّثَنَا جَدِّی، نَا حَبَّانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ رَفَقَ بِأُمَّتِی رَفَقَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ شَقَّ عَلَى أُمَّتِی شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ)).

تخریج الحدیث صحيح مسلم، الأمارة: 12/ 212، رقم: 19، مسند أحمد: 6/ 62، 260.

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری امت کے ساتھ نرمی اختیار کی، اللہ اس کے ساتھ نرمی کرے گا، اور جس نے میری امت پر مشقت ڈالی، اللہ اس پر مشقت ڈالے گا۔

شرح الحدیث (1)...... حدیث پاک کا روئے سخن حکمران طبقے کی طرف ہے۔ جو حکمران عوام کی مصالح کے لیے کوشاں رہنے والے، ان پر جبر و تشدد سے گریز کرنے والے اور ان کے کام آنے والے ہیں، ان کے لیے دعائے نبوی ہے کہ اللہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے گا، ورنہ دنیا و آخرت میں ان کے لیے اللہ کی پکڑ کی وعید شدید ہے۔

(2)...... نبی اکرم ﷺ کی اپنی مت سے محبت و رأفت اور آپ ﷺ کی امت کے لیے فکر مندی کا علم ہو رہا ہے۔ صلى الله عليه وسلم من جميع الأمة .

حکمران اور دو راز دان

[289]...... حَدَّثَنَا جَدِّی ، نَا حَبَّانُ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، أَنَا الْأَوْزَاعِیُّ ، أَنَا الزُّهْرِیُّ ، أَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ وَالٍ وَلَا أَمِيرٍ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَان ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا ، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ ، وَهُوَ لِلَّذِی يَغْلِبُ مِنْهُمَا)) .

تخریج الحدیث صحیح بخاری ، الأحكام : 13/ 161 ، القدر : 11/ 425 ، مسند احمد : 2/ 237 ، 289 .

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی کوئی حکمران یا امیر ہو تو ضرور اس کے دو راز دان ہوتے ہیں، ایک رز دان اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور (دوسرا) راز دان اسے کسی قسم کا نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتا، جو اس کے شر سے بچا لیا گیا، یقیناً وہی بچایا گیا اور وہی ہے جو ان دونوں میں سے غالب آتا ہے۔

شرح الحدیث (1)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس معنی کی حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے: ''تم میں سے کوئی کسی کام کا والی بنے اور اللہ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لے تو اس کے لیے نیک وزیر بنا دیتا ہے، اگر وہ بھولے تو اسے یاد دلاتا ہے اور اگر یاد رکھے تو اس کی مدد کرتا ہے۔ [1]

(2)...... دو راز دان: امام ابن تین رحمہ اللہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس سے دو وزیر مراد ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان مراد ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا کہ احتمال ہے کہ نفس امارہ (جو برائی پر ابھارتا ہے) اور نفس لوامہ (جو خیر کی ترغیب دینے والا ہو) مراد ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے قوت ملکی اور قوت حیوانی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام پر محمول کرنا جائز ہے الا یہ کہ ان کے بعض کے لیے صرف بعض ہو۔ اور محبّ طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ راز دان سے مراد دوست اور خاص لوگ ہیں، اور ''بطانة'' مصدر ہے جسے اسم کی جگہ رکھا گیا ہے وہ ایک دو اور جمع، مذکر، مونث سب پر بولا جاتا ہے۔ [2]

[1] فتح الباری : 13/ 236 .
[2] فتح الباری : 13/ 236 .

(3)...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک تیسری قسم بھی ہے، یعنی وہ حاکم جو خیر والے راز دان کی بات قبول کرتا ہے اور شر والے کی قبول نہیں کرتا، اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہے اس لیے حدیث کے آخر میں ہے:

((فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ تَعَالَى)) [1]

''اور معصوم وہی ہے جسے اللہ بچائے۔''

آخـر مسـنـد ابن المبارك والحمد لله رب العالمين وصلى الله سيدنا محمد وسلم تسليمًا إلى يوم الدين .



[1] بخاری مع الفتح : 13/ 234، رقم 7196 .